صدارتی انعام یافتہ

طبِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اور جدید سائنس

جلد اوّل

ڈاکٹر خالد غزنوی

AVI

فقیر محمد عبدالستار احمد السیفی الحنفی

گدائے آستان سیفیہ فیوضات صاحبہ زادہ اللہ تعالیٰ

منڈی کرشن کچھوری

خیبر ایجنسی پشاور

صدارتی انعام یافتہ

صدارتی انعام یافتہ

ڈاکٹر خالد غزنوی

کوثر بک ڈپو والا موڑ سے

الفیصل
ناشران و تاجران کتب
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

بار اول — اکتوبر 1987

بار چہاردہم اگست 1998ء

مطبع - زاہد بشیر پرنٹرز، لاہور

قیمت -/150 روپے

مندرجات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

طبِ نبوی ﷺ دنیائے اسلام کا ایک مقدس موضوعِ فکر و مطالعہ ہے۔ اہلِ اسلام نے ہر دور میں طبِ نبوی ﷺ سے استفادہ کیا ہے۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ مختلف ادوارِ اسلامی میں میدان ہائے طب و سائنس میں جو پیش قدمیاں ہوئی ہیں اور مفکرین اور ماہرین سائنس نے جو اقدامات کیے ہیں وہ لازماً تعلیماتِ قرآن سے متاثر اور اس کے آئینہ دار رہے ہیں۔ نباتات کے میدان میں مسلمان علمائے طب نے محیر العقول انکشافات اور اکتشافات کیے ہیں اور ان کا ثبوت وہ سب کُتبِ نباتات ہیں کہ جو دست بردِ زمانہ سے بچ رہی ہیں اور زیرِ مطالعہ آ چکی ہیں جبکہ ہنوز لاتعداد کتبِ نباتات فقط کُتب خانوں کی زینت بنی ہوئی ہیں یا غفلتوں کی بنا پر خوراکِ دیمک ان کا مقدر بنا ہے۔ علاج امراض کے لیے نباتات کے استعمال کو زبردست اہمیت حاصل رہی ہے۔ اس اہمیت کی وجہ یقیناً وہ نظامِ قدرت و فطرت ہے کہ جو اس سرزمین پر ہر سو کارفرما ہے۔ کون ہے کہ جو اس حقیقت سے انکار کرے کہ جس خطۂ زمین پر جو حالات ہوتے ہیں اور وہاں جو امراض وجود و ظہور میں آتے ہیں قدرت فیاض نے اور فطرت نباض نے ان کے علاج کے لیے اس خطۂ ارض میں اس مناسبت سے نباتات کو وجود بخشا ہے۔ قدرت کا یہ نظام کل بھی برسرِ عمل تھا اور آج بھی ہے۔

میدانِ طب کے اکابر رجال حقیقت آشنا تھے اور رموزِ قدرت کے شناس تھے۔ شفابخشی کے باب میں نباتات ہی ان کی توجہ کا اہم مرکز رہے اور جب وہ تعلیماتِ

اسلامی سے پوری سرشاری کے بعد اور مبادیات طب سے شناسائی کے بعد خدمتِ خلق میں مصروف ہوئے تو انھوں نے فکر و علاج بالنباتات کو ایسے خطوط پر مرتب و استوار کیا کہ جو اہمیت کے اعتبار سے آج بھی واجب التسلیم ہیں اور عصری سائنس بھی اکابر طب کے ان انکشافات اور اکتشافات کی نفی نہیں کرتی۔

افسوس کہ نیرگیٔ خرد نے اور نیرنگیٔ عصرِ حاضر نے آج کی دنیائے اسلام کے زعمائے طب کو مرکز گریز بنا دیا اور وہ خود بھی آوازِ مغرب سے ایسے مرعوب ہوئے کہ اپنے ورثہ ہائے علمی کے ناقدین گئے پھر یہ تنقید تنقیص میں بدل گئی۔ بہ ایں ہمہ آج بھی پختہ ایمان ماہرین طب اور راسخ العقیدہ مسلم علمائے سائنس نے طبِ نبوی پر اپنی توجہات کو بہ ہمہ جہت مرکوز رکھا ہے اور علاج بالنباتات کا سلسلہ غیر منقطع رہا حتّٰی کہ اب مغرب کو اپنی بے خبری کا احساس ہوا ہے اور انسان کو محض مصفہ گوشت قرار دینے والے مغربین اس نتیجے پر پہنچ گئے ہیں کہ طب کو آغوشِ فطرت سے باہر نہیں جانا چاہیئے اور انسان کو روح و مادہ کا ایک اشرف وجود سمجھ کر اس کے ساتھ معاملہ کرنا چاہیئے۔ جسم انسانی کی فہم نے ان کو بالآخر اس نتیجے پر پہنچا دیا ہے کہ شافی مطلق ذات باری تعالیٰ ہے۔ معالج کی حیثیت صرف یہ ہے کہ وہ اپنے محدود علم و عقل کی بنا پر جسم انسانی کو برائے شفا جن دواؤں سے روشناس کراتا ہے بسا اوقات خود اسے علم نہیں ہوتا کہ ان کی شفا بخشی کا راز کیا ہے۔ اس لیے ایک حقیقت پسند سائنس دان یہ سمجھتا ہے کہ شفا دہی اسی کا مقام نہیں ہے!

طبِ نبویؐ پر مشرق و مغرب دونوں جگہ ماہرین نے علمی پیش رفت کی ہے اور عصری سائنس کو بھی رہنما بنا لیا ہے۔ متعدد کتابیں عالم وجود میں آئی ہیں اور بیداریٔ مسلم کے ساتھ ساتھ اسی میدان میں سائنسی پیش رفتیں ہو رہی ہیں۔ جامعہ کراچی میں محترمی جناب ڈاکٹر عطا الرحمٰن صاحب کلونجی پر کام کر رہے ہیں جس کا طب نبویؐ سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ ان کی تحقیق یہ ہے کہ کلونجی میں جو الفلائیڈ ملے ہیں وہ اپنی افادیت میں لاثانی ہیں۔

ڈاکٹر خالد غزنوی طب عصری کے حامل ہیں اور اس حیثیت سے وہ پاکستان میں پہلے معالج ہیں کہ جنہوں نے بہ ہمہ خلوص و فہم طب نبوی کو اپنا رہنما بنا لیا ہے اور اپنے معالجات کو طب نبوی کے دائرے سے باہر نہیں جانے دیا ہے۔ اب تک وہ تیس نباتات طب نبوی پر عملی اور علمی اعتبارات سے کام کر چکے ہیں اور ان نباتات کے افعال و خواص پر سیر حاصل معلومات حاصل کر چکے ہیں۔ انھوں نے اس میدان تحقیق میں عصری کیمیا کو بھی رہنما بنایا ہے اور ان نباتات پر عصری تحقیقات کا مطالعہ کر کے نیا راستہ بنایا ہے۔

ڈاکٹر خالد غزنوی نے ایک اچھے انسان اور ایک دردمند معالج کی حیثیت سے تحقیق و تدقیق کے اس میدان میں اپنے مشاہدات و تجربات سائنسی اور طبی مسلّمات کے ساتھ پیش کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ ان کی یہ تحقیق کئی اعتبارات سے لائق تعریف و تبریک اور سزاوار تحسین ہے لیکن اس کی ایک نمایاں اہمیت یہ ہے کہ معالجین کے لیے اس سے رہنما اصول ملتے ہیں۔ اب ہسپتال میں ان نباتات طب نبوی سے معالجات میں استفادہ ممکن ہو گیا ہے اور سائنس دانوں کو اب وہ میٹریل مل گیا ہے کہ وہ آگے بڑھ کر فارماکولوجی کے میدان میں کل کے لیے اقدامات مزید کریں۔

حکیم محمد سعید

۲۰ رمئی ۱۹۸۷ء

طبع چہاردہم

حضرت ابراھیم علیہ السّلام نے اپنی اولاد میں سے جس نبی کی خدا سے استدعا کی تھی اس کی صلاحیت میں حکمت کا جاننا بھی تھا۔ ان کی دُعا قبول ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علوم سکھا دیے گئے۔ خلقِ خدا کی بھلائی کے لیے وہ حکمت کی باتیں بتاتے رہے اور ان کے ارشاداتِ گرامی کو جدید علوم کی روشنی میں بیان کرنے کی سعادت ۱۹۸۷ء میں طبِ نبویؐ کی پہلی جلد کی صورت میں ہمارے حصّے میں آئی۔

اس دس سال کے عرصے میں اس کتاب کو بے پناہ پذیرائی میسّر آئی۔ اسے صدارتی انعام ملا اور آج اس کا چودھواں ایڈیشن پیش کرتے ہوئے ہم اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کے شکر گزار ہیں۔

اسی موضوع کو آگے بڑھاتے ہوئے طبِّ نبوی کی دوسری جلد پیش ہوئی پھر پیٹ کی بیماریوں اور امراضِ جلد پر دو خصوصی مجموعے بھی حاضر ہو چکے ہیں۔ بیماریوں کے علاج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوا کے ساتھ دُعا کو بھی اہمیت عطا فرمائی ہے۔ اور اب سانس کی بیماریوں پر کتاب پیش ہے۔ مسنون دعاؤں کا مجموعہ "اللہ الطبیب" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

ہم کوشش کر رہے ہیں کہ انسانی جسم کی تمام بیماریوں کا طبِّ نبویؐ کے تحت احاطہ کر کے صحتِ عامّہ کے مسئلے کو آسان کریں۔ ملتمس ہوں کہ ہماری کامیابی کے لیے دُعا کریں اور اگر کوئی مشورہ آپ کے ذہن میں ہو تو بلا تکلف لکھیے۔

خالد غزنوی

۴۲- حیدر روڈ - اسلام پورہ، لاہور

صحت مند زندگی گزارنے کی سب سے آسان ترکیب اسلام کو دل سے قبول کرلینا ہے کیونکہ یہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جس پر عمل کرنے والا ہمیشہ تندرست رہتا ہے۔ جس نے اپنے جسم اور دانتوں کو دن میں کم از کم پندرہ دفعہ دھونا ہو اور ہفتے میں ایک مرتبہ نہانا۔ کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانپ کر رکھنا ہو۔ صاف پانی استعمال کرنا ہو۔ رات کا کھانا جلد اور ضرور کھا کر چہل قدمی کرنے والا کسی شدید بیماری میں مبتلا ہی نہیں ہوتا۔ مسلمان بسیار خور نہیں ہوتا اس لیے وہ چکنائی کی زیادتی اور پیٹ کی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ توانائی کے یہ گر جنہیں آج جدید سائنس اتنی اہمیت دے رہی ہے ہادیٔ برحق نے چودہ سو سال پہلے بتائے۔ وہ پہلے طبیب تھے جنہوں نے دل کے دورہ کی تشخیص کی اور دق کو پلورسی کا باعث قرار دیا۔ مریض کو بھوکا رکھنے سے منع کیا اور بیماریوں سے بچاؤ کے لیے جسم کی اپنی قوتِ مدافعت کو اہمیت دی۔

نفسیات کے مغربی ماہرین کو اسلام میں حلال اور حرام کے مسئلہ پر سخت اعتراض ہے جب کوئی مسلمان جھٹکا یا سؤر کا گوشت کھانے سے انکار کرتا ہے تو وہ اس عمل کو PSYCHOLOGICAL TABOO سے تعبیر کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات علمی نقطۂ نظر نظر سے غلط ہے۔ قرآن مجید نے "آیہ حرمت" میں مردار، خون، سؤر کے گوشت ۔۔۔ ان جانوروں کے گوشت سے منع کیا ہے جو بلندی سے گرے ہوں، ٹکرائے ہوں۔ لاٹھی سے مجروح کیے گئے ہوں یا درندوں نے پھاڑا ہو۔ یہ تمام گوشت انسانی صحت کے لیے مضر ہیں

سور کو وہ تمام بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں جو انسانوں کو ہوتی ہیں۔ اسے دل کے دورہ سے ہیضہ تک ہوتا ہے۔ اس لیے یہ دوسروں میں بیماریاں پھیلانے اور اپنے کھانے والوں کو بیمار کرنے کی استعداد دوسرے جانوروں سے زیادہ رکھتا ہے۔ اس کا گوشت کھانے والے خون کی نالیوں اور جوڑوں کی بیماریوں میں دوسروں کی نسبت زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گندگی کھانے والے حلال جانور کے گوشت اور دودھ کو بھی حرام کیا ہے۔ یہ بھی خالص صحت کا مسئلہ ہے اور مسلمانوں کو اس رہبری پر بجا طور فخر کرنے کا حق حاصل ہے۔

یہ بات حال ہی میں معلوم ہوئی ہے کہ خسرہ۔ دق۔ چیچک۔ کالی کھانسی مریض کی سانس سے پھیلتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صورتِ حال کو محسوس فرمایا اور مریض سے بات کرتے وقت ایک میٹر کا فاصلہ رکھنا ضروری قرار دیا ہے اور مریضوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ کھانستے اور چھینکتے وقت منہ کے آگے کپڑا یا رومال رکھیں۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ جراثیم دوسروں تک نہ جا سکیں گے۔

قرآن مجید نے فرمایا ہے کہ ہم نے نبی کو علم اور حکمت سکھا دی ہے۔ کسی چیز کا علم اس کے بنانے والے سے زیادہ اور کون جان سکتا ہے؟ پھر خدا تو ویسے بھی علیم اور حکیم ہے۔ جس نے اس سے براہِ راست سیکھا اس کی قابلیت کا کوئی کنارہ نہ ہوگا۔

انہوں نے اپنے ارشادات میں انسانی صحت کے کسی بھی پہلو کو فراموش نہیں کیا۔ وہ صحت مند زندگی گزارنے کے اسلوب سکھانے کے بعد جب وبائی امراض کی روک تھام پر آئے تو تاریخِ طب میں قرنطینہ کو ایجاد کر گئے۔ انہوں نے بیماریوں سے بچاؤ کا مکمل اور قابلِ عمل نظام مرحمت فرمایا۔ جب وہ مریض کی سمت آئے تو نگہداشت اور اس کی ہیجانی کیفیت سے غذا تک بنا گئے۔

طب کے بارے میں ارشاداتِ نبویؐ کو علیحدہ کرنے کی کوششیں دوسری صدی ہجری سے جاری ہیں۔ آئمہ اور محدثین نے اس باب میں قابلِ قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ مگر مشکل

یہ رہی کہ ان حضرات کے پاس طب کا باقاعدہ علم نہ تھا۔ اس لیے یہ طب نبویؐ کو قابلِ عمل صورت میں پیش کرنے سے قاصر رہے۔ آج کا معالج جسم انسانی سے مکمل واقفیت پانے کے بعد علم الامراض اور علم الادویہ سیکھتا ہے اور اس کے بعد وہ علاج کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ یہ ادویہ نبویہ کے ناموں سے تو آگاہ تھے مگر ان کی ماہیت۔ کیمسٹری۔ اثرات اور فوائد سے آشنا نہ تھے۔ اس لیے ہمارا یہ اہم قومی ورثہ کتب خانوں کی زینت بنا رہا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دوائی کا اثر اس وقت ہوتا ہے جب اس کے اثرات بیماری کی ماہیت کے مطابق ہوں۔ لوگ دوائی کے اثر اور طریقہ عمل سے واقف نہ تھے اب ڈاکٹر خالد غزنوی نے اس کمی کو پورا کر کے پوری مسلمان قوم پر احسان کر دیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات احادیث کی دو سو سے زیادہ کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں ان تمام میں سے متعلقہ احکام کی تلاش۔ ان کی تدوین پھر ان کی سائنسی حیثیت کا پتہ چلانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ مگر میں دیکھتا رہا کہ میرے دوست ڈاکٹر خالد غزنوی نے ایک ایک دوائی کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنے کے لیے ڈاکٹروں سے لے کر علماء تک اور سائنس دانوں سے غذائی ماہرین تک کئی کئی دن صرف کیے۔ انہوں نے جس محبت۔ محنت اور عشقِ رسالت سے اسے جمع کیا ہے میں اس پر ان کو مبارک دیتا ہوں اور میں یہ بات پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی یہ کتاب پوری دنیا کے لیے اسلامی علم طب کا عظیم شاہکار ہونے کے علاوہ ہمارے اپنے ملک کی سربلندی کا باعث ہو گی کہ پاکستان میں کیسا کیسا جوہر قابل موجود ہے۔

میں ڈاکٹر غزنوی کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے اس کا دیباچہ لکھنے کی عزت دے کر اس کارِ خیر میں شرکت کا موقع فراہم کیا۔

افتخار احمد

پرنسپل۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج۔ لاہور

اَلْحَمْدُ لِلّٰه

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تندرستی کی بقا اور بیماریوں کے علاج کے بارے میں بڑی اہمیت کی لازوال ہدایات فرمائی ہیں۔ محدثین نے "کتاب الطب" کے عنوان سے حدیث کی ہر کتاب میں علیحدہ ابواب مزین کیے ہیں۔ عبدالملک بن حبیب اندلسیؒ نے امراض کے متعلق ارشاداتِ نبویؐ کو "الطب النبویؐ" کے نام سے دوسری صدی ہجری میں علیحدہ مرتب کیا۔ ان کے بعد امام شافعیؒ کے شاگرد محمد بن ابوبکرؒ ابن السنی اور ان کے ہمعصر محدث ابونعیمؒ اصفہانی ہیں جنہوں نے تیسری صدی کے اواخر میں طبِ نبوی کے ایسے مجموعے مرتب کیے جن کی اکثر روایات انہوں نے راویوں سے خود حاصل کیں۔ آئمہ اہل بیت میں علیؒ بن موسیٰؒ رضا اور امام کاظمؒ بن جعفر صادقؒ نے اسی موضوع پر رسائل لکھ کر شہرتِ دوام پائی۔ چوتھی صدی میں محمد بن عبداللہؒ فتوح الحمیدی۔ عبدالحق الاشبیلیؒ۔ حافظ السخاویؒ اور حبیبؒ نیشاپوری نے طبِ نبوی کے مجموعے اپنی ذاتی کوششوں سے مرتب کیے مگر ناقدری علم سے یہ سارے مجموعے اب ناپید ہیں۔ البتہ ان کے حوالے اس زمانے کی دوسری کتابوں میں ملتے ہیں۔

ساتویں سے نویں صدی ہجری کے دوران ابی جعفرؒ المستغفری۔ ضیاء الدینؒ المقدسی۔ السید مصطفیٰؒ للتیفاشی شمس الدینؒ البعلی۔ کمال ابن طرخانؒ۔ محمد بن احمد ذہبیؒ۔ محمد بن ابوبکر ابن القیمؒ۔ جلال الدینؒ سیوطیؒ اور عبدالرزاق بن مصطفیٰ الانطاکی نے ارشاداتِ نبوی کے گلدستے بنائے۔ الحمدللہ کہ ان سب کی کاوشیں اب زیور طبع سے آراستہ ہو کر موجودہ

دور میں موجود ہیں۔ البتہ ابن القیمؒ کا مجموعہ سب سے ضخیم۔ ثقہ اور مقبول ہے۔ انہوں نے اپنے
عنوانات کا انتخاب بڑی محبّت اور خلوص سے کیا ہے۔ جیسے کہ

"ھدیہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علاج المفئود"

محمد احمد ذہبیؒ کا مجموعہ بھی اچھا ہے۔ مگر وہ درجنوں ایسی دواؤں کا تذکرہ کر گئے
جن کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا اصحابہ کرام تک ان کے پاس کوئی سند نہیں۔ انہوں نے کچھ
علاج اپنی جانب سے شامل کیے ہیں۔ جن کی افادیت محل نظر ہے۔ السیوطیؒ نے
طب روحانی کے معاملہ میں ذاتی مشاہدات کو زیادہ شامل کیا ہے اور "الطب النبوی"
برائے نام ہے۔

حلب کی لائبریری میں عبدالرزاقؒ الانطاکی کا مخطوطہ "النبویؐ فی منافع الماکولات"
ایک مفید اور قابلِ قدر تالیف ہے۔ جمال الدین بن داؤد کی طبِ نبویؐ کی صرف ایک
جلد استنبول کی لائبریری میں ہے۔ کتاب مختصر مگر مفید ہے۔

اللہ تعالیٰ ان بزرگانِ کرام پر اپنی رحمتیں نازل کرے کہ انہوں نے ہمیں ایمان اور
شفا کا راستہ دکھایا۔ مگر سائنسی علوم میں سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ ان میں روزانہ نئے مشاہدات
ہوتے ہیں۔ اگر ان پر نظرِ ثانی نہ ہو تو ان کی افادیت ختم ہو جاتی ہے۔ علم الادویہ میں نئے
انکشافات۔ ادویہ کی کیمیاوی نوعیت کا اظہار ایسی چیزیں تھیں جن کا ادویہ نبویؐ میں اضافہ
ضروری تھا۔ دواؤں کے اثر کو جانچنے کے لیے اب کچھ آلات بھی موجود ہیں۔ بھارت
میں ان پر تحقیقی کام ہو رہا ہے۔ جس میں بہت سی ادویہ نبویہؐ بھی آگئی ہیں۔ حالات کا تقاضا ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مفید طب کو جدید علوم کی روشنی میں مرتب کیا جائے۔ زمانہ قدیم
میں طباعت موجود نہ تھی اس لیے طبِ نبویؐ کے کسی بھی مجموعہ میں مکمل احادیث موجود نہیں۔
اس امر کی ضرورت بھی تھی کہ ہر دوائی کے متعلق ارشاداتِ باری اور ارشاداتِ نبویؐ کو بھی
شامل کر دیا جائے۔ ارشاداتِ گرامی کو کتب احادیث سے دوبارہ تلاش کیا گیا۔ کوئی مدرسہ

یا لائبریری ایسی نہیں جہاں پر احادیث یا علم الادویہ کی تمام کتابیں موجود ہوں۔ اس لیے ان کو جگہ جگہ تلاش کرنا اور ان علوم کے ماہرین کی شفقت سے استفادہ کرنا ضروری ہو گیا۔ حدیث کی معدوم کتابوں از قسم۔ عراقی۔ ابن السنی۔ ابو نعیم۔ ابن عساکر کے تمام حوالے "کنز العمال فی سنن والاقوال" سے لیے گئے ہیں۔

عذر تالیف کے بارے میں مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ محترم حکیم محمد سعید اور پرنسپل افتخار احمد صاحبان فرما گئے۔ میں ان حضرات کی مشاورت اور مساعدت کے لیے شکر گزار ہوں۔

علمائے کرام میں مولانا عطا اللہ حنیف مرحوم، مولانا عبد المنان عمر۔ حافظ عبد الرشید پروفیسر عبد القیوم بٹ، مفتی محمد حسین نعیمی، حافظ سلیم تابانی صاحبان نے اپنا الطاف مسلسل جاری رکھا ڈاکٹر محمد طاہر القادری اور ڈاکٹر اسرار احمد صاحبان نے حوصلہ افزائی فرمائی۔ اور پیر سید محمد کرم شاہ صاحب الازہری نے طب نبوی کا موضوع اپنے گرامی جریدہ سے شروع کروایا۔

پاکستان کونسل برائے سائنسی امور لاہور کے ڈائرکٹر ڈاکٹر سید فرخ شاہ اور ڈاکٹر حنیف چوہدری۔ خالد لطیف شیخ۔ ڈاکٹر صلاح الدین۔ ڈاکٹر سرور چوہدری اور ڈاکٹر بیگم سرور چوہدری نے ادویہ کی کیمسٹری میں ساتھ دیا۔ جناب عطا الرحمٰن غنی نے کھجور کی ماہیت عطا کی۔ گورنمنٹ پبلک اینالسٹ، محمد عبد الباری اور شہزادہ نصیر احمد نے بھارتی کتابیں مستعار دیں۔ پبلک اینالسٹ پیر عارف شاہ اور محمد اسحاق غوری اور ان کا سارا عملہ اشیاء خوردنی کی کیمسٹری مہیا کرنے میں لگا رہا۔

ملک بشیر احمد نے چھانگا مانگا سے تجربہ کے لیے عمدہ شہد کے درجنوں نمونے دیئے۔

اطباء کرام میں حکیم عبید الرحمان خان شریفی اور بیگم امۃ اللطیف طاہرہ نے ادویہ کی تحقیق میں رہبری کے ساتھ دامے درمے بھی معاونت فرمائی۔

حکومت پاکستان کی کونسل برائے طب کے صدر میاں منیر نبی خان نے اپنے علم الادویہ

کے علم کو بڑی فیاضی کے ساتھ عطا کیا اور کتاب کی پذیرائی میں اپنے فاضل اراکین کونسل کی معیت میں مہربانیاں فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ان تمام اصحاب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے مجھ پر شفقت اور طبِ نبوی سے محبت کی بدولت اپنے تمام ذرائع میری تحویل میں لگا دیئے اور ایسے کرم فرماؤں کے خلوص نے مجھے حوصلہ دیا ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ علاج کے ذریعہ جسم کی تمام بیماریوں پر اگلی کتاب مکمل کروں۔ انشاء اللہ یہ جلد آجائے گی۔

اس کتاب میں ہومیوپیتھی کا حصہ جناب خالد مسعود قریشی اور ڈاکٹر حامد الیاس کی محبت کا مظاہرہ ہے۔

کتاب کی طباعت اور نظرِ ثانی جناب مولوی محمد اکرام اور فیصل صاحبان کی محبت ہے۔ فضل محمود مفتی نے بڑے خلوص سے نظرِ ثانی کی اور تمام انگریزی نام اپنے ہاتھ سے لکھے۔

مجھے طبِ نبوی کی صلاحیت مہیا کرنے میں میرے والدین کی اسلام سے محبت ہی اصل سبب تھا۔ انہوں نے مجھے سائنس پڑھانے کے ساتھ اس وقت کے جید علماء کو آمادہ کیا کہ وہ مجھے علمِ دین سے بے بہرہ نہ رہنے دیں۔ شیخ الحدیث مولانا نیک محمدؒ اور مولانا محمد حسین ہزارویؒ نے خود تکلیف اٹھا کر بھی احادیث کی تعلیم دی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ آمین، آمین

خالد غزنوی

حیدر روڈ۔ کرشن نگر
لاہور

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ایک طبیبِ حاذق

انسان جب زمین پر آباد کیا گیا تو اسے وہاں پر رہنے کا سلیقہ سکھانے اور سہولتوں سے فائدہ اٹھانے کا طریقہ سکھانے کے لیے تاریخ کے ہر دور میں رسول آئے۔ یہ لوگوں کو اچھی زندگی گزارنے کا اسلوب سکھاتے تھے جن میں سے ایک صحت مند رہنا بھی رہا ہے۔ تندرستی کو قائم رکھنے اور کھوئی ہوئی صحت کو واپس لانے کی ذمہ داری ایک روحانی علم سمجھا جاتا رہا ہے اور تاریخ کے ہر دور اور ہر مذہب میں علاج کرنے والے مذہبی پیشوا نظر آتے ہیں۔ مصر قدیم میں معبدوں کے پروہت علاج کرتے تھے۔ شاستروں کے مطابق علاج کا علم برہما کو تھا اس نے انسانوں کے فائدے کے لیے بھاردواج اور اس کے بعد استی کمار کو ایک لاکھ اشلوک یاد کروا دیئے تاکہ وہ لوگوں کا بھلا کر سکیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام علم الادویہ کے بانی تھے۔ کیونکہ جب وہ چلتے تھے تو ہر درخت اور پتھر ان سے مخاطب ہو کر اپنا نام اور فائدہ بتاتا تھا۔ وہ ان کو لکھ لیا کرتے تھے اور اس طرح علم الادویہ پر پہلی کتاب معرضِ وجود میں آئی۔

قرآن مجید نے حکمت کے علم کی اہمیت پر ارشاد فرمایا۔

ومن یؤتی الحکمۃ فقد اوتی خیرًا کثیرًا (البقرۃ، ۲۶۹)

(ہم جسے حکمت سکھاتے ہیں اسے لوگوں کی بھلائی کا بہت بڑا ذریعہ عطا کر دیا گیا)

اور بھلائی کا یہ ذریعہ جب ایک برگزیدہ بندے لقمان کو عطا ہوا تو ارشاد ہوا۔

ولقد آتینا لقمان الحکمۃ ان اشکر للہ (لقمان: ۱۰)

(ہم نے جب لقمان کو حکمت کا علم عطا کیا تو اس عطیہ پر اس کے لیے شکر واجب ہو گیا)

لقمان کو حکمت کا علم ایسا شاندار ملا کہ لوگ آج بھی اپنے آپ کو طب میں لقمان کہلوانا فخر کی بات جانتے ہیں۔ ان کی یہ شہرت اتنی قابلِ رشک تھی کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں کی بھلائی کے لیے خدا کا پہلا گھر بنایا تو اس خدمت گزاری کے بعد اپنے پروردگار سے جن عنایات کے لیے معروض ہوئے وہ دلچسپی سے خالی نہیں۔

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم آیاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔

(اے ہمارے پالنے والے ان لوگوں میں انہی میں سے اپنا ایک رسول مبعوث فرما یہ رسول ان کو تمہاری آیات سنائے۔ ان کو تمہاری کتاب کا علم سکھائے۔ حکمت سکھائے اور پاکیزہ کرے۔ کیونکہ تو ہی سب سے بڑائی والا اور حکمت والا ہے)

کتاب اور آیات سے بالواسطہ مراد یہ ہے کہ اس پر اپنی کتاب نازل فرما حضرت ابراہیمؑ کے خلوص۔ محنت اور ایمان کی قدر افزائی میں اللہ نے ان کی پوری کی پوری دعا قبول فرمائی۔ اسی شہر میں وہاں کے رہنے والوں میں سے عبدالمطلب کے گھرانے میں عبداللہ کے بیٹے کو نبوت عطا ہوئی۔ ان کے ذریعہ خدا کی مبسوط کتاب نازل ہوئی۔ جسے انہوں نے لوگوں کو سمجھایا اور اس کے ساتھ ہی ان کو حکمت کا علم مرحمت ہوا۔ اس علم اور آسمانی ہدایات کے ساتھ انہوں نے لوگوں کو پاکیزگی سکھائی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا اور حکمت والا ہے اس نے ان عنایات کے عطا کی بات قرآن مجید میں یوں واضح کی۔

وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمت وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما۔ (النساء ۱۱۳)

(ہم نے تم پر اپنی کتاب اتاری۔ حکمت سکھائی اور ہر وہ علم سکھا دیا جو تمہیں پہلے نہ آتا تھا

(اور یہ اللہ کا تم پر بہت بڑا فضل ہے)

اس آیت نے یہ واضح کر دیا کہ وہ ابتدا میں اگر تعلیم یافتہ نہ تھے تو اب وہ جملہ علوم و فنون میں پوری طرح مستند کر دیئے گئے ہیں۔ یہ بات طے ہے کہ خدا کو ہر چیز کا علم ہے اور اس کی صفات میں شفا دینے والا اور حکمت والا شامل ہے۔ وہ کہ جو علیم۔ حکیم۔ شافی اور اعلیٰ ہے اگر کسی کو یہ علم خود سکھائے تو پھر اس کے علم اور حکمت میں کسی کمی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان کی اس صلاحیت پر امام محمد بن ابوبکر ابن القیمؒ لکھتے ہیں۔

"علمِ طب ایک قیافہ ہے۔ معالج گمان کرتا ہے کہ مریض کو فلاں بیماری ہے۔ اور اس کے لیے فلاں دوائی مناسب ہوگی۔ وہ ان میں سے کسی چیز کے بارے میں بھی یقین سے نہیں کہہ سکتا۔

اس کے مقابلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علمِ طب اور ان کے معالجات قطعی اور یقینی ہیں کیونکہ ان کے علم کا دارومدار وحی الٰہی پر مبنی ہے جس میں کسی غلطی اور ناکامی کا کوئی امکان نہیں۔"

(زاد المعاد)

انہوں نے علم الشفا کے بارے میں سب سے پہلا اصول جو مرحمت فرمایا اسے حضرت ابی رمثہؓ ان کی زبانِ گرامی سے یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

انت الرفیق واللہ الطبیب (مسند احمد)

(تمہارا کام مریض کو اطمینان دلانا ہے۔ طبیب اللہ خود ہے)

یہ ارشاد قرآن مجید کے اس ارشاد کی تفسیر میں ہے۔

واذا مرضت فھو یشفین (الشعراء)

اس کے بعد انہوں نے علم العلاج کا اہم ترین اصول عطا کیا جسے حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں۔

واذا اصیب الدواء الداء برأ باذن اللہ۔ (مسلم)

(جب دوائی کے اثرات بیماری کی ماہیت سے مطابقت رکھیں تو اس وقت اللہ کے حکم سے شفا ہوتی ہے)

یہ ایک اہم انکشاف ہے کہ علم الامراض اور علم الادویہ کو باقاعدہ جانے بغیر نسخہ نہ لکھا جائے کیونکہ مرض کی نوعیت سمجھے بغیر دوائی کے اثرات کی مطابقت ممکن نہ ہو سکے گی۔ اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ وہ طب کا علم جانے بغیر علاج کرنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔

حضرت عمرو بن شعیبؒ اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من تطبب ولم يعلم منه طب قبل ذٰلك فهو ضامن۔

(ابوداؤد، ابن ماجة)

جبکہ انہی سے یہ روایت دوسرے الفاظ میں اس طرح سے ہے۔

من تطبب ولم يكن بالطب معروفا فاذا اصاب نفسا فما دونها فهو ضامن۔ (ابن السنی، ابونعیم)

(جس کسی نے مطب کیا وہ علم طب میں اس سے پہلے مستند نہ تھا اور اس سے کسی کو تکلیف ہوئی یا اس سے کم تو وہ اپنے ہر فعل کا ذمہ دار ہوگا)۔

مفسرین کا کہنا ہے کہ مریض کو اگر کسی عطائی معالج سے نقصان ہو تو یہ قابل مواخذہ تو ضرور ہے مگر اس کے ساتھ کسی مریض کی مدت علالت یا اذیت میں اپنے علاج کی وجہ سے اضافہ کرنے یا مستند معالج کے پاس جانے سے روکنے پر بھی عطائی کو سزا ہو سکتی ہے۔

مسلمانوں کے لیے اسلامی طرز معاشرت کے مطابق زندگی گزارنے کے اصول جاری کئے گئے تو ان میں سے ہر ایک صحت مند زندگی گزارنے کی سمت ایک قدم تھا۔ ہاتھوں پیروں اور منہ کو دن میں کم از کم پندرہ مرتبہ وضو کی صورت میں اچھی طرح صاف کرنے والا متعدی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ جب کسی شخص کے پیٹ میں کیڑے ہوں یا تپ محرقہ

کا پرانا مریض ہو تو بیت الخلاء سے واپسی پر اس کے ہاتھوں کو یہ کیڑے اور جراثیم چپک جاتے ہیں۔ جب وہ اپنا ہاتھ اپنی یا لوگوں کی کھانے پینے کی چیزوں کو لگاتا ہے تو بیماری کے پھیلاؤ کا باعث بنتا ہے۔ اسے علم طب میں CARRIER کہتے ہیں۔ حال ہی میں نیویارک میں پرانے تپ محرقہ کے ایک مریض کی دوکان سے آئس کریم کھانے والے ۳۹ بچے اس بیماری میں مبتلا ہوئے۔ انہوں نے اس کا حل یوں کیا کہ مسلمانوں کو طہارت سکھائی۔ پھر فرمایا کہ استنجا میں دایاں ہاتھ ہرگز استعمال نہ ہو اور کھانے میں بایاں استعمال میں نہ آئے۔ ناخن کاٹ کر رکھے جائیں۔ پانی کے ذخیروں کے قریب اور سایہ دار مقامات پر رفع حاجت نہ کی جائے۔

صبح کا ناشتہ جلد کرنا۔ رات کا کھانا ضرور اور جلد کھانا اور اس کے بعد چہل قدمی۔ بسیار خوری کی ممانعت تندرستی کی بقا کے لیے ان کے اہم کمالات ہیں۔

جب وہ امراض کی براہِ راست روک تھام کے مسئلے کو لیتے ہیں تو ہدایات واضح اور آسان دیتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كلم المجذوم بينك وبينه قدر رمح او رمحين. (ابن السنی، ابونعیم)

(جب تم کسی کوڑھی سے بات کرو تو اپنے اور اس کے درمیان ایک سے دو تیر کے برابر فاصلہ رکھا کرو)

یہ ایک جدید سائنسی انکشاف ہے کہ مریض جب بات کرتا ہے تو اس کے منہ سے نکلنے والی سانس میں بیماری کے جراثیم ہوتے ہیں جو کہ مخاطب کی ناک یا منہ کے راستے داخل ہو کر اسے بیمار کر سکتے ہیں۔ تپ دق۔ خسرہ۔ کالی کھانسی۔ سعال۔ چیچک۔ کن پیڑے اور کوڑھ اسی صورت میں پھیلتے ہیں۔ اس عمل کو DROPLET INFECTION کہتے ہیں۔ کوڑھ والا یہ ارشادِ نبویؐ اگر توجہ میں رہے تو کتنی بیماریوں سے بچاؤ ہو جاتا ہے۔

انہوں نے بیماریوں کے باعث متعین کیے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سے روایت فرماتے ہیں۔

المعدۃ حوض البدن والعروق الیھا واردۃ فاذا صحت المعدۃ صدرت العروق بالصحۃ واذا فسدت المعدۃ صدرت العروق بالسقم۔ (بیھقی)

(معدہ کی مثال ایک حوض کی طرح ہے جس میں سے نالیاں چاروں طرف جاتی ہوں۔ اگر معدہ تندرست ہو تو رگیں تندرستی لے کر جاتی ہیں اور اگر معدہ خراب ہو تو رگیں بیماری لے کر جاتی ہیں)

ایک دوسری روایت میں فرمایا۔

ان المعدۃ بیت الداء

اگر خوراک ٹھیک سے ہضم نہ ہو یا آنتوں سے جذب ہو کر جزو بدن نہ بنے تو جسم کی مدافعت ماند پڑ جاتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں جسم ٹھنڈا پڑ جاتا ہے جبکہ بسیار خوری نالیوں پر چربی کی تہوں، موٹاپا۔ دل کی بیماریوں۔ گنٹھیا۔ گردوں کی خرابیوں اور ذیابیطس کا باعث بنتی ہے۔ حضرت ابی الدرداءؓ۔ انسؓ بن مالک۔ حضرت علیؓ۔ حضرت ابی رہیلؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اصل کل داء البرد۔ (دارقطنی، ابن عساکر، ابن السنی، عقیلی، ابونعیم)

(ہر بیماری کی اصل وجہ جسم کی ٹھنڈک ہے)

گردوں کی بیماریاں ہمارے آج کل کے ڈاکٹروں کے لیے مصیبت کا باعث بنی ہوئی ہیں۔ اس ضمن میں ساری کوششیں اب تک بیکار جا چکی ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان الخاصرۃ عرق الکلیۃ اذا تحرک اذی صاحبھا فداوھا بالماء المحرق والعسل۔ (ابوداؤد)

(گردے کی جان اس کی PELVIS میں ہے۔ اگر اس میں سوزش ہو جائے تو یہ
گردے والے کے لیے بڑی اذیت کا باعث ہوتی ہے۔ اس کا علاج آب بے
پانی اور شہد سے کرو)۔

بیسویں صدی کے وسط تک دل اور گردہ کی بیماریوں۔ نفخ۔ کھانسی اور زکام کے
علاوہ نمونیہ کی بہترین دوائی برانڈی سمجھی جاتی رہی ہے۔ جب طارق بن سویدؓ نے
سرکارِ دوعالم سے انگوروں کی شراب سے علاج کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

"یہ دوائی تو نہیں۔ بیماری ہے۔"

اب علم الامراض کے ماہرین کہتے ہیں کہ برانڈی جسم کے دفاعی نظام کو مفلوج کرتی
ہے۔ اسے پینے کے بعد پھیپھڑوں میں حفاظتی اقدام مفلوج ہو جاتے ہیں۔ دماغ کے
خلیے مستقل طور پر ضائع ہو جاتے ہیں اور جگر تباہ ہو جاتا ہے۔ اسی اصول کے تحت حضرت
ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بیان کرتے ہیں۔

نهى عن الدواء الخبيث (ترمذی۔ ابوداؤد۔ احمد)

(انہوں نے مضرت رساں ادویہ کے استعمال سے منع فرمایا)

انہوں نے ایک مرتبہ لوزتین کی سوزش میں مبتلا ایک بچے کو دیکھا۔ حضرت عائشہ
صدیقہؓ اس کا گلا دبا کر ملنے والی تھیں۔ وہ اس غیر سائنسی علاج سے کبیدہ خاطر ہوئے
اور فرمایا:

لا تعذب الصبيان بالغمز وعليكم بالقسط (ابن ماجہ)

(بچوں کو ایسے طریقوں سے عذاب نہ دو۔ جبکہ تمہارے لیے قسط موجود ہے)

حضرت ام قیس بنت محصنؓ روایت فرمائی ہیں کہ جب انہوں نے بچے کو پانی
میں گھس کر قسط پلائی تو وہ تندرست ہو گیا۔ انہوں نے قرار دیا کہ پلورسی تپ دق کی قسم
ہے اور اس کا علاج کیا جائے۔ حضرت زید بن ارقمؓ روایت کرتے ہیں۔

امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نتداوی ذات الجنب بالقسط البحری والزیت۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

دوسری روایات میں اسی غرض سے ورس بھی تجویز فرمائی۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے پہلے طبیب ہیں جنہوں نے دل کے دورہ کی نہ صرف تشخیص کی بلکہ علاج بھی کیا جبکہ ایسا مؤثر علاج آج بھی ممکن نہیں۔ انہوں نے آلات تناسل کے سرطان سے بچاؤ کے لیے ختنہ جاری کیا۔ دل اور گردوں کی بیماری سے پیدا ہونے والی سارے جسم کی سوجن کا علاج کیا۔ بواسیر کا ادویہ سے علاج کیا۔ پیٹ سے پانی نکالنے کا اپریشن ایجاد کیا۔ دنیائے طب کو اثمد سے لے کر ورس تک بانوے ایسی ادویہ مرحمت فرمائیں جن کے ذیلی اثرات نہیں۔ جس نے ان سے طب کا علم سیکھ لیا اس کو کسی بھی علاج میں کبھی ناکامی نہ ہو گی۔

○

انجیر ـــــ تین

FIGS

FICUS CARICA

انجیر بنیادی طور پر مشرقِ وسطیٰ اور ایشیائے کوچک کا پھل ہے۔ اگرچہ اب یہ ہندوستان میں بھی پایا جاتا ہے مگر مسلمانوں کی ہند میں آمد سے پہلے اس کا سراغ نہیں ملتا۔ اس لیے یقین کیا جاتا ہے کہ عرب سے آنے والے مسلمان اطبا یا ایشیائے کوچک سے آنے والے منگول اور مغل اسے یہاں لائے چھ سو سال گزر جانے کے باوجود ہند میں اس کی اتنی کاشت نہیں ہوتی کہ مقامی ضروریات کو پورا کر سکے ایک تحقیق کے مطابق اس کا پودا سب سے پہلے سمرنا میں ہوتا تھا اور وہاں سے مختلف ممالک میں لایا گیا۔ اس کی پیدائش کے مشہور مراکز ترکی۔ اطالیہ۔ سپین۔ پرتگال۔ ایران۔ فلسطین۔ شام۔ لبنان اور پاکستان میں چترال اور ہنزہ کے علاقے ہیں۔ چترال کے درخت سال میں دو مرتبہ پھل دیتے ہیں۔ ان کی انجیر بڑی اور سفید ہوتی ہے جبکہ دوسرے مقامات کا پھل نیلگوں ہوتا ہے۔

مفسرین کا خیال ہے کہ زمین پر انسان کی آمد کے بعد اس کی افادیت کے لیے سب سے پہلا درخت جو معرضِ وجود میں آیا وہ انجیر کا تھا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام نے اپنی ستر پوشی کے لیے انجیر کے پتے استعمال کئے۔

پھلوں میں یہ سب سے نازک پھل ہے۔ پکنے کے بعد پیڑ سے اپنے آپ گر جاتا ہے اور اسے اگلے دن تک محفوظ کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ لوگوں نے اس کو فریج

میں رکھ کر دیکھا مگر شام تک پھٹ کر ٹپکنے لگتا ہے۔ اس کے استعمال کی بہترین صورت اسے خشک کرنا ہے۔ انجیر کو خشک کرنے کے عمل کے دوران اسے جراثیم سے پاک کرنے کے لیے گندھک کی دھونی دیتے ہیں اور آخر میں نمک کے پانی میں ڈبوتے ہیں تاکہ سوکھنے کے باوجود نرم اور ملائم رہے۔ کیونکہ نمک بھی محفوظ کرنے والی ادویہ میں شامل ہے۔

انجیر کے درخت کی چھال۔ پتے اور دودھ ادویہ میں استعمال ہوتے ہیں۔ عام لوگ اس کی علاجی اہمیت سے اتنے آگاہ نہیں جتنا کہ وہ اسے بطور پھل اور وہ بھی موسم سرما میں جانتے ہیں۔ علم نباتات کی رو سے انجیر کا جس تخلیقی خاندان سے تعلق ہے اسی کنبہ سے بڑ۔ پیپل اور گولر بھی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک معالجاتی دنیا میں اپنی اہمیت رکھتا ہے۔ اطبار قدیم کے یہاں انجیر کا استعمال عہد رسالتؐ کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ البتہ اطبائے یونان میں بقراط نے اس کا سرسری سا ذکر کیا ہے اور توریت میں فصل کے طور پر مذکور ہے۔

اس کی دو اہم قسمیں دستیاب ہیں۔ وہ جسے لوگ باقاعدہ کاشت کرتے ہیں بستانی کہلاتی ہے۔ دوسری خودرو جنگلی کہلاتی ہے۔ جنگلی حجم میں چھوٹی اور ذائقہ میں اتنی لذیذ نہیں ہوتی۔ جبکہ بستانی میں کاشت کاروں نے مختلف تجربات سے لذیذ قسمیں پیدا کر لی ہیں۔

قرآن مجید کا ارشاد

انجیر کا ذکر قرآن مجید میں صرف ایک ہی جگہ ہے۔ مگر بھرپور ہے۔

والتین والزیتون وطور سینین وھٰذا البلد الامین

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ۔ (التین ۴ - ۱)

(قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی۔ اور طورِ سینا کی اور اس دار الامن شہر کی کہ انسان کو ایک بہترین ترتیب سے تخلیق کیا گیا)۔

حضرت براءؓ بن عازب روایت فرماتے ہیں کہ سفر کے دوران کی نمازوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت میں سورۃ التین ضرور تلاوت فرماتے تھے۔

عن براءؓ بن عازب انه قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العشاء فقرا فیھا بالتین والزیتون۔ (مؤطا امام مالک)

امام مالکؒ کا خیال ہے کہ تلاوت میں اس کی پسندیدگی سورہ کے صوتی اثرات کی وجہ سے تھی جبکہ اس کے معانی کی اہمیت کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ مفسرین کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ یہ سورۃ تاریخ کے مختلف ادوار کی نشان دہی کرتی ہے۔ التین سے مراد وہ وقت ہے جب انسان زمین پر آباد ہوا اور اسے تن ڈھانپنے کے لیے انجیر کے پتے استعمال کرنے پڑے۔ دوسرا اہم مرحلہ اس وقت آیا جب طوفان نوح میں پوری آبادی سوائے مومنین کے غرق ہو گئی۔ حضرت نوح علیہ السلام اپنی اُمت کو لے کر کشتی میں کئی دن سفر کرتے رہے انہوں نے ایک روز فاختہ کو ہدایت کی کہ وہ پانی کے اوپر پرواز کرے سیلاب کی صورتِ حال کا جائزہ لے۔ فاختہ جب لوٹ کر آئی تو اس کی چونچ میں زیتون کی ڈالی تھی۔ اس سے نتیجہ نکالا گیا کہ پانی اتنا اُتر گیا ہے کہ پودے ننگے ہو گئے ہیں اور اسی روز سے ہی محاورہ میں فاختہ اور زیتون کی شاخ امن اور سلامتی کے نشان قرار پا گئے۔

حافظ اسماعیل ابن کثیرؒ نے تحقیق کی ہے کہ التین سے مراد دمشق اور اس کا پہاڑ ہے جبکہ انہی نے عبداللہؓ بن عباس کی ایک روایت بیان کی ہے کہ التین سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کی وہ مسجد ہے جو جودی پہاڑ پر بنائی گئی۔ مجاہدؒ بھی اسی مسجد کو التین سے استعارہ قرار دیتے ہیں۔ جبکہ قتادہؒ زیتون سے مراد بیت المقدس کی مسجدِ اقصیٰ لیتے ہیں۔ مجاہدؒ اور عکرمہؓ اس سے خالص زیتون کا پھل مراد لیتے ہیں۔ جبکہ طورِ سینین سے دیگر اشارات کے علاوہ کوہ طور پر وہ جھاڑیاں بھی مراد ہیں جن میں روشنی دیکھی گئی تھی۔ اور یہ جھاڑیاں سنا کی تھیں انہی جھاڑیوں کی بہتات کی وجہ سے پہاڑ کا نام سنا کی جھاڑیوں والا یعنی سینا پڑ گیا۔

تفسیری اشارات کے علی الرغم اگر سیدھی بات دیکھیں تو اللہ تعالیٰ نے انجیر کو اتنی اہمیت عطا فرمائی کہ اس کی قسم کھائی۔ جس کا واضح مطلب یہی ہے کہ اس کے فوائد کا کوئی شمار نہیں۔

ارشاداتِ نبویؐ

حضرت ابوالدرداءؓ روایت فرماتے ہیں:

اھدی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم طبق من تین، فقال: کلوا. واکل منہ وقال: لو قلت: ان فاکھۃ نزلت من الجنۃ، قلت ھٰذہ لان فاکھۃ الجنۃ بلا عجم. فکلوا منھا فانھا تقطع البواسیر، وتنفع من النقرس۔ (ابوبکر الجوزی)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہیں سے انجیر سے بھرا ہوا تھال آیا۔ انہوں نے ہمیں فرمایا کہ "کھاؤ"! ہم نے اس میں سے کھایا اور پھر ارشاد فرمایا۔ "اگر کوئی کہے کہ کوئی پھل جنت سے زمین پر آسکتا ہے تو میں کہوں گا کہ یہی وہ ہے۔ کیونکہ بلاشبہ جنت کا میوہ ہے۔ اس میں سے کھاؤ کہ یہ بواسیر کو ختم کر دیتی ہے اور گنٹھیا (جوڑوں کے درد) میں مفید ہے)۔

اسی حدیث کو امام محمد بن احمد ذہبیؒ نے بھی تقریباً انہی الفاظ میں بیان کیا ہے مگر حدیث کا ماخذ بیان نہیں کیا جبکہ کنز العمال میں علاؤ الدین الہندیؒ نے یہی روایت معمولی ردوبدل کے ساتھ اس صورت میں حضرت ابوذرؓ سے بیان کی ہے۔

کلوا التین فلو قلت ان فاکھۃ نزلت من الجنۃ قلت ھذہ۔ لان فاکھۃ الجنۃ لا عجم فیھا۔ فکلوھا فانھا تقطع البواسیر وتنفع

من النقرس ۔ (الدیلمی۔ ابن السنی ۔ ابونعیم)

یہی حدیث حضرت ابوذرؓ کے حوالہ سے کنز العمال میں مسند فردوس دیلمی کے ذریعہ سے دوسری جگہ بیان کرتے ہوئے "تقطع البواسیر" کی جگہ "یذہب بالبواسیر" کی تبدیلی کی ہے۔

اگر یہ روایت صرف ایک ہی کتاب میں ایک ہی ذریعہ سے ملتی تو محدثین کرام کے اصول کے مطابق ثقاہت پر شبہ کیا جا سکتا تھا۔ مگر دو مختلف راوی اور کم از کم تین مجموعوں میں اسے بیان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں روایات کا یہ تواتر اس کا یقین دلانے کے لیے کافی سے زیادہ ہے۔

روایت پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ انجیروں سے بھرا ہوا تھال حضوری میں موجود ہے۔ انجیر مدینہ منورہ میں نہیں ہوتی اور نہ ہی مکہ میں اس کی زراعت ہوتی ہے شاید طائف میں ہوتی ہوگی۔ تھال ناگہاں ظاہر ہوتا ہے۔ پھر ارشادِ گرامی اس کی اہمیت کے بارے میں صادر ہوتا ہے اور اگر جنّت سے کوئی پھل زمین پر آ سکتا ہے تو یہی ہے۔ پھر فرمایا کہ بلاشبہ یہ جنّت کا پھل ہے۔

انجیر کو بطور پھل اللہ تعالیٰ نے اہمیت دی اور نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم اسے جنّت سے آیا ہوا میوہ قرار دینے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ بواسیر کو ختم کر دیتی ہے۔ علمی لحاظ سے یہ ایک بڑا اعلان ہے جو عام طور پر علم طب میں فاضل اطباء بڑی مشکل سے کرتے ہیں۔ مگر جوڑوں کے درد میں اس کو صرف مفید قرار دیا اس لیے یہ امور انجیر سے فوائد حاصل کرنے کے سلسلہ میں پوری توجہ اور اہمیت کے طلبگار ہیں۔

کتبِ مقدسہ میں انجیر کی اہمیت

توریت اور انجیل میں انجیر کا ذکر مختلف مقامات پر ۴۹ مرتبہ آیا ہے۔

.... تب درختوں نے انجیر کے درخت سے کہا کہ
تو آ اور ہم پر سلطنت کر۔ پر انجیر کے درخت نے کہا

کیا میں اپنی مٹھاس اور اچھے اچھے پھلوں کو چھوڑ کر درختوں
پر حکمرانی کرنے جاؤں؟۔

(قضاۃ۔۱۱۔۱۰۔۹)

اسی ضمن میں زیتون اور انجیر کا ذکر پھر ملتا ہے۔
انجیر کے درختوں میں ہرے انجیر پکنے لگے۔
اور تاکیں پھوٹنے لگیں۔
ان کی مہک پھیل رہی ہے۔

(غزل الغزلات ۱۳ : ۳)

یرمیاہ کو جب شاہ بابل اسیر کر کے لے گیا تو اسے خداوند کا جلال نظر آیا اور گفتگو کی جو تفصیل اس نے بیان کی اس میں مثال کے لیے انجیر کا پھل استعمال ہوا۔ اچھے انجیر کی مثال نیک لوگوں سے دی گئی اور ٹوکرے میں خراب انجیروں سے مراد نافرمان لوگ تھے جن سے سایۂ ایزدی اُٹھ جائے گا۔

..... تب ہر آدمی اپنی تاک اور اپنے انجیر کے درخت
کے نیچے بیٹھے گا اور ان کو کوئی نہ ڈرائے گا۔

(میکاہ ۔ ۴ : ۴)

حضرت عیسٰی علیہ السلام کی معیت میں ان کے حواریوں میں سے مرقس اپنے ایک سفر کی روئیداد بیان کرتا ہے۔

.... دور سے انجیر کا ایک درخت جس میں پتّے
تھے۔ دیکھ کر گیا شاید اس میں کچھ ہے۔ مگر جب
اس کے پاس پہنچا تو پتوں کے سوا کچھ نہ پایا۔ کیونکہ
انجیر کا موسم نہ تھا۔

(مرقس ۔۱۳۔۱۱)

محدثین کے مشاہدات : حافظ ابن قیمؒ لکھتے ہیں کہ انجیر ارض حجاز اور مدینہ میں نہیں ہوتی بلکہ اس علاقہ میں عام پھل صرف کھجور ہی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کتابِ جلیل میں میں اس کی قسم کھائی ہے۔

اور یہ اس امر کی بلاشبہ دلالت کرتا ہے کہ اس سے حاصل ہونے والے افادات اور منافع بے شمار ہیں اس کی بہترین قسم سفید ہے۔ یہ گردہ اور مثانہ سے پتھری کو حل کر کے نکال دیتی ہے یہ بہترین غذا ہے اور زہروں کے اثرات سے بچاتی ہے۔ حلق کی سوزش، سینہ کے بوجھ۔ پھیپھڑوں کی سوجن میں مفید ہے۔ جگر اور تلی کو صاف کرتی ہے بلغم کو پتلا کر کے نکالتی ہے جسم کو بہترین غذا مہیا کرتی ہے۔

جالینوس نے کہا ہے کہ انجیر کے ساتھ جوز اور بادام ملا کر کھا لیے جائیں تو یہ خطرناک زہروں سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔

اس کا گودا بخار کے دوران مریض کے منہ کو خشک ہونے نہیں دیتا۔ نمکین بلغم کو پتلا کر کے نکالتی ہے۔ اس لحاظ سے چھاتی کی پرانی سوزشوں میں مفید ہے۔ جگر اور مرارہ میں اٹکے ہوئے پرانے سدّوں کو نکالتی ہے۔ گردہ اور مثانہ کی سوزشوں کے لیے مفید ہے۔

انجیر کو نہار منہ کھانا عجیب و غریب فوائد کا حامل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ آنتوں کے بند کھولتی ہے۔ پیٹ سے ہوا کو نکالتی ہے۔ اس کے ساتھ اگر بادام بھی کھائے جائیں تو پیٹ کی اکثر بیماریاں دور بھاگتی ہیں۔ فوائد کے لحاظ سے انجیر شہتوت سفید کے قریب ہے۔ بلکہ اس سے افضل ہے۔ کیونکہ توت معدے کو خراب کرتا ہے۔

امام محمد بن احمد ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ انجیر میں تمام دوسرے پھلوں کی نسبت بہتر غذائیت موجود ہے۔ یہ پیاس کو بجھاتی اور آنتوں کو نرم کرتی ہے۔ بلغم کو نکالتی ہے۔ پرانی بلغمی کھانسی میں مفید ہے۔ پیشاب آور ہے۔ آنتوں سے قولنج اور سدّوں کو دور

کرتی ہے۔ اسے نہار منہ کھانا عجیب وغریب فوائد کا باعث ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے آنتوں کی غلاظت نکل جاتی ہے اور ان کا فعل اعتدال پر آجاتا ہے۔ اگر ایسے میں اس کے ساتھ جوز اور بادام ہوں تو اور بہتر ہے۔

ان فوائد کا موازنہ کریں تو ہر جگہ یہ یکساں ہی شکل میں مذکور ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فائدے واقعی موجود ہیں۔

کیمیاوی ساخت : انجیر کی کیمیاوی ساخت موسم کے مطابق مختلف ہوتی ہے فروری کے ابتدائی دنوں میں رطوبت زیادہ ہوتی ہے جبکہ اس ماہ کے آخر میں رطوبت کم ہوتی ہے۔ اپریل کی فصل میں رطوبت اور زیادہ ہوتی ہے۔ جبکہ یہ کچی انجیر میں اور زیادہ ہوتی ہے۔ موازنہ کچھ یوں ہے۔

	نمی	گل جانیوالی مٹھاس REDUCING SUGAR	کل مٹھاس
بازار کی عام انجیر اپریل میں	۷۴٫۶۳ سے ۸۷٫۱۸ فیصدی	٪ ۲۹ ـ ۵۴ ٪	۳۱٫۰۱-۶۰٫۱۸ ٪
درخت پر پکی ہوئی تیار انجیر	۴۷٫۰۰	۵۵٫۷۳	۵۹٫۴۵ ″
کچی انجیر	۸۷٫۸	۷٫۹۱ +	۸٫۷۶ ″
درآمدہ خشک انجیر	۱۹٫۴۵	۲۴٫۰۷	۴۶٫۳۰ ″

(ان کی عمدہ ترین قسم سمرنا سے آتی ہے)۔

انجیر کی اس عام حیثیت میں اہم بات یہ ہے کہ اس کی مٹھاس دو قسم کی ہے۔ ایک قسم وہ جو مٹھاس ہونے کے باوجود دوسری مٹھاسوں کو گلا سکتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جسم میں جانے کے بعد وہاں پر موجود زائد مٹھاس کو حل کر کے اسے اذیت رسانی سے باز رکھ سکتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں ذیابیطس کے مریضوں کے لیے مفید ہے۔ جوں جوں انجیر درخت پر پکتی ہے اس میں مٹھاس کم ہونے لگتی ہے۔

اس میں موجود کیمیاوی اجزاء کا تناسب یوں ہے۔

لحمیات، نشاستہ، حدت کے حرارے، سوڈیم، پوٹاسیم، کیلسیم، مگنیشیم،

۱٫۵ ، ۱۵٫۰ ، ۶۶ ، ۲۴٫۶ ، ۲۸۸ ، ۸٫۰۵ ، ۲۶٫۲

فولاد، تانبہ، فاسفورس، گندھک، کلورین

۱٫۱۸ ، ۰٫۰۷ ، ۲۶ ، ۲۲٫۹ ، ۷٫۱

ایک سوگرام خشک انجیر میں عام کیمیات کا یہ تناسب اسے ایک قابل اعتماد غذا بنا دیتا ہے۔ اس میں کھجور کی طرح سوڈیم کی مقدار کم اور پوٹاسیم زیادہ ہے۔ ایک سوگرام کے جلنے سے حرارت کے ۶۶ حرارے حاصل ہوتے ہیں۔ حراروں کی یہ مقدار عام خیال کی نفی کرتی ہے کہ کھجور یا انجیر تاثیر کے لحاظ سے گرم ہوتے ہیں۔ وٹامین ا۔ ج کافی مقدار میں موجود ہیں۔ جبکہ ب مرکب معمولی مقدار میں ہوتے ہیں۔

خوراک کو ہضم کرنے والے جوہروں کی تینوں اقسام یعنی نشاستہ کو ہضم کرنے والے۔ لحمیات کو ہضم کرنے والے PROTEOSE اور چکنائی کو ہضم کرنے والے LIPASE ایک عمدہ تناسب میں پائے جاتے ہیں ان کے اس میں ان اجزاء کی موجودگی انجیر کو ہر طرح کی خوراک کو ہضم کرنے کے لیے بہترین مددگار بنا دیتی ہے۔ اہم عناصر ترکیبی میں ایمونائی ترشے P-TYROSIN ALBUMIN جوہر CRAVIN شامل ہیں اس میں گلوکوس۔ چکنائی۔ گوند۔ اور معدنی نمک۔ جبکہ انجیر کا اپنا یا درخت کے دودھ میں لحمیات کو ہضم کرنے والا جوہر PEPTONIZING FERMENT پایا جاتا ہے۔ حال ہی میں کیمیادانوں نے اس میں ایک جوہر BROMELAIN دریافت کیا ہے جو بلغم کو پتلا کر کے نکالتا اور انتہائی سوزشیں کم کرتا ہے۔ یہ جواہر اس کے علاوہ اناس اور پپیتہ میں بھی ملتا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات: بھارتی حکومت کے طبی شعبہ کی تحقیقات کے مطابق

یہ ملین ہے ۔ مدرالبول ہے ۔اس لیے پرانی قبض ۔ دمہ ۔ کھانسی اور رنگ نکھارنے کے لیے مفید ہے ۔ پرانی قبض کے لیے روزانہ پانچ دانے کھانے چاہئیں ۔ جبکہ موٹاپا کم کرنے کے لیے تین دانے بھی کافی ہیں ۔ اطباء نے چیچک کے علاج میں بھی انجیر کا ذکر کیا ہے چیچک یا دوسری متعدی بیماریوں میں انجیر چونکہ جسم کی قوت مدافعت بڑھاتی ہے اور سوزشوں کے ورم کو کم کرتی ہے اس لیے سوزش خواہ کوئی بھی ہو انجیر کے استعمال کا جواز موجود ہے ۔

طب یونانی کے مشہور نسخہ سفوف برص کا جزو عامل انجیر ہے ۔ پوست انجیر کو عرق گلاب میں کھرل کر کے برص کے داغوں پر لگایا جاتا ہے ۔ جبکہ ادھ چھٹانک انجیر اس کے ساتھ کھانے کو بھی دی جاتی ہے ۔

حکیم نجم الغنی خان نے اسے ملین ۔ ریاح کو تحلیل کرنے والا قرار دیا ہے ۔ یہ جگر اور تلی کو قوت دیتا ہے ۔ ورم کو دور کرتا ہے ۔ سینہ کے درد کو نافع ہے ۔ مرگی ۔ فالج ۔ خفقان اور دمہ میں مفید ہے ۔ زیادہ مقدار میں دست آور ہے ۔ سدے دور کرتا ہے بادام اور اخروٹ ملا کر کھانا زیادہ مفید ہے ۔ بواسیر کو مٹاتا ہے ۔ گردوں کے دبلے پن کو دور کرتی ہے ۔

ابن زہر نے لکھا ہے کہ بادام اور سداب کے پتوں کے ساتھ انجیر کھانے والا زہروں کے اثرات سے محفوظ رہتا ہے ۔ (ابن القیم نے یہی بیان جالینوس سے منسوب کیا ہے) ۔ ایک دوسرے نسخہ کے مطابق انجیر اور کلونجی نہار منہ کھانے سے اس دن زہروں کا اثر نہیں ہوتا ۔ افسنتین ۔ جو کا آٹا اور انجیر ملا کر دینے سے متعدد دماغی امراض میں فائدہ ہوتا ہے ۔ میتھی کے بیج ۔ انجیر اور پانی کو پکا کر خوب گاڑھا کر لیں ۔ اس میں شہد ملانے سے کھانسی کی شدت کم ہو جاتی ہے اور دمہ میں مفید ہے بلغمی پیاس میں مفید ہے ۔

انجیر کھانے سے حیض کے خون میں اضافہ ہوتا ہے اور دودھ زیادہ پیدا ہوتا ہے وید کہتے ہیں کہ انجیر کھانے سے چہرے پر نکھار آتا ہے۔ باؤ گولہ کو نافع ہے۔ اور حواس خمسہ کو قوت دیتی ہے۔ اس کے گودے کو شکرا ور سرکہ کے ساتھ پیس کر بچوں کو چٹانے سے نرخرے کا ورم اتر جاتا ہے۔ اس کے کھانے سے کمر کا درد جاتا رہتا ہے۔

انجیر کے درخت کے دودھ میں روئی بھگو کر دانت کے سوراخ میں رکھیں تو درد بند ہو جاتا ہے۔ انجیر کے جوشاندہ سے کلی کرنے سے مسوڑھوں اور گلے کی سوزش کم ہوتی ہے اس کے دودھ میں جو کا آٹا گوندھ کر برص پر لگانے سے اس کا بڑھنا رک جاتا ہے چہرے کے داغوں پر بھی اس کا لگانا مفید ہے۔ اس کے درخت کی چھال کی راکھ کو سرکہ میں حل کر کے ماتھے پر لگانے سے سر درد جاتا رہتا ہے۔ خشک انجیر کو پانی میں پیس کر اس کو پھوڑے یا پٹھوں کی اکڑن والی جگہ پر لیپ کریں تو پٹھوں کی اکڑن جاتی رہتی ہے۔ اسی طرح کا لیپ جوڑوں کے دردوں میں بھی مفید ہے۔

جدید مشاہدات : مذکارنی نے انجیر کے فوائد کا خلاصہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ یہ بھوک لگانے والی سکون آور۔ دافع سوزش اور ورم۔ ملین۔ جسم کو ٹھنڈک پہنچانے والی اور مخرج بلغم ہے انجیر کے دودھ میں غذا کو ہضم کرنے والے جوہر PAPAINE کی مانند ہوتے ہیں۔ یہ غذا میں موجود نشاستہ کو منٹوں میں ہضم کر دیتے ہیں۔ ان فوائد کے ساتھ ساتھ ان میں بڑی عمدہ غذائیت بھی موجود ہے۔

گردوں۔ مثانہ اور پتہ میں پتھری پیدا ہونے کے اسباب کا لمبا قصہ ہے بلکہ ماہرین ابھی تک اس امر پر متفق نہیں کہ ان کا اصل سبب کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ پتہ کی پتھری یا اس میں سوزش عام طور پر ایسی خواتین کو ہوتی ہے جن کی عمر چالیس سال سے زائد۔ موٹی۔ بدہضمی میں ہمیشہ مبتلا اور بچوں والی ہوتی ہیں۔ جسے انگریزی میں FAT FLATULENT FERTILE FEMALE FORTY جس خاتون میں یہ پانچوں چیزیں ہوں اور

وہ پیٹ درد اور بدہضمی کی شکایت لے کر آئے ڈاکٹر اسے عام طور پر التہاب مرارہ یا تشخیص کرتے ہیں۔ اگرچہ پتہ کی سوزش ختم کرنے اور اس سے صفرا کے اخراج کو بڑھانے کے لیے متعدد ادویہ موجود ہیں مگر ایسا کوئی واقعہ دوستوں کے علم میں بھی نہیں جہاں کسی مریضہ کو مستقل فائدہ ہوا ہو۔ پتہ کی سوزش کا صرف ایک علاج ہے اور وہ یہ کہ اسے اپریشن کرکے نکال دیا جائے۔ اور اس کے بعد بدہضمی ایک دوسری صورت میں عمر بھر کی رفیق بنتی ہے۔ گردوں میں پتھری یا جوڑوں کے درد کا اصل باعث جسم میں OXALATES & URATES کی زیادتی ہے یہ کیمیاوی نمک بدہضمی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں اور اخراج کے دوران گردوں میں رک کر وہاں پتھری بنا دیتے ہیں۔ اس غرض کے لیے پہلے لیتھیم سائٹریٹ LITHUM CITRATE ایجاد ہوا۔ جسے لوگ گھول کر فروٹ سالٹ کی مانند پیتے تھے۔ اب انگلستان کی ویلکم کمپنی نے ZYLORIC گولیاں تیار کی ہیں جن کے کھانے سے یوریٹ اور آکسلیٹ خارج ہوتے ہیں۔ اس علاج کے دوران مریض کو گوشت۔ انڈا۔ کلیجی گردے۔ مغز۔ چاول ساگ اور ٹماٹر کھانے سے منع کر دیا جاتا ہے کیونکہ یہ نمکیات ان غذاؤں میں ہوتے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ نمکیات جب پیشاب کے راستہ خارج ہوتے ہیں تو ان کی سفیدی علیحدہ نظر آتی ہے۔ اس سفیدی کو ان پڑھ معالجوں اور اشتہاری حکیموں نے جریان کا نام دیا ہے۔ حالانکہ اس دہشت ناک تشخیص کی اصلیت مریض کا پیشاب ٹیسٹ کروا کر معلوم کی جا سکتی ہے۔

پتہ کی خرابیوں اور گردہ کی پتھری کے علاج میں یوریٹ نکالنے کے متعدد ذریعے اختیار کئے جاتے ہیں مگر ایک اہم بات رہ جاتی ہے وہ یہ کہ عمل انہضام کو ایسا درست کیا جائے کہ آکسلیٹ اور یوریٹ پیدا ہی نہ ہوں۔ یہ مقصد کسی جدید دوائی سے پورا نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ نے جب انجیر کی قسم کھائی تو پھر اس کے اثرات کے لیے شاندار ہونا ضروری ہو جاتا ہے۔ انجیر وہ منفرد دوائی ہے جو ہاضمہ کو ٹھیک کرکے صحیح نتیجہ پیدا کرتی ہے۔ انجیر

گردوں اور پتہ سے پتھری کو حل کر کے نکال دینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

ایک خاتون کو پتہ کی پرانی سوزش تھی ایکسرے پر متعدد پتھریاں پائی گئیں بطور ڈاکٹرا سے اپریشن کا مشورہ دیا گیا۔ وہ درد سے مرنے کو تیار تھی مگر اپریشن کی دہشت کو برداشت کرنے کو تیار نہ تھی۔ اس مجبوری کے لیے کچھ کرنا ضروری ٹھہرا۔ چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کلونجی کو ہر مرض کی شفا قرار دیا ہے۔ اس لیے کاسنی اور کلونجی کا مرکب کھاتے کو صبح نہار منہ چھ دانے خشک انجیر کھاتے کو کہا گیا۔ دو ماہ کے اندر نہ صرف کہ پتھریاں نکل گئیں بلکہ سوزش جاتی رہی۔ علامات کے ختم ہونے کے ایک ماہ بعد کے ایکسرے سے پتہ مکمل طور پر صحت مند پایا گیا۔

یہ اتفاق نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ انجیر بلاشبہ خوراک کو مکمل ہضم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ درد جہاں پر بھی ہو اسے دور کرتی ہے۔ جھلیوں کی جلن کو رفع کرتی ہے۔ اور پیٹ کو چھوٹا کرتی ہے۔ بھارتی ماہرین بھی متفق ہیں کہ انجیر پتھری کو حل کر سکتی ہے۔

ندکارنی تجویز کرتا ہے تازہ انجیروں کو رات شبنم میں رکھ کر کسی مٹھاس اور باداموں کے ساتھ اگر صبح نہار منہ کھایا جائے تو یہ منہ کے زخموں، زبان کی جلن اور جسم کی حدت کو پندرہ دن میں ٹھیک کر دیتی ہے۔ حالانکہ یہی نسخہ ہمارے محدثین کرام پچھلے تیرہ سو سال سے بیان کرتے آئے ہیں۔

انجیر اور بواسیر: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انجیر کے فوائد میں دو اہم ارشادات فرمائے ہیں:

یہ بواسیر کو ختم کر دیتی ہے۔

جوڑوں کے درد میں مفید ہے۔

اسماعیل جرجانی اور ابن البیطار وہ طبیب ہیں جنہوں نے خون کی نالیوں پر انجیر کے اثرات کی وضاحت کی ہے۔ اگرچہ بوعلی سینا نے بھی اس قسم کا ذکر کیا ہے مگر وہ اس

باب میں واضح بات نہیں کہتا۔ بواسیر کے تین اہم اسباب ہیں۔ پرانی قبض۔ تبخیر معدہ اور کرسی نشینی۔ ان چیزوں سے مقعد کے آس پاس کی اندرونی اور بیرونی وریدوں میں خون کا ٹھہراؤ ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ رگیں پھول کر مسّوں کی صورت میں باہر نکل آتی ہیں یا اندر کی طرف رہتی ہیں۔ بعض لوگوں کی بواسیر بیک وقت اندرونی اور بیرونی دونوں ہوتی ہے۔ فضلے کی نالی پر جب دباؤ پڑتا ہے تو اس کے ساتھ خون کی نالیوں میں بھی دباؤ بڑھتا ہے۔ چونکہ یہ پہلے ہی پھولی ہوتی ہیں۔ اس لیے پھٹ جاتی ہیں اور ان سے خون بہنے لگتا ہے۔ یہ عمل عام طور پر بیت الخلاء میں اجابت کے دوران ہوتا ہے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اسلام نے حوائج ضروریات سے فراغت کے بعد ہم کو پانی سے طہارت کی ہدایت کی ہے۔ اس طہارت کے نتیجہ میں خون جلد بند ہو جاتا ہے اور عام طور پر اس زخم پر نہ تو سوزش ہوتی ہے اور نہ ہی پھوڑا بنتا ہے۔ کیونکہ زخم دن میں کئی بار دھل جاتا ہے اسلام پر عمل کرنا تندرست زندگی گزارنے کا بہترین طریقہ ہے۔ ان تمام مسائل کا ایک آسان حل انجیر ہے۔ انجیر پیٹ میں تبخیر ہونے ہی نہیں دیتی۔ انجیر قبض کو توڑ دیتی ہے انجیر خون کی نالیوں سے سدّے نکالتی ہے اور ان کی دیواروں کو صحت مند بناتی ہے ہم نے اسلامک کانفرنس برائے طب کے لیے اس مسئلہ پر طویل عرصہ تحقیقات کی۔ نتائج کے مطابق ایک لمبا عرصہ انجیر کھانے کے بعد بواسیر کے مسّے خشک ہوتے ہیں عام طور پر یہ عرصہ چار ماہ سے دس ماہ تک محیط ہوتا ہے۔ جن لوگوں کو تکلیف زیادہ ہو ان کو صبح نہار منہ شہد کے شربت کے ساتھ پانچ سے چھ دانے خشک انجیر بتائے گئے۔ جن کی تکلیف کم تھی اور بد ہضمی زیادہ ان کو ہر کھانے سے آدھ گھنٹہ پہلے انجیر کھلائی گئی اور جن کو صرف پیٹ میں بوجھ ہوتا تھا۔ ان کو کھانے کے بعد انجیر کھانی تھی۔ حافظ ابن القیمؒ نے حدیث شریف کی تشریح میں بڑی خوبصورت بات لکھی ہے:-

"انجیر کو نہار منہ کھانے کی تاثیر عجیب و غریب ہے۔"

انجیر پرانی قبض کا بہترین علاج ہے۔ اس کے گودے میں پایا جانے والا دودھ ملیتن ہے۔ اور اس میں پائے جانے والے چھوٹے چھوٹے دانے پیٹ کے حموضات میں پھول کر آنتوں میں حرکات پیدا کرنے کا باعث ہوتے ہیں۔ پرانی قبض کے مریض اگر کچھ دن باقاعدہ انجیر کھائیں اور بیت الخلاء جانے کا باقاعدہ وقت مقرر کریں تو یہ تکلیف ہمیشہ کے لیے رخصت ہو سکتی ہے۔

انجیر میں خوراک کو ہضم کرنے والے عناصر کی ترکیب نہایت عمدہ ہے۔ جن لوگوں کی آنتوں میں ہمیشہ سڑاند رہتی ہے ان کے لیے اس سے بہتر کوئی دوائی موجود نہیں۔ اس کی فعالیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اگر اسے پیس کر یا گھوٹ کر کچے گوشت پر لیپ کر دیا جائے تو یہ گوشت دو گھنٹوں میں اتنا گل جاتا ہے کہ اسے انگلیوں سے توڑا جا سکتا ہے۔

انجیر خون کی نالیوں میں جمی ہوئی غلاظتوں کو نکال سکتی ہے۔ اور اس کی اسی افادیت کو حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بواسیر میں پھولی ہوئی وریدوں کی اصلاح کے لیے استعمال فرمایا۔ اکثر اوقات بلڈ پریشر میں زیادتی خون کی نالیوں میں موٹائی آ جانے سے ہوتی ہے۔ انجیر اس مشکل کا بہترین حل ہے۔ کیونکہ یہ جسم سے چربی کو گلا کر بھی نکال سکتی ہے۔ بڑھاپے میں جب خون کی نالیاں تنگ ہو جاتی ہیں اور دماغ میں خون کی قلت مریض کو نیم بیہوش یا مخبوط الحواس بنا دیتی ہے۔ اعضاء میں بھی فالج کی سی کیفیت ہوتی ہے۔ اس بیماری میں انجیر اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ مریض ایک کثیر مقدار پانچ چھ مہینے مسلسل استعمال کرے۔

گردوں کے فیل ہو جانے کے متعدد اسباب ہیں۔ اس میں مرض کی اندرونی صورت یہ ہوتی ہے کہ خون کی نالیوں میں تنگی کی وجہ سے گردوں کی کارگزاری متاثر ہوتی ہے۔ یہی کیفیت پیشاب میں کمی اور بلڈ پریشر میں زیادتی کا باعث بن جاتی ہے۔ ان حالات میں

اگر زندگی کو اتنی مہلت مل سکے کہ کچھ مدت انجیر کھائی جائے تو اللہ کے فضل سے وہ بیماری جس میں گردے اگر تبدیل نہ ہوں تو موت یقینی ہے شفایابی پر منتج ہوتی ہے۔

خون کی نالیوں کی موٹائی کے علاوہ وہ حالات جب کسی وجہ سے شریانوں یا وریدوں کے اندر خون جم جائے انجیر عجیب فوائد کی حامل ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کیفیت میں جب یہ دل میں ہو تو کھجور کی گٹھلی اور کھجوریں مرحمت فرمائی ہیں۔ جس کی تفصیل کھجور کے عنوان میں موجود ہے۔ لیکن ایسے مریضوں کو کچھ مدت کھجور دینے کے بعد وقفہ دیا گیا۔ اس وقفہ میں انجیر دی گئی۔ نتیجہ بہت بہتر رہا۔ خیال یہ تھا کہ ایک ہی وقت میں کھجور اور انجیر ملا کر دیئے جائیں مگر ابن القیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت منسوب کی ہے جس کے مطابق انجیر اور کھجور کو جمع کرنے کی ممانعت فرمائی گئی۔ اس راہنمائی کی وجہ سے دونوں یکجا تو نہ کئے جا سکے البتہ نہار منہ کھجور کی گٹھلیاں دینے کے بعد عصر کے وقت بعض مریضوں کو انجیریں دی گئیں۔ فوائد کسی ایک کے استعمال سے بہت بہتر رہے۔

خشک انجیر کو توے پر جلا کر دانتوں پر اس راکھ کا منجن کیا جائے تو دانتوں سے زنگ اور میل کے داغ اتر جاتے ہیں۔ مسوڑھوں کی سوزش کے لیے جتنے بھی منجن بنائے جاتے ہیں اگر ان میں انجیر کی راکھ شامل کر لی جائے تو فائدہ زیادہ جلد اور اچھا ہوتا ہے۔

انجیر کے تازہ پھل سے نچوڑ کر دودھ نکال کر اگر مسّوں WARTZ پر لگایا جائے تو وہ گر جاتے ہیں۔ اس کے پتوں کو کوٹ کر پھوڑوں کو پکانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

○

بہی ـــــ سفرجل

QUINCE

AEGLE MARMELOS

یہ سیب کی شکل کا پھل ہے ۔ جو جنگلوں میں خود رو بھی ہے اور کاشت بھی کیا جاتا ہے۔ ہندی میں اسے بیل۔ فارسی میں ثُل انگریزی میں QUINCE کہتے ہیں۔ سنسکرت میں اس کے نام کے معنی وسعت کی دیوی ہیں۔ ہندی دیومالا کے مطابق یہ پھل زرخیزی ۔ وسعت رزق اور فارغ البالی کی علامت ہے ۔ اسے بھگوان شو کا پرتو قرار دے کر ہندو اس کی پوجا کرتے ہیں اور مندروں میں پوجا کے دوران اس کی موجودگی باعث برکت خیال کی جاتی ہے ۔

یہ پھل دُنیا کے اکثر ممالک کے پہاڑی علاقوں میں کثرت سے پایا جاتا ہے ۔ بھارت میں آسام جنوبی ہند۔ بنگال اس کے بڑے مسکن ہیں ۔ جب کہ پاکستان میں آزاد کشمیر۔ مری۔ سوات اور مردان کے علاقوں میں پایا جاتا ہے مگر اب اس کے درخت ناپید ہوتے جا رہے کیونکہ لوگوں کو اس کا صحیح مصرف معلوم نہیں رہا۔ پھل کی منڈیوں میں عام طور پر ستمبر۔ اکتوبر کے دوران یہ پھل ملتا ہے ۔ جب پک جائے تو لذیذ مگر جاپانی پھل کی طرح قابض ہوتا ہے ۔ اس کا درخت چار میٹر کے قریب بلند ہوتا ہے اور اس کے تمام حصے دواؤں میں استعمال ہوتے ہیں ۔ بعض اطباء اسے بیلگری بھی کہتے ہیں ۔

احادیث نبویؐ :

حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ روایت فرماتے ہیں ۔

دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، و بیدہ

سفرجلة ، فقال : دونکھا یا طلحة ؛ فانھا تجم الفؤاد۔ (ابن ماجة)

اسی ارشادِ گرامی کو النسائیؒ نے انہی کے الفاظ میں دوسری صورت میں بیان کیا ہے۔

اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ وھو فی جماعة من اصحابہ ، وبیدہ سفرجلة یقبلھا ، فلما جلست الیہ : رحابھا الی ، ثم قال : دونکھا ابا ذر؟ فانھا تشد القلب و یطیب النفس و تذھب بطخاء الصدر۔

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ اس وقت اپنے اصحاب کی مجلس میں تھے۔ ان کے ہاتھ میں سفرجل تھا جس سے وہ کھیل رہے تھے۔ جب میں بیٹھ گیا تو انہوں نے اسے میری طرف کرکے فرمایا "اے ابا ذر! یہ دل کو طاقت دیتا ہے سانس کو خوشبودار بناتا ہے اور سینہ سے بوجھ کو اتار دیتا ہے)۔

حضرت جابرؓ بن عبداللہ روایت فرماتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

کلوا السفرجل فانہ یجلی عن الفؤاد و یذھب بطخاء الصدر۔ (ابن السنی ، ابونعیم)

(سفرجل کھاؤ کیونکہ وہ دل کے دورے کو ٹھیک کرکے سینہ سے بوجھ اُتار دیتا ہے)۔

حضرت انسؓ بن مالک روایت فرماتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اکل سفرجل یذھب بطخاء القلب

("القالی" فی امالیہ۔ بحوالہ کنز العمال)

(سفرجل کھانے سے دل پر سے بوجھ اُتر جاتا ہے)۔

انہی سے سفرجل کھانے کے صحیح وقت کی نشان دہی یوں ملتی ہے۔

كلوا السفرجل على الريق

(سفرجل کو نہار مُنہ کھانا چاہیئے)۔

نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

كلوا السفرجل فانه يجلى عن الفؤاد، وما بعث الله نبيا من الانبياء الا اطعمه من سفرجل الجنة فزيد فى قوته قوة اربعين رجلا۔ (ابن ماجة)

(سفرجل کھاؤ کہ دل کے دورے کو دور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی نبی نہیں مامور فرمایا جسے جنّت کا سفرجل نہ کھلایا ہو۔ کیونکہ یہ فرد کی قوت کو چالیس افراد کے برابر کر دیتا ہے)۔

نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

اطعموا حبالاتكم السفرجل يجم الفؤاد، ويحسن الولد۔ (ذهبى)

(اپنی حاملہ عورتوں کو سفرجل کھلایا کرو۔ کیونکہ یہ دل کی بیماریوں کو ٹھیک کرتا ہے اور لڑکے کو حسین بناتا ہے)۔

کنز العمال فی سنن والاقوال نے سفرجل کے بارے میں اس حدیث کا حوالہ دیا ہے۔

عوف رضؓ بن مالک روایت کرتے ہیں کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

كلوا السفرجل فانه يجم الفواد و يشجع القلب۔ (مسند فردوس)

(سفرجل کھاؤ کہ یہ دل کے دورے کو ٹھیک کرتا اور دل کو مضبوط کرتا ہے)۔

یہی ارشادات طبرانی اور مستدرک الحاکم اور بیہقی نے دیگر ذرائع سے بیان کئے ہیں۔

ان روایات میں ایک ہی پھل کی متواتر تاکید سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم سفرجل کے طبّی کمالات کے قائل تھے۔ انہوں نے اسے نہار منہ کھاتے

کی ہدایت کی اور دل کی مختلف بیماریوں کے لیے اسے اکسیر قرار دیا۔

محدثین کے مشاہدات

احادیث میں فوائد کے سلسلہ میں دو اہم اشارات نظر آتے ہیں "تجم الفواد" اور "البطحاء"
اس کی تشریح میں محدث ابوعبید کہتے ہیں کہ جیسے آسمان پر ابر آتے ہیں اور پردہ پڑ جاتا ہے
اسی طرح بطحاء دل کی وہ کیفیت ہے جس میں دل کے پردے دھندلے ہو جاتے ہیں
اور ان میں پانی پڑ جاتا ہے۔ یہ Pericarditis کی مکمل کیفیت ہے۔
عام طور پر فواد کے معنی دل کا دورہ ہے۔ جو کے دلیا کے فوائد میں حضرت عائشہ رض
کی روایات میں فواد کا لفظ اکثر جگہ استعمال ہوا جس کا عمومی مفہوم دل پر بوجھ یا دورہ ہی سمجھ
میں آتا ہے۔

جب یہ لفظ "تجم الفواد" کی صورت میں سفرجل کے بارے میں مذکور ہوا تو حافظ
ابن القیمؒ اس کی تشریح میں کہتے ہیں کہ یہ دل سے سدّوں کو نکالتا۔ اس کی نالیوں سے رکاوٹ
کو دور کرنا اور انہیں وسیع کرتا ہے۔ اس سے دل کی وہ کیفیات بھی مراد ہیں جب وہاں پر
پانی اکٹھا ہو کر اس کی کارگزاری کو متاثر کرے۔ محمد احمد ذہبیؒ بھی تجم الفواد کو خون کی نالیوں اور
دل کے اپنے مشمولات کی تقویت اور توسیع قرار دیتا ہے۔
ان حضرات نے یہ مشاہدات اس وقت کئے جب لوگ اس امر سے بھی ٹھیک سے
آگاہ نہ تھے کہ دل کو کونسی بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں۔ تاریخ طب میں دل کے دورے کی پہلی
تشخیص ابوداؤد کی روایت کے مطابق سعدؓ بن ابی وقاص کی بیماری میں نہ صرف کی گئی بلکہ مریض
کا چند دنوں میں مکمّل علاج بھی کیا گیا۔
ان احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کے دورے کے علاوہ دوسری
بیماریوں کے بارے میں اظہار خیال فرماتے ہوئے ان کیفیات اور علامات کا ذکر فرمایا

جن کے بارے میں علم الامراض کے ماہرین کو بیسویں صدی کے نصف کے قریب جاکر واقفیت ہوئی۔ ابن قیمؒ نے جن علامات کا ذکر کیا ہے وہ CARDIAC INFARCTION کے علاوہ PERICARDITIS اور ENDOCARDITIS کا ایک مکمل بیان ہے۔ دل کے مریضوں کو جب کبھی دورہ پڑتا ہے تو اس کی ابتدا چھاتی پر بوجھ کی کیفیت سے ہوتی ہے اور اس غرض کے لیے مریضوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ ANGISED یا ISORDIL کی گولی ہر وقت پاس رکھیں۔ جیسے ہی بوجھ محسوس ہو زبان کے نیچے گولی رکھ لیں۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی صورتِ حال کا بہتر علاج یہ فرماتے ہیں کہ گولیاں کھانے کی بجائے یہی جیسا لذیذ پھل کھا لیا جائے۔

میٹھا سفرجل ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔ جبکہ کھٹا قابض ہے۔ معدہ کے لیے مقوی اور مصلح ہے۔ پیاس کو کم کرتا ہے۔ قے کو روکتا ہے۔ پیشاب آور ہے۔ نفث الدم اور پیٹ کے السر میں مفید ہے۔ ہیضہ کا بہترین علاج ہے۔ جبکہ اس کی جڑوں کا جوشاندہ یا پتوں کا عرق بھی اپنے فوائد میں تقریباً ایسے ہی ہیں۔ غذا کو ہضم کرتا ہے اور اگر کھانے کے بعد کھایا جائے تو پیٹ سے بوجھ کو اتار دیتا ہے۔ محدثین کے بیان کے مطابق اسے کھانے سے پہلے کھانا زیادہ مفید ہے۔

تازہ سفرجل یا اس کا گودہ طبی ضروریات کے لیے کافی ہیں۔ لیکن اس کو بھون کر یا بھوننے کے بعد شہد کے ساتھ ملا کر کھایا جائے تو زیادہ مفید ہوتا ہے۔ شہد اس کی قولنج پیدا کرنے کی مضرت کو دور کر دیتا ہے۔

یہ سانس سے گھٹن کو دور کر کے اسے خوشبودار بناتا ہے۔ ذہبیؒ کے مشورہ کے مطابق اگر اس کے ساتھ عنبر بھی شامل کر لیا جائے تو افادیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسے کھانے سے پتہ کی سوزش میں کمی آتی ہے۔ اسے کھانے سے جسم کے اکثر مقامات کے ورم تحلیل ہو جاتے ہیں۔ خاص طور پر وہ کیفیات جن میں رطوبت بھی ہو۔ اس غرض کے لیے اسے

بھون کر گرم ریت کے ساتھ ملا کر مقامی طور پر لیپ بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بیج حلق کی سوزش کو رفع کرتے ہیں اور سانس کی گھٹن دور کرتے ہیں۔ اس کا شہد میں مربہ بہترین غذا اور دوا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات:

استادانِ فن نے اس کے جملہ اثرات کو امراض بطن تک محدود رکھا ہے۔ ہر طبیب نے امراضِ ہضم میں اس کے اثرات کو مختلف اطراف سے دیکھ کر ان کی تعریف کی ہے۔

بہی خون پیدا کرتی ہے۔ قے کو دور کرتی ہے۔ پیاس بجھاتی ہے۔ معدے کو طاقت دیتی ہے دل اور جگر کو تقویت دیتی ہے۔ بھوک بڑھاتی ہے۔ اس کو بھون کر کھانے سے جن کو بھوک نہ لگتی ہو لگنے لگتی ہے۔ جگر کے سُدّے کھولتی ہے۔ جن عورتوں کو مٹی کھانے کی عادت ہوتی ہے اگر وہ بہی کھائیں تو مٹی کھانے کی عادت جاتی رہتی ہے۔ پکی ہوئی بہی کھانے سے خوراک جلد ہضم ہو جاتی ہے۔ بعض اطباء نے لکھا ہے کہ زیادہ بہی کھانے سے جذام پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ بات قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ جذام ایک متعدی بیماری ہے جو جراثیم کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے بہی یا کسی اور چیز کے کھانے سے کبھی پیدا نہیں ہو سکتی۔ زیادہ کھانے سے ہچکی آتی ہے۔ رعشہ۔ پیچش اور قولنج پیدا ہوتا ہے۔ ایسے میں پورا پھل کھانے کی بجائے اگر اس کا عرق نکال کر پی لیا جائے۔ قوت زیادہ دیتی ہے۔ مگر قبض پیدا پیدا کرتی ہے۔

اس کو بھون کر کھانے سے پرانے دست بند ہو جاتے ہیں۔ عام خوراک تین سے چھ ماشہ ہے۔ اس کا پانی پینے سے حاملہ عورت کے پیٹ کے اندر جنین کو صحت حاصل ہوتی ہے۔ شہد کے ساتھ بھون کر کھانے سے دست بند ہوتے ہیں مگر قبض پیدا نہیں کرتی۔

اس کا پینا یا حقنہ پیشاب کی جلن کو دور کرتا ہے۔

بہی دانہ کا لعاب، شکر ملا کر دینے سے بھی پیشاب کی جلن جاتی رہتی ہے۔ بہی کا مربہ

یا شربت منشیات کے نشہ کو زائل کرنے میں بہترین ہے۔ منہ کی بدبو جاتی رہتی ہے۔
ویدک طب میں اس کا پانی قے اور پیاس کو کم کرنے کے لیے دیا جاتا ہے اور اس کا لیپ جلے ہوئے زخموں کے لیے مفید قرار دیا گیا ہے۔
گیلانی نے اس کے درخت کے تمام حصوں کو قابض قرار دیا ہے۔ اس کی رائے میں بہی کے جتنے بھی مضر اثرات ہیں اس کے ساتھ شہد ملا کر دینے سے ختم ہو جاتے ہیں۔
اس کے درخت کا گوند پانی میں گھول کر چیونٹیوں کے اور پسوؤں کے بلوں پر چھڑک دیں تو وہ تمام مر جاتے ہیں۔
اطبا نے بہی یا اس کے پھولوں کو روغن زیتون میں ڈال کر اکیس روز دھوپ میں رکھنے کے بعد اس کا روغن بھی تیار کیا ہے۔ اسے ابالنے کے بعد امراض بطن میں جلن زخموں اور سددوں کو کھولنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔
بہی کے رُب اور شربت کے اثرات بھی بہی کی مانند ہیں۔ اگرچہ یہ خوش ذائقہ ہوتے ہیں مگر ان کا فائدہ خالص پھل کی نسبت کم ہوتا ہے۔
بہی دانہ کا لعاب کھانسی کی شدت کم کرتا ہے۔ سانس کی نالیوں کو کھولتا ہے اگر کسی اور دوائی کی وجہ سے پیٹ میں جلن ہو یا اس کے استعمال کے بعد ایسا ہونے کا اندیشہ ہو تو یہ لعاب اس سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس سے منہ اور گلے کے چھالے مندمل ہو جاتے ہیں۔ ویدک طب میں جڑ کا جوشاندہ دماغی امراض میں۔ سوزش والے مقامات پر پتوں کا لیپ۔ پھل کا عرق بخار اور اختلاج قلب میں۔ بھارت کی قدیم ترین دوائی ہے۔
کیمیاوی ماہیت: پھل کے اہم اجزاء کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ یہ ٹینک ایسڈ پیکٹین۔ اور لیسدار مادے ہیں۔ اس پھل میں ایک جزو عامل MARMELOSIN نام کا پایا جاتا ہے۔ بیجوں کو پیس کر اگر ان کا جوہر ایتھر کے ساتھ نکالا جائے تو ان سے زرد رنگ کا ایک فرازی تیل برآمد ہوتا ہے جسے ایک ماشہ کی مقدار میں اگر کسی کو خالص پلائیں تو

اسہال ہو جاتے ہیں۔ بعض ماہرین نے پھل میں ایک لیسدار مادہ کو بھی معلوم کیا ہے جو اپنی ماہیت کے لحاظ سے BALSAM OF PERU سے ملتا جلتا ہے۔ اسی لیسدار چیز کو بعض لوگ روغن بلسان قرار دیتے ہیں۔

اس کے جزو عامل مارملوسین کی مقدار عام طور پر ۷ء۳ . ۰ فیصدی کے قریب ہوتی ہے مگر یہ آب و ہوا اور زمین کی زرخیزی سے متاثر بھی ہو سکتی ہے۔ جیسے کہ بنگال اور آسام میں پیدا ہونے والے پھلوں میں یہ جوہر پنجاب سے پانچ گنا زیادہ ہوتا ہے۔ یہ زیادہ تر پھل کے وسطی میٹھے گودے میں ہوتا ہے۔ اس کی ۵ ۰ . ۰ گرام کی مقدار بھی پیشاب اور دست آور ہے۔ نیند لاتا ہے۔ مگر زیادہ مقدار میں دل کی رفتار کو کم کرتا ہے۔

بہار اور اڑیسہ کے درختوں کی چھال سے کو کر کی شکل کا ایک جوہر FAGARINE حاصل ہوا ہے۔ اس کے علاوہ چیٹرجی نے اس سے متعدد عناصر جیسے کہ COUMARIN SKIMMIANINE MARMINE الکلائیڈ حاصل کئے ہیں۔

پھل سے حاصل ہونے والے فرازی روغن کے اجزاء میں عام شحمی ترشوں کے علاوہ جراثیم کش صلاحیت پائی گئی۔ اس کے بیجوں میں گلوبولین پائی جاتی ہے۔ اور اس کے پتوں اور شاخوں سے دوسری اقسام کے تیل حاصل ہوتے ہیں جن میں سے ایک کی ساخت سنگترے کے تیل کی مانند ہے۔ اس لیے یہ تیل یا پتے اور شاخیں جلا کر کیڑوں مکوڑوں کو بھگانے کا کام لیا جا سکتا ہے۔

اطباء جدید کے مشاہدات :

آریو ویدک کے ۱۰ بوٹیوں کے نسخہ "داسا" کا ایک جزو ہے۔ آج کل یورپ میں بہی کا جوس بڑا مقبول ہے QUINCE JUICE اور SQUASH کے نام سے بکنے والا یہ مشروب مفرح۔ مصلح کبد اور پیاس کی شدت کو کم کرنے والا قرار دیا گیا ہے۔

اس کا پھل خشک کر کے محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ جو کہ قابض اور پرانی پیچش میں بہت مفید ہے۔ یہ نسخہ بچوں کے دستوں میں خاص طور پر مفید ہے اس کے ساتھ کھانڈ اور کریم تجویز کی گئی ہے یہ دونوں چیزیں اسہال کی شدت میں اضافہ کر سکتی ہیں۔ کھانڈ کی وجہ سے جراثیم کو افزائش کے بہتر مواقع ملتے ہیں جبکہ کریم کی چکنائی وہاں پر سٹراند اور گیس پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے اسی نسخہ کو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں مرتب کیا گیا تو ہر قسم کی پیچش پر مؤثر ہو گیا۔

پہلے نسخوں میں شہد کی آمیزش سے ان کا ذائقہ بھی درست ہو گیا اور تاثیر بہتر ہو گئی۔ جبکہ شربت میں کھانڈ کی جگہ شہد ملانے سے یہ فائدہ مند دوائی بن گئی۔

بھارتی حکومت کے طب یونانی کی ترویج کے ادارہ نے بہی کو تین صورتوں میں استعمال کی سفارش کی ہے۔ غالباً یہ بھی کرنل چوپڑا سے متاثر ہیں۔

۱۔ مغز بہی گودا کو تازہ پانی میں اچھی طرح حل کر کے شکر ملائیں۔ اسہال و پیچش کے لیے ایک اچھا شربت ہے۔

۲۔ کچا پھل لے کر اسے بھوبھل میں رکھیں جب سرخ ہو جائے تو نکال لیں۔ اس کا ۲۴ سے ۴۸ گرام (ماشہ) گودا صبح نہار منہ کھلائیں۔ مزمن اسہال میں مفید ہے۔

۳۔ خشک بہی کو جوش دے کر اس کا جوشاندہ اسہال کے لیے پلائیں۔ سفرجل کے بارے میں مغربی ممالک میں جو تحقیق ہوئی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ دل۔ دماغ اور معدہ کو طاقت دیتا ہے۔ قابض ہے۔ جریان خون کو بند کرتا ہے۔ اسہال اور پیچش میں مفید ہے اور مقوی باہ ہے۔

بقول ندکارنی کے کچا سفرجل لے کر اسے راکھ میں دبا کر اوپر آگ جلا کر سرخ کریں پھر اس کا گودا نکال کر اس میں پانی میں ابالی ہوئی سونف کا جوشاندہ ملائیں۔ انہیں اچھی طرح ملانے کے بعد چھان کر یہ شربت اسہال مزمن کے مریضوں کو دن میں چار پانچ مرتبہ چمچہ بھر دیا

جاتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ کھانا پینا منع کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ دوائی خالی انتڑیوں پر پوری طرح اثر انداز ہو سکے۔

کرنل چوپڑا نے بہی کے اثرات کا خلاصہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ہندوستان میں آکر مطب کرنے والے یورپی ڈاکٹروں کو بہی نے بڑا متاثر کیا۔ جب اسہال اور پیچش بخار کے بغیر ہوں تو بہی دینے سے فائدہ ہوتا ہے۔ ان کی مسلسل تعریف کی وجہ سے بہی کو برٹش فارما کوپیا میں بطور مسلمہ دوائی کے شامل کر لیا گیا۔ اس زمانے میں بہی کو ان تین صورتوں میں استعمال کیا جاتا تھا۔

۱۔ تازہ کچے پھل کو ابال کر اس کا جوشاندہ دن میں کئی بار پلایا جائے۔

۲۔ کچے پھل کو خشک کر کے اس کے جوشاندہ کا ایک بڑا چمچہ دن میں کئی بار۔

۳۔ پھل کا گودا نکال کر اس کو خشک کر کے ہوا سے محفوظ ڈبوں میں رکھا جائے۔ اس سفوف کا آدھا چھوٹا چمچہ دن میں دو سے تین مرتبہ۔

برطانوی ماہرین کے مشاہدہ کے مطابق بہی کا پیچش کی امیبائی قسم پر کوئی اثر نہیں۔ بلکہ یہ شدید اسہال میں بھی اتنی مفید نہیں۔ مگر پرانی پیچش اور اسہال قدیم میں کمال کی چیز ہے۔ ان کے نزدیک یہ اثر اس لیسدار مادہ کی وجہ سے ہے جو بہی میں پایا جاتا ہے۔ بہی سے پیچش اور اسہال کا علاج کرنے سے پاخانہ میں آنے والے لیسدار مادے آہستہ آہستہ کم ہونے لگتے ہیں۔ بار بار کی حاجت میں کمی آنے لگتی ہے۔ اور شفا ہو جاتی ہے۔

بھارتی ماہرین نے آنتوں پر اس کے اثرات کا تفصیلی مطالعہ کیا ہے۔ ان کے مشاہدات کے مطابق بہی سے جراثیمی پیچش BACILLARY DYSENTRY یقینی فائدہ ہوتا ہے۔ ان کی صراحت کے مطابق ایسے مریضوں کو ساتھ میں قبض بھی ہوتا ہے۔ جو آنتوں کی سوزش کو ختم نہیں ہونے دیتا۔ ایسی صورت میں بہی کا شربت زیادہ مفید ہوتا ہے۔ شربت بنانے کے لیے پکے ہوئے پھل کو ململ کے کپڑے میں مسل کر نچوڑتے ہیں۔ جس سے بیج

اور چھلکے چھن کر باہر ہو جاتے ہیں۔ پھر اس میں کھانڈ ملا کر دیتے ہیں۔ اس کو لذیذ بنانے کے لیے دہی یا کریم بھی شامل کی جا سکتی ہے۔

ان تمام نسخوں میں دوائی کے ذائقہ پر توجہ نہیں دی گئی۔ کھانڈ سے بنے ہوئے شربت کے تین چار چمچے دن میں چار مرتبہ دینے سے ہیضہ اور اسہال میں فائدہ ہوتا ہے۔ ہیضہ اور اسہال سے صحت یابی کے بعد سفرجل کا گودا ناشتہ میں کھانا تندرستی کے لیے مفید اور ہیضہ کی وبا کے دنوں میں بیماری سے حفاظت کرتا ہے۔ خشک پھل کا گودا ایک ماشہ نہار منہ پیچش میں اکسیر ہے۔ اس سے زیادہ مقدار دیں تو قے آ سکتی ہے۔ تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ بیماری اگر پرانی ہو تو خشک پھل کا سفوف زیادہ مفید ہوتا ہے جبکہ نئی بیماری میں شربت یا جوشاندہ مفید ہوتے ہیں۔ سفوف دینے سے ابتدائی پیچش میں بتدریج صحت ہو جاتی ہے۔

اسطوائی بیماریوں کے علاج میں عالمی شہرت رکھنے والے ڈاکٹر مینس باہر نے سفرجل کو پیچش۔ اسہال اور آنتوں کے زخموں کی مختلف قسموں میں اکسیر قرار دیا ہے۔ بھارتی ماہرین اور ویدوں نے بیلگری کو اجوائن۔ کتھہ۔ ادرک۔ پوست انار۔ سپاری۔ آم کی گٹھلی کے مغز کے ساتھ مختلف صورتوں میں ملا کر متعدد نسخے ترتیب دیئے ہیں جن میں ہر ایک عمومی طور پر پیچش اور آنتوں کی سوزش کے بارے میں ہے۔

سفرجل کے درخت کی چھال۔ جڑوں کی چھال اور پتوں کا جوشاندہ دماغی امراض خاص طور پر مالیخولیا۔ مراق۔ اور ہسٹریا میں مفید قرار دیا گیا ہے۔ اسی جوشاندہ کے استعمال سے اختلاج قلب کو بھی فائدہ بتایا جاتا ہے۔

بنگال میں سفرجل کی جڑوں کا جوشاندہ تیسرے اور چوتھے کے بخار۔ (ملیریا) کے لیے ایک مشہور دوائی ہے۔ اس کے پتوں کو کوٹ کر مرہم سوزش والے حصوں پر لگانے سے فوری سکون میسر آتا ہے۔

بہی کا مربّہ :

ابن القیمؒ نے بہی کی بہترین قسم اس کا مربّہ قرار دیا ہے ۔ یہ بات ٹھیک بھی ہے ۔ کیونکہ پھل سال میں صرف دو ماہ ملتا ہے ۔ اس لیے اگر بہی کا مربّہ بنا لیا جائے تو وہ سارا سال کام دے سکتا ہے ۔ مربّہ کی ایک شکل تو وہ ہے جو عام طور پر بازار میں ملتی ہے یہاں بہی کو کھانڈ کے ساتھ پکا کر مربّہ تیار کرتے ہیں ۔ مگر اس عمل کے دوران پھل کو نرم کرنے کے لیے جس پانی میں پکایا جاتا ہے ۔ وہ پانی پھینک دیتے ہیں ۔

ابن القیمؒ کے مطابق بہی پھل کو دھو کر چھلکا اتارے بغیر اس کی چھوٹی چھوٹی قاشیں بنا لی جائیں ۔ ان قاشوں کو پانی میں ڈال کر اچھی طرح پکایا جائے ۔ جب یہ نرم ہو جائیں تو اس پانی میں شہد ملا کر پھر پکائیں ۔ جب اس کی مربہ کی مانند تار بندھ جائے تو اسے اتار کر کسی اُبلے ہوئے برتن میں ڈال دیں ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشادِ گرامی جو حضرت انسؓ کی وساطت سے میسر آیا کے مطابق اسے نہار منہ کھایا جائے ۔ یہ مربہ دل کے مریضوں کے علاوہ آنتوں میں السرالتہاب ۔ پرانی کھانسی ۔ دمہ ۔ دل کے پھیلاؤ اور پرانی پیچش کے مریضوں کو دیا گیا ۔ اکثر اوقات مربّہ کی چند قاشوں اور شربت کے دو تین چمچوں کے علاوہ مریض کو کسی قسم کی کوئی اور دوا نہ دی گئی اور وہ فضلِ الٰہی کی بدولت اتنے میں ہی شفایاب ہو گیا ۔

محدثین نے بہی کے استعمال میں "تجم الفواد" کے ترجمہ میں دل کی جھلیوں کی جس سوزش کا تذکرہ کیا ہے ۔ اس میں بہی کا گودا سکھا کر سفوف کر کے چھوٹا چمچہ صبح ۔ شام ۔ شہد کے شربت کے ساتھ کھانا زیادہ مفید ہے ۔

بھارتی حکومت کے محکمہ طب نے بہی کو CYADONIA OBLONGA کا نام دیا ہے ۔ جب کہ وہ بیلگری یا بیل پھل کو مختلف پھل قرار دے کر اس کا نام

AEGLE MARMELOS بیان کرتے ہیں۔ باغِ جناح لاہور میں بھی کا درخت موجود ہے
اور مقامی ماہرین اسے AEGLE MARMELOS بتاتے ہیں۔ اطبا ربیلگری کو اگر
دوسری چیز مانیں تو پھر اسے CYADONIA OBLONGA کہا جا سکتا ہے۔

تربوز ـــــ البطیخ

WATER MELON

CITRULUS LANATUS

عربی میں بطیخ تربوز کو کہتے آئے ہیں۔ محدثین نے بطیخ کو تربوز قرار دیا ہے۔ مگر آج کل کی عربی میں یہ گڑبڑ ہو گیا ہے۔ عرب میں بطیخ خربوزہ کو کہا جاتا ہے اور تربوز کو حبب حبب کہتے ہیں۔ حجازیوں نے ان دنوں عربی کے اور الفاظ میں بھی مشکل پیدا کر دی ہے جیسے کہ لبن۔ پرانی عربی میں لبن دودھ کو کہتے آئے ہیں۔ آج کل دہی کو لبن اور دودھ کو حلیب کہا جاتا ہے البتہ بعض لوگ صراحت کے مدِنظر دہی کو "لبن حامض" کہتے ہیں۔

تربوز دنیا کے اکثر گرم ملکوں میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ مشرقِ وسطیٰ کے ہر ملک میں پایا جاتا ہے۔ ہندوپاکستان میں بھی عام ملتا ہے۔ امریکی ریاست کیلی فورنیا کا تربوز اپنی سرخی اور حلاوت میں مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ ریتیلے علاقوں کا تربُوز زیادہ میٹھا ہوتا ہے۔ نجد۔ حجاز کے بعض علاقوں کا تربُوز واقعی بڑا لذیذ ہوتا ہے۔ مگر حجاز میں خلیجی علاقوں سے درآمد ہوئے تربُوز اتنے عمدہ نہیں ہوتے۔ دُنیا میں اس وقت پاکستان کے ضلع سکھر کے علاقہ گرماجی ببلین کے تربُوز ذائقہ اور حجم میں بہترین مانے جاتے ہیں۔

تربُوز کی عمدگی اس کے گودے کی سرخی اور مٹھاس پر قرار دی جاتی ہے ملاوٹ کے اس دور میں دیکھا گیا ہے کہ پھل فروش سُرخ رنگ میں سکرین ملا کر تربوزوں میں انجکشن لگا کر ان کو مصنوعی طور پر سُرخ اور میٹھا کر لیتے ہیں۔

بنیادی طور پر یہ افریقہ کا پھل ہے جو سیاحوں کی بدولت دُنیا بھر میں مقبول ہو گیا۔ آج کل پاکستان میں چین کے درآمدی بیج سے چھوٹے حجم کے ایسے تربُوز کثرت سے پیدا

ہو رہے جو لذیذ بھی ہیں۔ پھل وزنی ہونے کی وجہ سے اس کا پودا زمین پر رینگنے والا ہے۔
بیج بونے سے چار ماہ میں پھل پک کر تیار ہو جاتا ہے۔ پکے ہوئے پھل کی پہچان میں کہا جاتا
ہے کہ اگر اس پر ہلکا ہاتھ ماریں تو جواب میں مدھم آواز عمدگی کی علامت ہے۔

ماہرین زراعت نے اس کے حجم اور چھلکے کے بیرونی رنگ کی مناسبت سے اس کی
کئی قسمیں بیان کی ہیں جن کے نام مختلف علاقوں پر ہیں۔ اس کا اُوپر کا چھلکا تقریباً دو سینٹی میٹر
موٹا ہوتا ہے۔ اندر نرم گودا جس میں کافی تعداد میں سخت چھلکے والے بیج پائے جاتے ہیں
پھل جلد خراب نہیں ہوتا۔ اگر اسے ٹھنڈے اور خشک کمرے میں رکھا جائے تو شکل اور ذائقہ
۲۰۔۵۰ دن تک قائم رہتے ہیں۔

ارشاداتِ نبویؐ:

محدثین کی اکثریت تربوز کے بارے میں صرف ایک حدیث کو ثقہ قرار دیتی ہے حضرت
سہل بن سعدؓ الساعدی روایت فرماتے ہیں۔

ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یاکل الرطب بالبطیخ
(ابن ماجۃ، ترمذی)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم تازہ پکی ہوئی کھجوروں کے ساتھ تربوز کھایا کرتے تھے)

اس حدیث کے الفاظ میں سنن ابو داؤد میں یہ اضافہ ملتا ہے۔

ویقول یکسر حرّ ھٰذا ببرد ھٰذا وبرد ھٰذا بحر ھٰذا۔

(اور فرمایا کرتے تھے کہ اس کی گرمی کو اس کی ٹھنڈک مار دیتی ہے اور اس کی
ٹھنڈک کو اس کی گرمی مار دیتی ہے)۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

البطیخ طعام وشراب وریحان: یغسل المثانة ینظف البطن، ویکثر ماء الظهر ویعین علی الجماع، وینقی البشرة ویقطع الابردة۔

(مسند فردوس، الرافعی، کتاب البطیخ، ابوعمر)

(تربوز کھانا بھی ہے اور مشروب بھی، ریحان کے ساتھ یہ مثانہ کو دھو کر صاف کر دیتا ہے۔ پیٹ کو صاف کرتا ہے۔ کمر سے پانی نکال دیتا ہے۔ باہ میں اضافہ کرتا ہے، چہرے کو نکھارتا ہے اور جسم سے ٹھنڈک کو ختم کرتا ہے)۔

ذہبیؒ نے یہ روایت اسی طرح بیان کی ہے۔ جبکہ کنز العمل نے حدیث کی ابتداء

فی البطیخ عشر خصال۔

سے شروع کی ہے۔ باقی عبارت وہی ہے۔ البتہ تربوز کے ساتھ ریحان کا تذکرہ نہیں۔

عمات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔

البطیخ قبل الطعام یغسل البطن غسلا و یذھب بالداء اصلا۔ (ابن عساکر)

(کھانے سے پہلے تربوز کھانے سے پیٹ دھل کر صاف ہو جاتا ہے اور یہ بیماریوں کو نکال دیتا ہے)۔

ابن عساکر اس حدیث کے سلسلہ کو یقینی قرار نہیں دیتا اور ابن القیم اس عبارت کو اطباء کا قول بیان کرتے ہیں۔

محدثین کے مشاہدات:

اکثر محدثین نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پھلوں میں انگور اور تربوز بہت پسند تھے اور وہ انہیں شوق سے کھایا کرتے تھے۔

تربوز کا ہر حصہ مدرالبول ہے۔ جلد ہضم ہوتا ہے۔ گردہ اور مثانہ سے پتھری کو نکالتا ہے۔ معدہ سے غلاظت کو نکال کر پیٹ کو صاف کرتا ہے۔ بخار کے مریضوں کو اسے سرکہ کی سکنجبین کے ساتھ دینا مفید رہتا ہے۔ اور سوءِ ہضم میں ادرک یا سونٹھ ملا کر دینے سے اور مفید ہو جاتا ہے۔ اسے کھانے سے چہرے کے ورم اتر جاتے ہیں اور رنگت صاف ہو جاتی ہے۔ ابو مسہر الغسانی کی عادت تھی کہ وہ جب بھی تربوز کھانے لگتے تو کاٹنے سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کر لیتے اور تربوز ہمیشہ میٹھا نکلتا۔

کچھ لوگوں نے اسے کھیرے اور ککڑی سے زیادہ مفید قرار دیا ہے۔ اگر کسی کو جسم میں ٹھنڈک محسوس ہوتی ہو تو وہ اسے ادرک کے ساتھ کھائے۔ یہاں پر ٹھنڈک سے مراد جسم کی قوت مدافعت میں کمی ہے۔ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اسے کھانے سے جسم میں بیماریوں کا مقابلہ کرنے کی استعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔

کیمیاوی ماہیت:

تربوز کے پکنے کی اہم علامت یہ ہے کہ بیل کے ساتھ جوڑنے والی شاخ ڈنڈی سے خشک ہو کر سوکھ جاتی ہے اس کے کیمیاوی اجزاء میں زیادہ تر پڑوٹین۔ اور ایک جوہر سٹرولین بیان کئے جاتے ہیں۔ بعض لوگوں نے اس میں سے ایک تیل بھی نکالا ہے۔ اس تیل کے علاوہ تربوز میں تمام وٹامین معقول مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ ایک تندرست شخص کو روزانہ تین ملی گرام وٹامن ب کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ ایک سو گرام میں یہ وٹامن تیس ملی گرام ہوتی ہیں۔ اسی طرح وٹامین ب مرکب کے دوسرے تمام اجزاء اور وٹامین ا اور ج بھی پائے جاتے ہیں۔ اس میں فولاد کی قابل ہضم شکل ملتی ہے۔ آنتوں کی جلن کو رفع کرنے والے جوہروں کے علاوہ اس میں اسہال کو روکنے والے عناصر بھی ملتے ہیں۔ اس میں پائی جانے والی مٹھاس پکنے سے بڑھتی ہے اور اس کا استعمال ذیابیطس کے مریضوں کے لیے

نقصان دہ نہیں ہوتا۔ اس کے جوہر بھوک لگاتے ہیں۔

جدید مشاہدات:

بنیادی طور پر تربوز مفرح۔ پیشاب آور۔ پیٹ سے جلن اور سوزش کو رفع کرنے والا غذائیات سے بھرپور ہے۔ اس کے بیج پیٹ سے کیڑے نکالتے ہیں۔ اس کا جوس پیاس کو بجھاتا ہے۔ اس کے جوس میں کھانڈ اور زیرہ ملا کر گردہ مثانہ اور پیشاب کی نالی کی سوزشوں میں دینا مفید ہے۔ یہ نسخہ جگر کی سوزش اور یرقان میں بھی مفید ہے۔ تربوز کھانے سے معدہ اور آنتوں کے زخم مندمل ہو جاتے ہیں۔ اس میں سیب کی طرح PECTIN کی موجودگی اسے اسہال اور پیچش میں بھی مفید بنا دیتی ہے۔ سندھ میں پایا جانے والا جنگلی تربوز "کربت"، کڑوا ہوتا ہے مگر وہ بھوک بڑھاتا اور قبض میں مفید ہے۔

حکیم صفی الدین نے اسے مسکن حرارت۔ مدر البول قرار دیا ہے۔ کثرت صفرا اور پیاس کی زیادتی۔ سوزش معدہ۔ پیشاب کی نالیوں کی سوزش۔ خشونت حلق۔ گردہ اور مثانہ کی پتھری اور تپ محرقہ میں مفید بیان کیا ہے۔ اس میں غذائی عناصر کی مقدار اسے جسم کے لیے مقوی بلکہ وزن کو بڑھانے والا بنا دیتی ہے۔ اس غرض کے لیے آب تربوز کے علاوہ اس کے تخم کا شیرہ بھی کارآمد ہے۔ تربوز سے ایک مشہور یونانی دوائی "لعوق آب تربوز والا" تیار کی جاتی ہے۔ اس کے بیجوں سے ایک روغن بھی حاصل کیا جاتا ہے۔

جو ـــــ شعیر

BARLEY

HORDEUM VULGARE

خوردنی اجناس میں جو ایک عام سی جنس ہیں۔ یہ گندم کے کھیتوں میں پائے جاتے ہیں اور گندم سے پہلے پک جاتے ہیں۔ عربی اور فارسی میں انہیں شعیر سنسکرت میں "باوا" اور انگریزی میں BARLEY کہتے ہیں۔ اگرچہ یہ کاشت کیے جاتے ہیں مگر اس کی خودرو قسم بھی پائی جاتی ہے۔

جَو کے بارے میں نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادات :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بہت پسند تھے۔ ان کی ذاتِ گرامی کے ساتھ ان کا واسطہ بطور روٹی۔ بطور دلیہ اور بطور ستو احادیث سے پتہ چلتا ہے۔

جَو کی روٹی :

عہدِ رسالت میں عام طور پر لوگ جو کی روٹی کھاتے تھے یا گندم اور جو ملا کر روٹی پکائی جاتی تھی۔ خالص گیہوں کی روٹی تقریبات تک محدود تھی۔

مسجد نبویؐ کے دروازے پر ایک خاتون چقندر کی جڑیں اور ثابت جو ملا کر ان کی شب دیگ پکا کر نمازِ جمعہ کے بعد بیچنے آیا کرتی تھیں۔ صحابہ کرامؓ کو یہ پکوان ایسا پسند تھا کہ لوگ جمعہ والے دن کا انتظار کیا کرتے تھے۔

حضرت ام المنذرؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کے

ہمراہ تشریف لائے ہمارے یہاں کھجور کے لٹکے ہوئے خوشے موجود تھے وہ ان کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ اس میں سے دونوں نے تناول فرمایا۔ جب حضرت علیؓ تھوڑے کھا چکے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے روک دیا اور فرمایا کہ تم ابھی بیماری سے اٹھے اور کمزور ہو۔ مزید مت کھاؤ۔ اس کے بعد

قالت فجعلت لهم سلقا وشعيرًا فقال النبي صلى الله عليه وسلم يا على من هٰذا فاصب فانه اوفق لك۔

(ابن ماجة مسند احمد ترمذی)

(اس خاتون نے ان کے لیے جو اور چقندر تیار کئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے علیؓ کو کہا کہ تم اس میں سے کھاؤ کہ یہ تمہارے لیے بہتر ہے)۔

اس واقعہ میں حضرت علیؓ بیماری سے اُٹھے تھے اور ان کی کمزوری کو دُور کرنا ضروری تھا جس کے لیے جو کی روٹی اور چقندر کو بہترین غذا قرار دیا۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک درزی نے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت کی اور اس نے جو کی روٹی کے ساتھ کدو گوشت پکایا۔ حضورؐ بڑی محبت کے ساتھ سالن سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے تناول فرماتے رہے۔ (بخاری۔ مسلم)

عن يوسف بن عبد الله بن سلام قال رايت النبي صلى الله عليه وسلم اخذ كسرة من خبز الشعير فوضع عليها تمرة فقال هٰذه ادام هٰذه واكل۔

(ابوداؤد)

(یوسف بن عبداللہ بن سلامؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا کہ آپ نے جو کی روٹی کا ٹکڑا لیا اس کے اوپر کھجور رکھی اور فرمایا یہ اس کا سالن ہے۔ اور کھا لیا)۔

جَو کا دلیا (تلبینہ):

جَو کوٹ کر انہیں دودھ میں پکانے کے بعد مٹھاس کے لیے۔ اس میں شہد ڈالا جاتا تھا۔ اسے تلبینہ کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ بیان فرماتی ہیں۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اخذ احدا من اهل الوعك امر بالحسا من الشعير فضع، ثم امرهم فحسوا منه، ثم يقول انه يرتوا د الحزين و يسر و فواد السقيم كما تسروا احداكن الوسخ بالماء عن وجهها۔ (ابن ماجة)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ میں سے جب کوئی بیمار ہوتا تھا تو حکم ہوتا تھا تو حکم ہوتا تھا کہ اس کے لیے جَو کا دلیا تیار کیا جائے۔ پھر فرماتے تھے کہ بیمار کے دل سے غم کو اتار دیتا ہے اور اس کی کمزوری کو یوں اتار دیتا ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنے چہرے کو پانی سے دھو کر اس سے غلاظت اُتار دیتا ہے)۔

اسی مسئلے پر حضرت عائشہ رضؓ کی ایک روایت میں اسی واقعہ میں اضافہ یہ ہُوا کہ جب بیمار کے لیے دلیا پکایا جاتا تھا تو دلیا کہ ہنڈیا اس وقت تک چولھے پر چڑھی رہتی تھی جب تک کہ وہ یا تو تندرست ہو جائے یا فوت ہو جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ گرم گرم دلیا مریض کو مسلسل اور بار بار دینا اس کی کمزوری کو دور کرتا ہے اور اس کے جسم میں بیماری کا مقابلہ کرنے کی استعداد پیدا کرتا ہے۔

عن عائشة انها كانت تامر بالتلبينه و تقول هو البغيض النافع۔ (ابن ماجة)

(حضرت عائشہ بیمار کے لیے تلبینہ تیار کرنے کا حکم دیا کرتی تھیں۔ اور کہتی تھیں کہ

اگرچہ بیمار اس کو ناپسند کرتا ہے لیکن وہ اس کے لیے از حد مفید ہے)۔

پریشانی اور تھکن کے لیے بھی تلبینہ کا ارشاد ملتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ روایت فرماتی ہیں۔

انها كانت اذا مات الميت من اهلها فاجتمع لذالك النساء ثم يفرقن الا اهلها وخاصتها امرت ببرمة من تلبينه فطبخت ثم وضع ثريد فصب التلبينه عليها ثم قالت كلن منها فانى سمعت النبى صلى الله عليه وسلم يقول التلبينة مجمة لفواد المريض تذهب ببعض الحزن.

(بخاری، مسلم ترمذی النسائی، احمد)

(جب حضرت عائشہ رضؓ کے گھرانے میں کوئی وفات ہوتی تو دن بھر افسوس کرنے والی عورتیں آتی رہتیں۔ جب باہر کے لوگ چلے جاتے اور گھر کے افراد اور خاص خاص لوگ رہ جاتے تو وہ تلبینہ تیار کرنے کا حکم دیتیں۔ پھر ثرید تیار کیا جاتا۔ تلبینہ کی ہنڈیا کو ثرید کے اوپر ڈال دیتیں اور کہا کرتی تھیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ یہ مریض کے دل کے جملہ عوارض کا علاج ہے اور دل سے غم کو اتار دیتا ہے)۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی ایک روایت میں جب کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھوک کی کمی کی شکایت کرتا تو آپ اسے تلبینہ کھانے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ تمہارے پیٹوں سے غلاظت کو اس طرح اتار دیتا ہے جس طرح کہ تم میں سے کوئی اپنے چہرے کو پانی سے دھو کر صاف کر لیتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ثرید کھانا سب سے زیادہ پسند تھا۔ مریض کے لیے انہیں اس کے بعد تلبینہ سے بہتر کوئی چیز پسند نہ تھی۔ اس میں جو کے فوائد کے ساتھ ساتھ شہد کی افادیت بھی شامل ہو جاتی تھی۔ مگر وہ اسے گرم گرم کھانے۔ بار بار کھانے اور خالی پیٹ کھانے کو زیادہ پسند کرتے تھے۔

ستّو:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ستّو بہت پسند تھے۔ یوں تو عرب میں ستّو گندم سے بھی بنائے جاتے تھے مگر ان کو جو سے بنے ہوئے ستّو پسند تھے۔ غزواتِ نبویؐ میں ایک جنگ "غزوۃ السویق" کے نام سے مشہور ہے۔ جنگِ اُحد کے فوراً بعد ابی سفیان ۲۰۰ آدمی لے کر اس غرض کے لیے مدینہ آیا کہ وہ مقامی یہودیوں کی امداد سے مسلمانوں پر شب خون مارے گا۔ یہودی ابھی تذبذب میں تھے کہ دشمن کی آمد کی اطلاع بارگاہِ نبویؐ میں ہوئی۔ حضور اپنے لشکر کے ساتھ سوار ہو کر ان کے مقابلہ کو نکلے تو دشمن مقابلے کے بغیر بھاگ گیا۔ مارے دہشت کے وہ اپنا سامان حتّٰی کہ راستے کا کھانا بھی چھوڑ گئے۔ یہ کھانا ستوؤں کے تھیلوں پر مشتمل تھا۔ اس طرح مسلمانوں کے ہاتھ ستوؤں کی ایک مقدار آئی اور یہ جنگ اسی مناسبت سے "جنگِ سویق" کہلائی۔

فتح خیبر کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کے ساتھ نکاح فرمایا۔ اگلے روز حضرت انس بن مالک کو ہدایت فرمائی کہ وہ لوگوں کو صفیہ کے ولیمہ کی دعوت پر بلا لائیں۔ ترمذی اور ابن ماجہ کی روایات کے مطابق ولیمہ میں کھجوریں اور ستّو تھے۔ بخاری کی روایت کے مطابق ستو، کھجور اور مکھن سے حلوہ بنا کر مہمانوں کی تواضع کی گئی۔

النسائی اور مسند احمد بن حنبلؒ کی روایات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھولنے میں اکثر ستو کا شربت نوش فرمایا۔ ابو داؤد کی ایک روایت میں نیند کے مقابلے میں کسی نے

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کو طعنہ دیا کہ ان کے چچیرے بھائی لوگوں کو شہد، ستو اور دودھ پلاتے ہیں۔

عن ابی بردۃ قال قدمت المدینۃ فلقی عبداللہ بن سلام فقال لی انطلق الی المنزل فاسقیك فی قدح شربہ فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصلی فی مسجد صلی فیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانطلقت معہ فاسقانی سویقا واطعمنی تمرا وصلیت فی مسجدہ۔ (بخاری)

(ابی بردہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو میری ملاقات حضرت عبداللہ بن سلام رضؓ سے ہوئی۔ انہوں نے مجھے اپنے پاس اُترنے کی دعوت دے کر فرمایا کہ میں تمہیں اس پیالہ میں پلاؤں گا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا اور اس مسجد میں نماز پڑھواؤں گا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی پس میں ان کے پاس اُتر گیا اور اُنہوں نے مجھے سَتّو اور کھجور کھلائے۔ اور میں نے اِن کی مسجد میں نماز پڑھی۔

اسی حدیث کو مختصر صورت میں بھی بخاری ہی نے سعید بن بردہ سے بیان کیا ہے جنھوں نے اسے اپنے والد محترم سے روایت کیا ہے۔

اتیت المدینۃ فلقیت عبداللہ بن سلام فقال الا تجیٔ فاطعمك سویقا وتمرا۔

سَتّو پینے کے بارے میں النسائی، ابوداؤد، بخاری، ابن ماجہ، ترمذی اور احمد بن حنبلؒ نے اکیس احادیث بیان کی ہیں جبکہ سَتّو ان کے علاوہ دوسری احادیث میں بھی مذکور ہیں۔

جنگ کے دوران مجاہدین کا راشن ستو اور کھجور پر مشتمل رہا ہے۔ اور اس غذا سے ان کو اتنی تقویت حاصل ہوتی تھی کہ وہ سفر کی صعوبتیں برداشت کرنے کے علاوہ دشمن سے مقابلہ میں جسمانی طور پر بھی برتر ثابت ہوئے تھے۔ دن بھر کے روزہ کی کمزوری کو رفع کرنے کیلئے افطاری کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ستو پسند فرمائے۔

محدثین کے مشاہدات:

جو کھانے سے قوت حاصل ہوتی ہے۔ شاید یہی مشاہدہ تھا جسے علامہ اقبال نے اپنے ایک شعر میں بیان کیا ہے۔

ہے جہاں میں نانِ شعیر پر
مدار قوتِ حیدری

جو جسمانی کمزوری کے علاوہ کھانسی اور حلق کی سوزش کے لیے مفید ہیں۔ معدہ کی سوزش کو ختم کرتے ہیں۔ جسم سے غلاظتوں کا اخراج کرتے ہیں۔ پیشاب آور ہیں۔ پیاس کو تسکین دیتے ہیں۔ ابن القیمؒ نے جو کے پانی کو پکانے کا جو نسخہ بیان کیا ہے۔ اس کے مطابق جو کے دانوں سے پانچ گنا پانی ان میں ڈال جائے پھر انہیں اتنا پکایا جائے کہ پانی دودھیا ہو جائے اور اس کی مقدار میں کم از کم ایک چوتھائی کی کمی آ جائے ..... (اس غرض کے لیے اگر ثابت جو استعمال کرنے کی بجائے جو کا دلیہ استعمال کیا جائے تو جو سے حاصل ہونے والے فوائد اور زیادہ ہو جائیں گے)۔

یہ امر مرتبہ ہے کہ پکنے کے بعد جو کا پانی فوری اثر کر کے طبیعت کو بشاش بناتا ہے۔ جسم کو کمزوری کا مقابلہ کرنے کے لیے غذا مہیا کرتا ہے۔ اگر اسے گرم گرم پیا جائے تو اس کا اثر فوری شروع ہو کر جسم میں حرارت پیدا کرتا، مریض کے چہرے پر شگفتگی لاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کے فوائد میں دو اہم باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔

۱۔ مریض کے دل سے بوجھ کو اُتار دیتا ہے۔

۲۔ غم اور فکر سے نجات دیتا ہے۔

کیمیاوی ساخت :

برطانوی محقق چرنح نے جو کا ان الفاظ میں کیمیاوی تجزیہ بیان کیا ہے۔

ALBUMINOIDS	۱۱٫۵
STARCH	۷۰
FAT	۱٫۳
FIBRE	۲٫۶
ASH	۲٫۱
WATER	۱۲٫۵

اس میں چکنائی تیل کی مرکب میں لحمیات GLUTEN — LEUCOSIN

ALBUMIN کی شکل میں ۔ نائٹروجن کے کمپاؤنڈ PALMATIC — SILICIC

PHOSPHRIC LAURIC ACID HYPOXANTHINES

بھی ملتے ہیں۔ نشاستہ خوردنی اجناس کا لازمی حصہ ہے۔ نشاستہ کے وہ دانے جو گندم میں پائے جاتے ہیں جو سے بڑے ہوتے ہیں۔

برٹش فارماکوپیا نے جو سے MALT EXTRACT تیار کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ جس میں لحمیات کی مقدار چار فیصدی۔ نشاستہ اور شکر کو ہضم کرنے والے جوہر اور وٹامن پائے جاتے ہیں۔ عام حالات میں مالٹ ایکسٹریکٹ بدمزہ دوائیوں خاص طور پر مچھلی کے تیل کے ذائقہ کی اصلاح کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر برٹش فارماکوپیا کی تعریف کے مطابق یہ بذاتِ خود بھی توانائی کا ذریعہ ہے۔

بعض کیمیا دانوں نے جو میں سنکھیا کی موجودگی کا ذکر کیا ہے۔ ندکارنی نے حکومت اتر پردیش کے حوالہ سے جو میں سنکھیا کی مقدار ایک ہزار گرام میں پچاس ملی گرام بیان کی ہے۔ جبکہ برطانوی معیار سے دس لاکھ میں اس کا زیادہ سے زیادہ ایک حصّہ ہو سکتا ہے۔

کُتب مقدسہ میں جَو کا ذکر:

توریت۔ زبور اور انجیل میں جو کا ذکر اکیس مرتبہ آیا۔ جن سے ان کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

..... اگر کوئی شخص اپنے موروثی کھیت کا کوئی حصّہ خداوند کے لیے مقدس قرار دے تو قیمت کا اندازہ کرتے وقت یہ دیکھنا کہ اس میں کتنا بیج بویا جائے گا جتنی زمین میں ایک خومر کے وزن کے برابر جو بو سکیں اس کی قیمت چاندی کی پچاس مثقال ہو۔ (احبار ۱۷-۱۶ : ۲۷)

وحی میں مذکور اچھی چیزوں کا ایک تذکرہ توریت میں ان کے فوائد کے ساتھ یوں مذکور ہے۔

..... وہ ایسا ملک ہے جہاں گیہوں اور جو اور انگور اور انجیر کے درخت اور انار ہوتے ہیں۔ وہ ایسا ملک ہے جہاں روغن دار زیتون اور شہد بھی ہے۔ اس ملک میں روٹی تجھ کو بافراط ملے گی۔ اور تجھ کو کسی چیز کی کمی نہ ہو گی کیونکہ اس ملک کے پتھر بھی لوہا ہیں۔ (استثناء ...۹-۸ : ۸)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں میں عام خوراک جو کی روٹی اور مچھلی تھی۔ ان کے اجتماعی کھانے کی روئیداد انجیلِ مقدس میں یوں مذکور ہے۔

..... یہاں ایک لڑکا ہے جس کے پاس جو کی پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں ہیں مگر یہ اتنے لوگوں میں کیا ہیں؟

..... چنانچہ انہوں نے جمع کیا اور جَو کی پانچ روٹیوں کے ٹکڑوں سے جو کھانے والوں سے بچ رہے تھے بارہ ٹوکریاں بھریں۔ (یوحنا ۔ ۹/۱۳ : ۶)

اسی حزقی ایل میں بھی جو کی روٹیوں اور ان کو پکانے کے ساتھ مختلف دالوں کا ذکر ملتا ہے۔ مگر اہم تذکرہ پہلی روایت کا ہے جس میں وہ تمام چیزیں آگئیں جن کا قرآن مجید اور بارگاہِ نبوت سے بطور اچھی چیزوں کے ذکر ہوا۔ اس کے بعد ان کے فوائد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ اس ملک میں جہاں یہ چیزیں ہیں پتھر بھی فولاد کی طرح مضبوط ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ انسان جو ان چیزوں کو کھائے گا کیسے کمزور رہ سکتا ہے۔

اطبائے قدیم کے مشاہدات

جَو کے بارے میں حکمائے قدیم نے بڑے اہم تجربے کیئے ہیں۔ بوعلی سینا نے لکھا کہ جَو کھانے سے جو خون پیدا ہوتا ہے وہ معتدل۔ صالح اور کم گاڑھا ہوتا ہے۔ فردوس الحکمت میں لکھا ہے کہ جَو کو اس کے وزن سے پندرہ گنا پانی میں اتنی دیر ہلکی آگ پر پکایا جائے کہ تیسرا حصہ اڑ جائے۔ یہ پانی جسم کی تقریباً ایک سو بیماریوں میں مفید ہے۔ شمس الدین ثمرقندی اسے فوائد کے لحاظ سے گندم سے کم تر درجہ دیتا ہے۔ مگر وہ گندم سے فضیلت دیتا ہے کہ جسم کی گرمی اور تپش کو کم کرتا ہے۔

ویدک طب میں اسے بھاری پن کو کم کرنے والا چہرے کو نکھارنے والا پیٹ کو کم کرنے والا قرار دیا جاتا ہے۔ بدن کو مضبوط کرتا ہے۔ چونکہ یہ جلد ہضم ہو جاتا ہے، اس لیے کمزوری اور بدہضمی کے مریضوں کے لیے غذا اور دوا ہے۔ وید اسے بھوک بڑھانے کا باعث مانتے ہیں۔ پیٹ سے ہوا نکالتا اور ملین ہے۔ اس کا گرم پانی پینے سے گلے کی سوزش میں کمی آتی ہے۔

اس کا حریرہ قابض دواؤں کے ساتھ دست روکتا ہے۔ جو کا آٹا گوندھ کر اس

میں چھاچھ ملاکر پینے سے صفراوی تے ۔ پیاس کی شدت اور معدہ کی سوزش میں فائدہ ہوتا ہے ۔

اطباء نے اعصابی دردوں ۔ اورام ۔ سوزشوں اور خارش کی مختلف اقسام میں جَو کے استعمال کو مفید بتایا ہے ۔ جو کا آٹا سرکہ میں گوندھ کر ہر قسم کی خارش میں لگانا مفید ہے ۔ سر کی پھپھوندی کو دور کرتا ہے ۔ جَو کے آٹے کو شہد کے پانی میں گوندھ کر لیپ کریں تو بلغمی اورام تحلیل ہوتے ہیں ۔ سفرجل (بہی) کا چھلکا اُتار کر اسے جَو اور سرکہ کے ساتھ پیس کر جوڑوں کے درد اور اعصابی دردوں پر لگانا نفع آور ہے ۔ جَو کے ساتھ تخم خیارین پیس کر پلورسی ۔ پلستان کے درد میں لگانا مفید ہے ۔

جَو اور گیہوں کی بھوسی کو پانی میں ابال کر اس پانی سے کلیاں کریں تو دانت کا درد جاتا رہتا ہے ۔

جدید تحقیقات :

اپنے افعال اور اثر کے لحاظ سے جَو مقوی غذا ۔ مقامی طور پر قابض اور بلغم کو مقامی طور پر تسکین دینے والے ہیں ۔

انگریزی جَو کے چار بڑے چمچے (۲½ اونس) چار سیر پانی میں اتنی دیر پکائے جائیں کہ پانی نصف رہ جائے ۔ یہ پانی بخاروں کی تپش ۔ پیشاب کی جلن ۔ مقعد کے ناسور کی جلن اور آنتوں کی سوزش میں مفید ہونے کے علاوہ غذائی کمی میں بھی مددگار ہے ۔ اس پانی میں دودھ اور کھانڈ ملاتے جا سکتے ہیں ۔ بعض لوگ اس میں لیموں نچوڑ لیتے ہیں ۔ اگر لیموں ڈالا جائے تو پھر دودھ شامل نہ کیا جائے ۔ اس نسخے کا موازنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسخہ سے کریں تو اس کی افادیت میں اضافہ کی اچھی راہ نکل آتی ہے ۔ حضورؐ کے نسخہ میں جَو کا دلیا دودھ اور شہد میں پکایا جاتا ہے ۔ اسی ترتیب سے جَو ابال کر ان میں شہد ملا کر دیا جائے تو اس میں غذائیت بھی بڑھے گی اور مقامی طور پر زیادہ سکون آور ہو گی ۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الخاصرۃ عرق الکلیۃ اذا تحرك اذی صاحبها فداوها بالماء المحرق والعسل۔

(ابوداؤد۔ مستدرك الحاكم الحارث، ابونعیم)

(گردے کا مرکز اس کی جان ہے۔ اگر اس میں سوزش ہو جائے تو جس کا گردہ ہے اسے بڑی اذیت ہوتی ہے۔ اس کا علاج اُبلے ہوئے پانی میں شہد ملا کر کیا جائے)

پانی کو ابالتے وقت اگر اس میں جو بھی شامل کر لیں تو فوائد سہ گنا ہو جائیں گے۔ یہ لذیذ شربت گردوں کی ہمہ اقسام کی سوزشوں۔ مثانہ کی سوزش اور معدہ کے السر میں کسی بھی دوائی سے زیادہ مفید اور فوری طور پر مؤثر پایا گیا۔

بھارتی ماہرین نے زچہ کے دستوں میں جو کے ساتھ مسور کی دال کو ابال کر یا یخنی میں جو ڈال کر دینا کمزوری کے لیے بھی مفید بیان کیا ہے۔ انہوں نے معدہ۔ آنتوں اور گلے کی سوزش کے لیے یہ نسخہ بڑا مجرب بیان کیا۔

انجیر خشک	(توڑ کر)	۲½ اونس
منقہ	"	۲½ اونس
سفوف ملٹھی		۲ چمچے چائے والے
جو کا پانی		۲ سیر
سادہ پانی		۱ سیر

جب یہ پانی پکنے پر آدھا رہ جائے تو اتار کر چھان لیں۔ آدھ پیالی چائے والی گرم گرم دی جائے۔ یہ نسخہ ایک تاریخی نسخے سے حاصل کیا معلوم ہوتا ہے۔ مکہ معظمہ میں جب حضرت سعدؓ بن ابی وقاص بیمار ہوئے تو ان کے لیے حکیم حارث بن کلدہ نے ایک طریقہ تجویز کیا۔ جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کے بعد اس طرح تیار کیا گیا تھا۔

الجیر خشک۔ ملٹھی۔ میتھرے۔ شہد۔ پانی

یہ فریقہ مریض کو نہار منہ گرم گرم پلایا جاتا ہے۔ بھارتی ماہرین کے نسخہ میں جو کی آمیزش ہے جبکہ اس نسخہ میں میتھرے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انجیر اور منقہ کو بیک وقت دینے سے منع فرمایا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بھارتی نسخہ میں اکثر مریضوں کو اسہال شروع ہو جاتے ہیں۔

باہر کا دودھ پینے والے بچوں کو اگر دودھ میں جَو کا پانی ملا کر دیا جائے تو ان کی آنتیں زیادہ تنومند رہتی ہیں۔ گردہ۔ مثانہ اور پیشاب کی نالی کی سوزش میں بھارتی ماہرین جو کے پانی میں صمغ عربی (کیکر کی گوند) کا سفوف بھی شامل کرتے ہیں جس سے جلن کو جلد آرام آ جاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسخہ کے مطابق اگر جو کے پانی میں شہد ملا کر دیا جائے تو اس کے فوائد زیادہ بہتر ہوتے ہیں۔ اسی نسخہ میں ہم نے تو ارشادِ نبویؐ کی تعمیل میں منقہ شامل کیا۔ فائدہ خوب رہا۔ اگر اس کے ساتھ کیکر کی گوند بھی شامل کریں تو فائدہ زیادہ بہتر ہو جائیگا۔

بمبئی کے ماہر غذا ڈاکٹر بربرا کی تحقیقات کے مطابق یورپ سے آنے والے PEARL BARELY کی نسبت دیسی جو تازہ ہونے کی وجہ سے زیادہ بہتر ہوتے ہیں۔ جو کے دانہ اور چھلکے کے درمیان وٹامین ب کی خاصی مقدار موجود ہوتی ہے۔ اگر جو کو دھو کر چھلکا اتارا جائے اور اس کے بعد اسے چمکانے کے لیے چمڑے کے رولروں سے پالش کیا جائے تو اس عمل سے وٹامین ب۔ ضائع ہو جاتی ہے۔ پاکستان کے شمال مغربی صوبہ کے جو غذائیت کے اعتبار سے ولائتی جو سے زیادہ صحت مند اور مفید ہوتے ہیں۔

ندکارنی نے جسمانی کمزوری اور خاص طور پر بخاروں کے بعد جو کا ایک مرکب پڈنگ کی صورت تیار کرنے کا نسخہ بیان کیا ہے۔ جو کے باریک آٹے کے چار بڑے چمچوں میں اُبلا ہوا دودھ آہستہ آہستہ ملا کر لئی سی بنا لیں۔ اس کے اُوپر اُبلے ہوئے گرم دودھ کے چائے والے چار پیالے ڈال کر پلائے جائیں۔ پھر اس میں تھوڑا سا مکھن ملائیں۔

ایک بڑا چمچہ کھانڈ ملائیں۔ پھر اس میں سنگترے یا لیموں کے چھلکے باریک کاٹ کر خوشبو کے لیے ملائیں۔ دوسرے برتن میں دو انڈے توڑ کر انہیں بلوئی یا چمچہ سے اتنا ہلائیں کہ جھاگ جھاگ ہو جائیں۔ ان انڈوں کو دودھ اور جَو والے برتن میں ملا کر یہ سارا مرکب کیک بنانے والی بھٹی یا OVEN میں رکھ کر ڈیڑھ گھنٹہ ہلکی آنچ پر پکائیں۔ بعض لوگ اس کے ذائقہ کو سنوارنے کے لیے تھوڑا سا سنگترے کا جوس بھی ملا لیتے ہیں۔ یہ پڈنگ بڑی مفید بنائی جاتی ہے۔ اس طویل نسخہ کے مقابلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبینہ کا نسخہ دیکھئے کہ کٹے ہوئے جو میں پانی ڈال کر اسے ابال کر نرم کر لیں۔ حسبِ ضرورت دودھ اور شہد ملا لیں۔ تلبینہ یا پڈنگ تیار ہے۔

قدیم یونان میں جب اولمپک کھیلیں شروع ہوئیں تو کھلاڑیوں میں توانائی پیدا کرنے کے لیے جو خاص خوراکیں تجویز کی گئیں ان میں جو کی روٹی زیادہ اہم تھی۔

برٹش فارماکوپیا نے جو کو بھگو کر پھر اس سے کونپلیں نکال کر زیادہ پھوٹے ہوئے جو سے ایک مرکب MALT EXTRACT تیار کرنے کا نسخہ بنایا۔ یہ مالٹ ایکسٹریکٹ کمزوری میں مفید ہے۔ اس میں غذا کو ہضم کرنے والے جوہر اور وٹامین پائے جاتے ہیں۔

برٹش فارماکوپیا نے اس مالٹ ایکسٹرکٹ کو بدمزہ ادویہ خاص طور پر مچھلی کے تیل میں ملا کر اس کے ذائقہ کی اصلاح کا مشورہ دیا ہے۔ حال ہی میں ایک پاکستانی ادارہ نے اسی مالٹ ایکسٹریکٹ سے سرکہ تیار کیا ہے۔ اس میں سرکہ کے جملہ فوائد کے ساتھ ساتھ جو کی غذائیت اور مالٹ ایکسٹریکٹ کے ہاضم اثرات شامل ہیں۔

حکومت بمبئی کے محکمہ زراعت نے جو کے آٹے سے گولے بنا کر ان کو پکانے کے بعد اضافی خوراک کے طور پر استعمال کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ اور اسی محکمہ نے قرار دیا ہے کہ گھوڑوں اور مویشیوں کے لیے جو کا بھوسہ ایک اچھی خوراک ہے مگر اس کی افادیت گندم سے کم ہے۔ اس کے برعکس پنجاب میں گھوڑوں کی خوراک میں مکی اور جوی کو

تجربات سے زیادہ افضل پایا گیا ہے۔

شراب اور جو:

جو کے پانی میں خمیر اٹھا کر اس میں ہاپس کے پھول ڈال کر بیئر شراب تیار کی جاتی ہے جس میں الکحل کی مقدار ۸ - ۳ فیصدی کے درمیان ہوتی ہے۔ یہ مشروب انگلستان جرمنی اور سکنڈے نیویا میں موسم سرما کے دوران بھی بڑی رغبت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ انہی ممالک میں بعض ناخواندہ علماء کی رائے میں جو کا وہ پانی جس میں معمولی خمیر اٹھا ہوا استعمال کرنا حرام نہیں۔ کیونکہ اس کی معمولی مقدار سے سکر کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی۔ اس مشروب کو جب باقاعدہ کشید کیا جائے تو اس سے وسکی تیار ہوتی ہے جو کہ تیز ترین اور منشی شرابوں میں سرِفہرست ہے۔

الکحل والے تمام مشروبات کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بنیادی اصول یہ ہے کہ

(ان کی مقدارِ خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ مطلقاً حرام ہے)

الکحل اور منشیات میں کسی بیماری سے کوئی شفا نہیں۔ ان کی معمولی مقدار جگر۔ دماغ اور گردوں کو خراب کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔ اس لیے ان کو کسی بھی صورت میں دوا قرار دینا طبی نقطہ نظر سے درست نہیں۔

جدید مشاہدات: احادیث میں جو کے فوائد کی روشنی میں معدہ اور آنتوں کے السر کے مریضوں کو صبح کے ناشتہ میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم نسخہ کے مطابق تلبینہ دیا گیا۔ السر کا ہر مریض دو سے تین ماہ میں تندرست ہو گیا۔ ایک خاتون کو علامات کے ختم ہونے پر یقین نہ آیا تو وہ مزید معائنوں کے لیے امریکہ گئیں۔ وہاں پر انہیں بتایا گیا کہ معدہ اور آنتیں مکمل طور پر ٹھیک ہو چکے ہیں۔ جبکہ بہترین علاج کے مطابق یہ مقام دو سال سے

کم عرصہ میں نہیں آتا۔

پیشاب میں خون اور پیپ کے مریضوں میں وجہ جو کوئی بھی ہو مناسب علاج کے ساتھ جو کا پانی اگر شہد ڈال کر پلایا جائے تو یہ تکلیف پندرہ روز میں ختم ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات یہی طریقہ پتھری نکلنے کا باعث بھی ہوا۔

پرانی قبض کے لیے جو کے دلیا سے بہتر اور محفوظ کوئی دوائی دیکھی نہ گئی۔

ہمارا طویل ذاتی مشاہدہ ہے کہ خون کی کولیسٹرول کو کم کرنے میں جو کے دلیا سے کوئی دوائی زیادہ مفید نہیں۔

اب یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ گئی ہے کہ جو کا دلیا (تلبینہ) کھانے سے خون ہی کولیسٹرول کم ہو جاتی ہے۔ امریکی رسالہ "ریڈرز ڈائجسٹ" کے پچھلے سال مشاہدات پر مبنی ایک طویل مضمون میں بتایا ہے کہ جئی کا دلیا Quacker Oats کھانے سے دل کے دورہ کا خدشہ کم ہو جاتا ہے اور خون کی کولیسٹرول کم ہو جاتی ہے۔

ہم نے پچھلے پندرہ سالوں میں ارشادِ نبویؐ کی روشنی میں دل کے ہر مریض کو بلڈ پریشر سمیت، نہار منہ جو کا دلیا شہد ڈال کر دیا۔ نتائج ہمیشہ شاندار رہے کیونکہ اس بارگاہ سے حاصل ہونے والا نسخہ کبھی ناکام نہیں ہو سکتا۔

التلبينه مجمة لفواد المريض۔
(تلبینہ دِل کے تمام مسائل کا مکمل علاج ہے)
(بخاری و مسلم)

حبّ الرشاد ـــ الثفا

WATER CRESS

LEPIDIUM SATIVUM

حب الرشاد ایک قدیم دوائی ہے جس کا ذکر پرانی کتابوں میں مختلف ناموں سے ملتا ہے ۔ محدثین نے اسے حرف کا نام دیا ہے ۔ جبکہ احادیث میں اسے الثفار کا نام میسر ہے یہ ادھ میٹر سے کم بلندی کی جھاڑیاں ہیں جو سارے ایشیا میں کاشت کی جاتی ہے ۔ اس کے پتوں کو کھانے میں سلاد کے طور پر شوق سے کھایا جاتا ہے ۔ کہتے ہیں کہ اس پودے کا اصل وطن حبشہ ہے ۔ جہاں سے لوگ اسے فوائد کی بنا پر ایشیائی ملکوں میں لے آئے ۔ اس کے پتوں کا جوشاندہ بڑے شوق سے پیا جاتا ہے ۔ عرب میں ان سوکھے ہوئے پتوں کو " الشیح " کہتے ہیں ۔ افغانستان کی الشیح زیادہ خوشبودار ہوتی ہے ۔ مزار شریف کے علاقہ میں پائے جانے والی یہ گھاس قہوہ میں استعمال ہوتی ہے ۔ آج کل پاکستان کے بازاروں میں افغان قہوہ کے نام سے بڑی مقبول ہو رہی ہے ۔ جس کی زیادہ وجہ اس کی الائچی کی مانند خوشبو ہے ۔ یورپ میں اسے کہتے ہیں ۔

ان جھاڑیوں کو پھلیاں لگتی ہیں ۔ جن میں گلابی رنگ کے چھوٹے چھوٹے بیج ہوتے ہیں ۔ ان بیجوں کو حب الرشاد یا حالیوں یا حرف کہتے ہیں ۔ بعض اطباء نے اسے جرجیر بھی قرار دیا ہے ۔ ماہرین نباتات نے جرجیر اور الثفا کو دو مختلف چیزیں قرار دیا ہے ۔ جرجیر اصل میں ERUCA STAIVA ہے اسے سفید سرسوں بھی کہتے ہیں اور یہ اسی کی اقسام میں سے ہے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محمد احمد ذہبیؒ نے ایک روایت

منسوب کی ہے۔

الجرجیر بقلة خبیثة ، کانی اراھا تنبت فی النار " (الطب النبویؐ)

(جرجیر ایک اذیت دینے والی بناتات ہے۔ مجھے ایسے لگتا ہے۔ جیسے کہ یہ آگ سے پیدا ہوتی ہے)۔

احادیث میں حب الرشاد کی تعریف کی گئی ہے۔ جبکہ جرجیر کی شدید مذمت کی گئی ہے۔ ان دو روایات سے بھی دونوں کا علیحدہ ہونا واضح ہو جاتا ہے۔

ارشاداتِ نبویؐ

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اور حضرت ایان بن صالح بن انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بخروا بیوتکم بالشیح والمر والصعتر (بیھقی)

(اپنے گھروں میں حب الرشاد۔ مر اور صعتر سے دھونی دیتے رہا کرو)۔

اسی مؤلف نے عبداللہ بن جعفر سے ایک اور روایت نقل کی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بخروا بیوتکم باللبان والشیح (بیھقی)

(اپنے گھروں میں لوبان اور حب الرشاد کی دھونی دیتے رہا کرو)۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیکم بالشفاء ، فان اللہ جعل فیہ شفاء من کل داءٍ۔

(تمہارے پاس الشفاء موجود ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری سے شفاء رکھی ہے)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ماذا فی الامرین من الشفاء؟ الثفاء والصبر (ابوداؤد)

(کیا تم نہیں جانتے کہ کن دو کاموں میں شفا ہے۔ الثفا اور صبر میں)۔

یہی روایت حضرت قیس بن رافع القیسی سے بھی مذکور ہے)

محدث ابوعبیدؒ کہتے ہیں کہ الثفا سے مراد حرف ہے۔ محمدؐ احمد ذہبی اسی تحقیق کو ابوعبداللہ سے بھی منسوب کرتے ہیں۔ ابوحنیفہؒ دینوری الثفاء کی تشریح میں بیان کرتے ہیں۔

"ھٰذا ھو: الحب الذی یتداوی بہ، وھو، الثفاء، الذی جاء فیہ الخبر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ونباتہ یقال لہ: الحرف، و تسمیہ العامۃ: حب الرشاد۔"

(یہ وہ بیج ہیں جن سے لوگ علاج کرتے ہیں۔ اسے الثفاء کہتے ہیں۔ یہ وہی ہے جس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ یہ وہ نباتات ہیں جسے حرف کہتے ہیں۔ اور عوام الناس میں حب الرشاد کے نام سے مشہور ہے)۔

اطباء قدیم میں سے سب ہی نے الثفاء کو حرف اور حب الرشاد قرار دیا ہے۔ طب نبویؐ کے متقدمین میں محدثین ابوبکر ابن القیم اور محمد احمد ذہبیؒ نے بھی اسے حرف کے عنوان سے بیان کیا ہے۔ محققین جدید میں ندکارنی نے حرف کو حب الرشاد قرار دیا ہے۔ البتہ کرنل چوپڑا نے حرف کا تذکرہ نہیں کیا۔

صبر سے مراد مصبر ہے۔ جس کی تائید میں ابوداؤد نے حضرت ام سلمہؓ سے یہ روایت بیان کی۔

دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین توفی ابوسلمۃ قد جعلت الیّ صبرا فقال:

ماذا یا ام سلمۃ؟ فقلت انما ھو صبر یا رسول اللہ، لیس فیہ طیب۔ قال انہ یشب الوجہ؟ فلا تجعلیہ الا باللیل ونھی عن النھار۔

(ابو سلمہؓ کی وفات کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو انہوں نے صبر میرے سامنے رکھا اور پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی کہ یہ صبر ہے اور اس میں خوشبو نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ چہرے کو نکھارتا ہے۔ لیکن اسے رات کے علاوہ نہ لگانا۔ انہوں نے اسے دن کو لگانے سے منع کیا ہے)

محدثین کے مشاہدات:

اس کی دھونی کیڑوں مکوڑوں کو ہلاک کر دیتی ہے اسے شہد میں ملا کر اگر پیٹ پر لیپ کیا جائے تو طحال کے ورم کو دور کرتی ہے۔ اس کا جوشاندہ سر میں ڈالنے سے گرتے بال رک جاتے ہیں۔ اسے جو کے آٹے میں ملا کر سرکہ میں حل کر کے کسی چوٹ یا ورم پر لیپ کیا جائے تو پٹھوں کی اکڑن اور عرق النساء کو دور کرتی ہے۔ اسے پانی میں گھول کر پھنسیوں پر لگایا جائے تو وہ بیٹھ جاتی ہیں۔ اسی طرح یہ کمر اور جوڑوں کے درد میں بھی مفید ہے۔ اگر اسے جلا کر برص پر لگایا بلکہ ساتھ پلایا بھی جائے تو اسے دور کرتا ہے۔ پھلبہری کے علاوہ اس کا لگانا چھیپ میں بھی مفید ہے۔

جالینوس کے حوالہ سے ابن القیمؒ کہتے ہیں کہ یہ رائی کی مانند ہے ان کے فوائد بھی تقریباً ایک جیسے ہیں۔ یہ طبیعت کی ٹھنڈک کو دور کرتی ہے۔ اور پیٹ سے چھوٹے بڑے تمام کیڑے نکال دیتی ہے، قوت باہ میں اضافہ کے ساتھ تلی کی ورم کو کم کرتی ہے۔

اسے مہندی کے پتوں کے ساتھ پکا کر پیا جائے تو سینہ کے اندر جمی ہوئی بلغم کو اکھاڑ کر نکال دیتی ہے۔ اسی جوشاندہ کو پینے سے کیڑوں کے کاٹے کی زہر اُتر جاتی ہے۔ اس کا کھانا بھوک بڑھاتا ہے۔ دمہ کے دورہ کو کم کرتا ہے۔ سانس کی نالیوں کو کھولتا ہے۔ پھیپھڑوں کو صاف کرتا اور پٹھوں کی اکڑن کو دور کرتا ہے۔ اس کے پینے کے بعد بلغم پتلی ہو کر نکل آتی ہے۔ اگر حیض کا خون کم آرہا ہو تو اس کو بڑھا دیتی ہے۔

حب الرشاد کا جوشاندہ گرم گرم پینے سے قبض دور ہوتی ہے۔ پیٹ سے ریاح نکل جاتے ہیں اور قولنج کی دردوں کو دور کر دیتی ہے۔ اس کے گرم پانی سے کلّیاں کرنے سے مسوڑھوں کی سوجن جاتی رہتی ہے اور یہ پانی اگر سر میں ڈالا جائے تو سر سے پھپھوندی اور بفہ نکل جاتے ہیں۔

کیمیاوی ماہیت:

حب الرشاد کے بیجوں میں ایک گاڑھا نباتاتی تیل ہوتا ہے اور دوسرا فرازی یعنی VOLATILE OIL ہوتا ہے۔ اس کے عناصر ترکیبی میں کوبالٹ ایوڈین فاسفورس۔ پوٹاسیم اور گندھک کے علاوہ کئی ایک معدنی نمک اور وٹامن ب پائے جاتے ہیں۔ اس میں لیسدار مادے اور کڑوے عناصر بھی شامل ہیں۔ اس میں لحمیات کا سراغ بھی ملا ہے۔

اطبائے قدیم کے مشاہدات:

بھارت کے صوبہ اتر پردیش اور پنجاب میں اسے ہالیوں کہتے ہیں۔ اس کے سو تولہ بیجوں سے ۵ تولہ تیل نکل سکتا ہے۔ اگرچہ یہ خودرو بھی ہوتی ہے لیکن ویدک طب کی بھوت چکستا، اور "تالیف شریف" میں مزروعہ قسم کو فوائد کے لحاظ سے بہتر قرار

دیا گیا ہے۔

اس کا لیپ چہرے سے داغ دھبے اُتار دیتا ہے۔ بغلوں کی بو کو رفع کرتا ہے اور داد اور چھیپ میں مفید ہے۔

ان بیجوں کو انڈے کی زردی کے ساتھ کھانے سے جسم فربہ ہو جاتا ہے۔ یہ بیج مقوی باہ ہیں۔ بچے والی عورتوں کے دودھ میں اضافہ کرتے ہیں۔ بعض اطبا نے اس کے بیجوں کو دودھ میں ابال کر پلانے سے عورتوں کے دودھ میں اضافہ کی نشان دہی کی ہے۔ ویدوں نے ان کو مصفی خون قرار دیا ہے۔

اس کے بیج پیس کر کھانے یا ان کا جوشاندہ پینے سے سینہ میں رکی ہوئی بلغم نکل جاتی ہے۔ سردی کی وجہ سے جو بھی عارضہ ہو دور ہو جاتا ہے۔ معدہ کا درد رفع ہو جاتی ہے۔ معدہ میں قوت آجاتی ہے۔ حاملہ عورت کو یہ جوشاندہ دینا نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ اس کے جوشاندہ سے زکام رفع ہو جاتا ہے۔ یہ ہلکی اور ملین ہے مگر چکنائی کے دستوں کو روکتی ہے۔ اورام کو تحلیل کرتی ہے۔ اس کا پینا سوزش اور کھجلی کے اثرات کو دور کرتا ہے۔ اندام نہانی اور بغلوں سے آنے والی بدبو کو ٹھیک کر دیتا ہے۔

اس کی ٹہنیوں کا جوشاندہ پینے سے سوکھی کھانسی اور دمہ کو فائدہ ہوتا ہے۔ اس کے شربت سے بواسیر میں بہنے والا خون رک جاتا ہے۔

حب الرشاد کا جوشاندہ بنانے کی نفقہ ترکیب یہ ہے کہ اس کے دو تولہ بیج نیم کوب کر کے اس کے ساتھ نیم کوب پونے چار ماشہ ملٹھی شامل کر لی جائے۔ پھر ساڑھے بارہ چھٹانک پانی میں ڈال کر برتن کو پوری طرح گل حکمت کر دیا جائے۔ اس طرح دس منٹ پکانے کے بعد اُتار کر چھان لیں۔

جدید مشاہدات بھارتی حکومت کے محکمہ طب کی سرکاری کتاب میں اسے منفعت

بلغم۔مشتی۔مدربول و مدرحیض اور محرک باہ قرار دیا گیا ہے۔جس کی وجہ سے اسے سعال۔ دمہ۔ضعف ہضم۔ضعف اشتہا۔ضعف باہ۔احتباس بول۔پیشاب کی کمی اور حیض کی کمی میں مفید قرار دیا گیا ہے۔

اسے چھیپ اور برص پر لگانا مفید ہے۔اس کے پتے پیشاب اور دودھ لاتے ہیں۔

بھاؤ پرکاش کے نسخہ کے مطابق اس کے بیجوں کو پانی کی اٹھ گنا مقدار میں ادھ گھنٹہ ابال کر اس پانی کے دو بڑے چمچے اس وقت تک دیتے رہیں جب تک کہ ہچکی دور نہ ہو جائے۔بیج پیس کر ان میں کھانڈ ملا کر اسہال اور بدہضمی میں مفید ہے۔بھارت میں عام کمزوری کے لیے اسے کھانڈ ملا کر گھی میں بھون کر سردی کے موسم میں بطور مقوی استعمال کرتے ہیں۔حب الرشاد کو دودھ میں پکا کر اس کی فرنی سی بنالی جاتی ہے۔اس کو کھانے سے دودھ میں اضافہ ہوتا ہے جسمانی دردیں ٹھیک ہو جاتی ہیں۔سیلان الرحم میں فائدہ ہوتا ہے۔اطباء کے نزدیک یہ فرنی مادہ منویہ کو گاڑھا کرتی ہے۔جب کہ ایک برطانوی محقق BELLEW نے مشاہدہ کیا ہے کہ دودھ میں حب الرشاد ملا کر پکا کر دینے سے حاملہ عورت کو اسقاط ہو سکتا ہے۔اس لیے یہ دوائی حاملہ عورتوں کو نہ دی جائے۔

"تازہ پتوں میں حیاتین" ج "کافی مقدار میں ہوتی ہے۔اترپردیش کے لوگ اس کے ساتھ گندم۔جائفل۔جلوتری۔الائچی خورد اور زعفران دودھ میں پکا کر برفی کی طرح کی ڈلیاں بنا لیتے ہیں جن کو سردی کے موسم میں ضعف باہ اور رحم کو ٹھنڈک سے محفوظ رکھنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

بیرونی استعمال میں لیموں کے عرق کے ساتھ حب الرشاد کا سفوف اورام کو دور کرنے میں مفید ہے۔جرمنی کے ڈاکٹر HONIG BERGER نے اسے دمہ میں مفید پایا۔

سعودی عرب میں الشیخ کا قہوہ دوا کے طور پر بڑا مقبول ہے۔ اگر کسی کے پیٹ میں درد ہو۔ یہ درد خواہ کسی وجہ سے بھی ہوا سے الشیخ کا قہوہ پلایا جاتا ہے۔ عجیب بات یہ کہ درد منٹوں میں جاتا رہتا ہے۔

حب الرشاد کو مر اور صعتر کے ساتھ کوئلوں پر ڈال کر کمروں میں جب دھونی دی گئی تو ہر قسم کے کیڑے مکوڑے ہلاک ہو گئے۔ بازار میں ملنے والی تمام کرم کش ادویہ سے یہ نسخہ زیادہ مفید اور محفوظ ہے۔

ہمارے ذاتی تجربات نہ صرف کہ ان بیانات کی تصدیق کرتے ہیں بلکہ ہم نے اس کے پتوں کے قہوہ کو وزن کم کرنے میں بڑا مفید پایا۔

حب الرشاد کا مرکہ جو آٹے میں پستر جوڑوں اور اعصاب کی درد میں مفید ہے۔

حب الرشاد کو بال اُگانے میں مُفید پایا گیا۔

حِنا ــ حِنا

HENNA

LAWSONIA ALBA

مہندی کا پودا دو میٹر کے قریب بلند اور ہندوپاکستان میں ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ اسے عام طور پر گھروں اور کھیتوں کے اردگرد باڑ لگانے کے لیے لگایا جاتا ہے۔ رات کو خوشبو دیتا ہے۔ بھارت میں فریدآباد اور پاکستان میں بھیرہ اور حیدرآباد کی مہندی زیادہ مقبول ہے۔ اس پودے کے پتے، شاخیں اور پھول دوا اور زیبائش کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

ارشاداتِ نبویؐ :

اُمّ المومنین حضرت ام سلمہؓ روایت فرماتی ہیں۔

کان لا یصیب رسول اللہ قرحۃ ولا شوکۃ الا وضع علیھا الحنا۔ (ترمذی۔ مسند احمد)

سلمہ نام کی مناسبت سے یہ بات مختلف کتابوں میں سلمہؓ جو کہ ام رافع اور نبی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھیں، سے بھی مروی بتایا گیا ہے۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی میں نہ تو ایسا کوئی زخم ہوا اور نہ ہی کانٹا چبھا جس پر مہندی نہ لگائی گئی ہو۔)

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما شکا الیہ احد وجعا فی راسہ، الا قال: احتجم، ولا شکا الیہ وجعا فی

رجلیہ ؛ الا قال لہ : اختضب بالحناء۔

(بخاری، ابوداؤد)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب بھی کوئی سر درد کی شکایت لے کر آیا۔ توآپ نے اسے پچھنے لگوانے کی ہدایت فرمائی۔ اور جس نے پیروں میں درد کی شکایت کی اسے مہندی لگانے کا مشورہ دیا گیا)۔

ایک دوسری روایت میں سر درد کے لیے بھی مہندی تجویز فرمائی گئی۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت فرماتے ہیں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الیہود والنصٰری لا یصبغون فخالفوھم۔ (مسلم، بخاری)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہودی اور عیسائی خضاب نہیں کرتے۔ تم ان کی مخالفت کرو)

دوسرے راویوں کے ذریعہ یہی ارشاد نسائی اور ترمذی نے بیان کیا ہے۔

عثمان بن عبداللہ ابن موہب بیان کرتے ہیں۔

ارسلنی اھلی الی ام سلمۃ بقدح من ماء وقبض اسرائیل ثلث اصابع من قصۃ فیہ شعر من شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان اذا اصاب الانسان عین او شیء بعث الیھا مخضبۃ فاطلعت فی الحجل فرایت شعرات حمرا۔ (بخاری)

میرے گھر والوں نے مجھے پانی کا پیالہ دے کر ام المومنین سلمہؓ کے پاس بھیجا۔ (اس پر حدیث کے راوی اسرائیل نے اپنی تین انگلیاں بند کر کے کہا کہ یہ پیالہ چاندی کا تھا) اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں سے چند بال تھے۔ اگر

کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی اور تکلیف ہوتی تو وہ پیالہ میں پانی ام سلمہ کو روانہ کرتا (جس میں وہ پیالی ڈبو دیتی تھیں) میں نے جھیلے میں جھانک کر دیکھا کہ وہ بال سُرخ تھے)۔

یہ حدیث دوسرے واسطوں سے بخاری اور دوسرے محدثین نے تواتر سے نقل کی ہے۔

ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ عبدالرحمان بن الاسود بن لیغوث ان کا ہم جلیس تھا۔ اس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔ ایک روز صبح آیا تو بالوں پر سرخ خضاب (مہندی) لگی تھی۔ لوگوں نے اس کی تعریف کی تو بتایا کہ میری ماں عائشہؓ زوجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لونڈی نخیلہ کے ہاتھ قسم دے کر حکم دیا کہ میں اپنے بال رنگوں۔ اور فرمایا کہ ابوبکر صدیقؓ بھی خضاب لگایا کرتے تھے۔ (موطا امام مالکؒ)

بخاری اور ترمذی میں حضرت انسؓ بن مالک کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ نبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں سفید بالوں کی تعداد بیس سے کم تھی۔ اس گنتی میں ترمذی کے پاس جابرؓ کی اضافی شہادت بھی موجود ہے۔

عبداللہؓ بن عمر بھی ان کے ہمنوا ہیں۔

سئل ابوھریرۃ ھل خضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم۔ (ترمذی)

(ابوہریرہ رض سے کسی نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خضاب لگایا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا۔ ہاں)۔

بشیرؓ بن خصاصیہ کی بیگم جہذمہؓ روایت کرتی ہیں۔

رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج من بیتہ ینفض راسہ وقد اغتسل وبراسہ ردغ او قال ردع من حناء۔ (ترمذی)

(میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر سے نکلتے دیکھا۔ وہ غسل کر کے

تشریف لا رہے تھے اس لیے اپنے سر کو جھاڑ رہے تھے۔ آپ کے سر پر مہندی کا رنگ نظر آ رہا تھا)

عبداللہ بن عبدالرحمٰن۔ عمرو بن عاصم اور حماد بن سلمہ نے امام عیسیٰ ترمذی کی روایت کے مطابق انسؓ مالک کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال دیکھے جن پر خضاب لگا ہوا تھا۔

واثلہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

علیکم بالحناء فانہ نور رؤسکم ویطھر قلوبکم ویزید فی الجماع وھو شاھد فی القبر۔ (ابن عساکر)

(تمہارے پاس مہندی موجود ہے۔ یہ تمہارے سروں کو پر نور بناتی ہے تمہارے دلوں کو پاک کرتی ہے۔ قوتِ باہ میں اضافہ کرتی ہے اور قبر میں تمہاری گواہ ہوگی)۔

کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ مسح یدہ علی رأسہ ثم قال: علیکم بسید الخضاب الحناء یطیب البشرۃ ویزید فی الجماع۔ (ابو نعیم)

(میں بارگاہِ رسالت میں حاضر تھا۔ حضورِ اکرمؐ نے اپنا ہاتھ سر پر پھیرتے ہوئے فرمایا تمہارے لیے تمام خضابوں کی سردار مہندی ہے۔ جو کہ چہرے کو نکھارتی ہے اور قوتِ باہ میں اضافہ کرتی ہے)

حضرت انسؓ بن مالک روایت کرتے ہیں۔

اخضبوا بالحناء فانہ یزید فی شبابکم وجمالکم ونکاحکم۔ (ابو نعیم)

(مہندی کا خضاب لگاؤ کہ یہ جوانی کو بڑھاتی حسن میں اضافہ کرتی اور باہ کو

بڑھاتی ہے)۔

حضرت ابوذر غفاریؓ روایت فرماتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان احسن ماغیرتم بہ الشیب الحناء والکتم ویکرہ

السواد۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابونعیم، ابن ماجۃ)

(بڑھاپے کو بدلنے کی بہترین ترکیب مہندی اور وسمہ ہیں۔ مگر انہوں نے سیاہ

رنگ سے نفرت فرمائی)

کتم کے پتے زیتون کی مانند ہوتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ مہندی اور کتم کا خضاب لگایا کرتے تھے۔ (بخاری اور مسلم) کی روایت کے مطابق جب حضرت ابوبکرؓ کے والدِ محترم فتح مکہ والے دن دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے تو ان کی سفید داڑھی دیکھ کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کو مہندی اور وسمہ لگایا جائے۔ مگر اس سے وہ وسمہ مراد نہیں جو ہمارے یہاں عام طور پر ملتا ہے۔ جس سے بالوں کا رنگ بالکل سیاہ ہو جاتا ہے۔ کتم کا ایک حصہ تین گنا مہندی میں ملا کر خضاب لگایا جائے تو مہندی کی سُرخی گہرے بادامی رنگ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

مہندی کے بارے میں ایک غلط فہمی

کریمہ بنت ہمامؓ روایت فرماتی ہیں۔

ان امراۃ سألت عائشۃ عن خضاب الحناء فقالت لاباس

ولکنی اکرھہ کان حبیبی یکرہ ریحہ۔ (ابوداؤد، النسائی)

(ایک عورت نے حضرت عائشہؓ سے مہندی کا خضاب لگانے کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا کوئی مضائقہ نہیں لیکن میں اسے اس لیے پسند نہیں کرتی کہ میرے محبوب (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس کی بُو ناپسند تھی)۔

علامہ شبلی نعمانیؒ نے اس حدیث کو سند بنا کر مہندی لگانے کو ناپسندیدہ قرار دیا۔ جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مہندی لگانا متعدد احادیث سے ثابت ہے۔ حضرت عائشہؓ ہی سے روایت ہے۔

قالت اومت امراۃ من وراء ستر بیدھا کتاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدہ فقال ما ادری اید رجل او ید امراۃ قالت بل امراۃ قال لو کنت امراۃ تغیرت اظفارک یعنی بالحناء۔ (ابوداؤد، النسائی)

(ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پردہ کے پیچھے سے خط دینے لگی انہوں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا میں نہیں جانتا کہ یہ ہاتھ مرد کا ہے یا عورت کا۔ اس نے کہا کہ عورت کا۔ فرمایا کہ اگر تو عورت ہے تو پھر کم از کم اپنے ناخن ہی مہندی سے رنگ لیتی)۔

انہی دو کتابوں سے یہ حدیث اس امر کا ثبوت ہے کہ کریمہ بنت ہمامؓ والی حدیث مشتبہ ہے۔

کُتب مقدسہ:

مہندی زمانہ قبل از تاریخ سے مستعمل ہے۔ مصر قدیم میں اسے مقبولیت حاصل تھی۔ مصری عورتیں چونا ملا کر اسے ہاتھوں اور بالوں پر لگاتی تھیں۔ معبدوں میں لوبان اور دوسرے اجزاء کے ساتھ مہندی ملا کر خوشبو کے لیے جلائی جاتی تھی۔ ماہرین مصریات کا خیال ہے کہ آرائش جمال کے علاوہ مہندی کا استعمال برکت حاصل کرنے کے لیے بھی کیا جاتا تھا۔ فراعین مصر مہندی کو پسند کرتے تھے۔ وہ خود مہندی لگاتے تھے

مہندی میں رنگے کپڑے استعمال کرتے تھے۔ اپنی خواتین کے جسم سے مہندی کی خوشبو پسند کرتے تھے اور مرنے کے بعد اپنے مقابر میں مہندی کے پتے خوشبو اور کپڑوں کوڑوں کو دور رکھنے کے لیے استعمال کرتے تھے۔ جب قدیم مقبروں کو اب کھولا گیا تو اکثر بادشاہوں کے کفن مہندی سے رنگے ہوئے ملے اور یہ رنگائی ان پتوں سے علاوہ بھی چونا یونوں میں رکھے گئے تھے۔

یہودی علماء کو مہندی کا رنگ اور خوشبو ناپسند تھے۔ اس لیے جب بنی اسرائیل دریائے نیل کے کنارے پہنچے تو ان علماء نے خواتین کو مہندی لگانے سے روک دیا۔ یہی کیفیت عیسائی علماء کی رہی ہے۔ ان کی مہندی سے نفرت انہیں بڑھاپے میں خضاب لگانے سے مانع رہی ہے۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کلیسائی تصویروں میں ان کی زلفوں اور داڑھی پر مہندی کا رنگ غالب معلوم ہوتا ہے۔

اسی پس منظر کے پیشِ نظر پیغمبرِ اسلام ؐ نے فرمایا مہندی لگا کر یہودیوں اور عیسائیوں کی مخالفت کرو۔

یونانی حکماء مہندی سے واقف تھے۔ بقراط نے کروما نام کی جس نباتات کا ذکر کیا ہے اطباء نے اسے مہندی قرار دیا ہے۔ کنگ جیمس نے جب توریت اور انجیل کا ترجمہ کیا تو مہندی کے لیے کیمفائر کا لفظ استعمال کیا جبکہ یونانی زبان میں اسے کیپرس کہا جاتا ہے۔

مہندی کو ہندو مذہب، جین مت اور بدھ عقائد میں اہمیت رہی ہے۔ مندروں میں جلائے جانے والی خوشبوؤں میں مہندی ملائی جاتی رہی ہے۔ دلہن کے ہاتھوں کو مہندی اور بعض خواتین سہاگ کی مانگ بھرتے میں سیندور کے ساتھ مہندی بھی ملاتی رہی ہیں۔ قدیم سنسکرت کتابوں میں مہندی کا ذکر اتنی اہمیت کے ساتھ ملتا ہے کہ دلہن کے سرپر سونے کے ساتھ مہندی کے پتوں کا حاشیہ لگا کر امراء اپنی بیٹیوں کو تاج

پہناتے تھے۔

توریت مقدس میں مہندی کا ذکر متعدد مقامات پر آتا ہے۔

میرا محبوب میرے لیے عین جدی کے انگورستان سے مہندی کے پھولوں کا گچھا ہے۔ (غزل الغزلات ۱-۱۵-۱۴)

دوسری جگہ اسی کتاب میں مذکور ہوا۔

تیرے باغ کے پودے لذیذ میوہ دار انار ہیں۔ مہندی اور سنبل بھی ہیں۔

(ب-۴-۱۳)

کیمیاوی ساخت

اس کے پتوں میں ۱۵-۱۲ فیصدی رنگ ہوتا ہے۔ جو کیمیاوی صنعت میں HENNA DYE کے نام سے مستعمل ہے۔ اس میں پیلے رنگ کی ایک گوند پائی جاتی ہے جو کہ الکحل اور ایتھر میں حل پذیر ہے۔ مقامی طور پر قابض ٹینک ایڈ کی قسم HANNO TANNIC ACID پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک GLUCOSIDE بھی موجود ہے۔

اس کی کیمیاوی ساخت کی روشنی میں درخت کے اجزا کے عمل کو کیمیا دانوں نے یوں تخصیص کیا ہے۔ درخت کی چھال مقامی طور پر قابض۔ مسکن اور مفرح ہے۔ جبکہ اس کے پتے دافع تعفن۔ بدبو کو مارنے والے محرک ہیں۔ مہندی کے پھول ٹھنڈک پیدا کرتے اور خواب آور ہیں۔ اس کی جڑیں چھال کی مانند ہیں۔ جبکہ اس کے بیج دافع تعفن ہیں۔

محدثین کے مشاہدات،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مہندی کی بار بار تعریف اور امام بخاریؒ

کی جانب سے کتاب التاریخ کی اس روایت

ما من شجرۃ احب الی اللہ من الحناء ۔

(اللہ کے نزدیک درختوں میں سب سے پیارا مہندی کا پودا ہے ۔)

کے بعد محدثین نے پوری توجہ اور اہمیت دی ۔ اصحابہؓ اور تابعین میں ابوبکرؓ ۔ عمرؓ ۔ ابوعبیدہؓ ۔ محمد ابن الحنفیہؒ ۔ محمد ابن سیرینؒ ۔ اپنے بال مہندی سے رنگتے تھے ۔

محدث عبداللطیفؒ بغدادی کہتے ہیں کہ اس کا آتشی رنگ دل پسند ہوتا ہے ۔ اس کا رنگ اور خوشبو محرک اعصاب ہیں ۔ اس کے لگانے سے اعصاب کو تحریک ہوتی ہے ۔ عبداللطیف کا یہ مشاہدہ محض خیال آرائی نہیں بلکہ جدید نفسیات میں مختلف رنگوں اور خوشبوؤں کے بصری اور ذہنی اثرات کے بارے میں خاصی تحقیق ہوئی ہے ۔ اور اب یہ بات ثابت ہے کہ خوشبو اور رنگ اعصاب اور باہ کو تحریک دینے کی اہلیت رکھتے ہیں ۔ اس کے لگانے سے ناخنوں کا پھٹنا ٹھیک ہو جاتا ہے ۔

محمد احمد ذہبیؒ بیان کرتے ہیں کہ کسی بھی زخم کے علاج کا بنیادی اصول یہ ہے کہ ۔ اس میں موجود رطوبت نکل جائے مزید پیدا نہ ہو اور اس میں تندرست گوشت پیدا ہو کر شگاف کو بھر دے ۔ مہندی کے اثرات میں یہ تینوں صفات بدرجہ اتم موجود ہیں ۔ مہندی کے پتے رات پانی میں بھگو کر صبح نچوڑ کر ان کا رس شکر ملا کر اگر چالیس دن لگاتار پیا جائے تو یہ نہ صرف کہ جذام کا علاج ہے بلکہ زخموں کو مندمل کر دے گا ۔

حافظ ابن القیم اپنے تجربات میں بیان کرتے ہیں کہ یہ آگ سے جلے ہوئے کا بہترین علاج ہے ۔ اس کو پانی میں ملا کر اگر غرارے کئے جائیں تو گلے ۔ منہ اور زبان کے تمام زخموں اور منہ پک جانے میں از حد مفید ہے ۔ اس کا لیپ گرم پھوڑوں اور سوزشوں کو کم کرتا اور اگر پھوڑے میں پیپ نہ پڑ گئی ہو تو اسے مندمل کر دیتا ہے ۔ اگر اس میں گرم کرے موم اور گلاب کا تیل ملا کر سینے کے اطراف اور کمر درد والے مقام پر لیپ

کریں تو درد جاتا رہتا ہے۔

یہ حقیقت مجرب اور آزمودہ ہے کہ چیچک کے مریض کے پیروں کے تلوؤں پر اگر مہندی صبح شام لگائی جائے تو اس کی آنکھیں بیماری سے محفوظ رہتی ہیں اور چیچک کے آبلے جلد خشک ہو جاتے ہیں۔

اگر اس کے پتے گرم کپڑوں میں رکھے جائیں تو ان کو کیڑا نہیں کھاتا۔ اس کی ایک عجیب صفت یہ ہے کہ اس کا خساندہ شکر ملا کر اگر چالیس دن پیا جائے تو ابتدائی جذام ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اس جوشاندہ کے ساتھ مریض کو مرغی کا گوشت کھانا چاہیے۔

مہندی کو اگر ناخنوں پر باقاعدہ لگایا جائے تو ان کو چمکدار اور خوبصورت بناتی ہے۔ پیروں پر لگانے سے ان کی جلد نرم ہوتی اور ٹانگوں کی پھنسیاں مندمل ہو جاتی ہیں۔ وہ ناخن جو چوٹ لگنے سے سیاہ پڑ جائے یا پھپھوندی لگ جانے سے متورم ہو جائے اس پر مہندی لگانے سے نیا ناخن صاف اور خوبصورت نکلتا ہے۔ اس غرض کے لیے ہمارے تجربہ کے مطابق اگر محلول میں تھوڑا سا سرکہ ملا لیں تو فائدہ جلد حاصل ہو جاتا ہے۔

اطبائے قدیم کے مشاہدات:

چینی طریقہ علاج میں مہندی کا ذکر پہلی مرتبہ شاہ کیا سنگ KIATSUNG کی مرتبہ کتاب الادویہ میں بطور مقوی ملتا ہے۔ اطبا ریونان اس کے قدر دان تھے جالینوس نے مہندی کا لیپ لگا کر چیچک کے مریضوں کی آنکھیں بچاتے کا نسخہ بیان کیا ہے۔ مصر۔ بھارت۔ مشرق وسطی اور اندلس میں اسے اہمیت حاصل تھی۔ یورپ میں اس کا پہلا تذکرہ برٹش فارما کو پیا کی پہلی اشاعت میں ملتا ہے۔ جن کے مطابق اس کے تازہ پتے کوٹ کر معدہ کے السر اور پیچش کے لیے مفید بتائے گئے

ابن زہر کہتا ہے کہ ناخن اگر ٹیڑھا ہو جائے تو مہندی کے پتے پیس کر مکھن میں ملا کر

لگانے سے ٹھیک ہو جاتا ہے۔ آگ سے جلے ہوئے پر اس پیس کر لگانا مفید ہے مہندی کو روغن زیتون میں ملا کر لگانے سے سر کی پھنسیاں ٹھیک ہو جاتی ہیں۔

حکیم کبیر الدین نے مہندی کو مصفی خون قرار دیا ہے۔ مسیح الملک حکیم جمیل خان نے کثرتِ حیض کی ایک ایسی مریضہ کو جس کا خون پورا مہینہ جاری رہتا تھا کو مہندی اور پھٹکری پیس کر دی۔ یہ مرکب پانی میں حل کر کے اس کی ہتھیلیوں پر لیپ کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ جریانِ خون دس منٹ میں بند ہو گیا۔ پھوڑے پھنسیوں کے لیے خاندان شریفی کے اطباء نے مہندی کا جوشاندہ پینے میں اور اس کا لیپ لگانے میں تجویز کر کے اچھے نتائج حاصل کئے ہیں۔

مہندی کا پھول سونگھنے سے گرمی سے ہونے والا سر درد جاتا رہتا ہے۔ مہندی کے پھولوں کو کسی تیل یا روغنِ زیتون میں ملا کر دھوپ میں رکھ کر ہلکی آنچ پر پکا کر مہندی کا تیل تیار کیا جاتا ہے۔ جس کی مالش سے پٹھوں کی اکڑن جاتی رہتی ہے۔

مہندی کے پتوں کو پانی میں رات بھر بھگو کر صبح اس کا پانی شکر ملا کر یرقان کے مریض کو دینا مفید ہے۔ اسی پانی کے پینے سے بڑھی ہوئی تلی بھی کم ہو جاتی ہے۔

جدید مشاہدات

اطباءِ قدیم اور محدثین نے مہندی کے مقامی استعمال سے جن فوائد کا ذکر کیا ہے۔ جدید تحقیق سے ان میں سے ہر بات ثابت ہو گئی ہے۔

مہندی میں رنگ کی موجودگی سے لوگوں نے خضاب کا کام لینے کی کوشش اس لیے بھی زیادہ کی ہے کہ دورِ حاضر میں ملنے والے خضابوں میں پایا جانے والا رنگ کثرتِ استعمال سے جلد کا سرطان پیدا کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ ایک نسخہ کے مطابق مہندی کے پتوں کو صابن کے پانی میں حل کر کے سر پر لگائیں تو بال سیاہی مائل ہو جاتے ہیں۔ قدیم

مشاہدات ہیں مہندی کے ساتھ سنا مکی کے پتے پیس کر سر پر لگانا بہترین خضاب ہے۔

بھارتی ماہرین نے حال ہی میں خضاب کے لیے مہندی میں چائے کی پتی اور کاتی ملا کر اسے کھانڈ ڈال کر ابالا اور اس میں تیزابیت پیدا کرنے کے لیے لیموں کا عرق یا سرکہ ملا کر استعمال کرنے کی تلقین کی ہے۔ یہ نسخہ بلاشبہ مفید۔ ارزاں اور محفوظ ہے۔ اس نسخہ میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مہندی اور سرکہ گرتے بالوں کا علاج بھی ہیں اور ان کے لگانے سے سر سے سیکری (بفہ) بھی ختم ہو جاتی ہے۔

ہم نے مہندی کے ساتھ حب الرشاد حلبہ۔ اور سنا مکی ملا کر اسے سرکہ میں جوش دے کر سر کی پھنسیوں اور بفہ میں نہایت عمدہ نتائج کے ساتھ آزمایا ہے۔ یہ نسخہ جسم میں کسی جگہ بھی پھپھوندی کے لیے مفید ہے۔ خاص طور پر ناخنوں کی FUNGUS INFECTION جہاں کسی بھی دوائی کا آسانی سے مؤثر ہونا ثابت نہیں۔ یہ لوشن بہترین پایا گیا۔ ۱۹۵۹ء میں ایک بھارتی سائنسدان لطیف نے NEPHTHA QUINONE کے خاندان کا ایک مرکب اس میں سے علیحدہ کیا ہے۔ کرنل چوپڑا بیان کرتے ہیں مہندی بہترین مصفی خون ہے۔ اس کے مسلسل استعمال سے بڑھی ہوئی تلی کم ہو جاتی ہے۔

برطانوی سائنسدان جونز نے مہندی کے پتوں کے جوشاندہ کو پیٹ کے السر میں مفید پایا۔ اس امر کی تصدیق امریکی محقق ہنری سے بھی میسر ہے۔

مہندی کا جوشاندہ جریان میں مفید پایا گیا۔ اس کے علاوہ مثانہ میں گرمی اور جلن کو بھی فائدہ ہوا۔ دورِ حاضر کے اطباء جریان کو پرانی تعریف کے مطابق بیماری نہیں مانتے۔ ان کی تحقیقات کے مطابق پیشاب میں آنے والی سفید رطوبت عام طور پر ہاضمہ کی خرابی کی وجہ سے آنے والے معدنی نمک ہوتے ہیں۔ مہندی کے جوشاندہ سے ان میں فائدہ کا مطلب یہ ہوا کہ مہندی نے آنتوں میں بھی اپنی قوت شفا کا مظاہرہ کیا۔

مریض کے تکیہ میں اگر مہندی کے پتے بھر دیئے جائیں تو اسے جلد اور اچھی نیند

آتی ہے۔ مہندی کے پھولوں اور پتوں سے نکالا ہوا تیل یا ان کا جوشاندہ کوڑھ کی ابتدائی صورت میں مفید پایا گیا ہے۔ اسی قسم کا تیل یہودیوں کی عبادت گاہوں میں جلایا جاتا تھا اور اب وہ اپنے مُردوں کو سڑاند سے بچانے کے لیے جسم پر اس تیل کی مالش کرتے ہیں۔

مسیح الملک حکیم اجمل والا تجربہ بھارتی سائنسدانوں نے بھی کیا ہے۔ وہ کثرتِ حیض کے علاوہ اندامِ انسانی کی سوزش اور لیکوریا میں بھی مہندی کا سفوف مقامی طور پر استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ اس کا جوشاندہ پلاتے ہیں۔

باچھ ___ ذریرہ

SWEETFLAG

ACORUS CALAMUS

یہ ایک نیم آبی پودہ ہے جو بنیادی طور پر یورپ اور امریکہ میں ہوتا تھا۔ مگر اب ہندوستان میں بھی دریاؤں۔ ندی نالوں اور ایسے آبی ذخیروں کے کنارے ہوتا ہے جہاں بارش زیادہ ہوتی ہے۔ پاکستان میں یہ کاغان اور ہنزہ کے علاقہ میں ملتا ہے جبکہ ترکی میں اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ اسے طبِ یونانی میں وج ترکی۔ کا نام دیا گیا ہے۔ اس کے ترکی نام کا بگاڑ ہی لاطینی میں اکورس بن گیا۔

یہ ایک خوشبو دار پودا ہے جس کی جڑیں زیادہ خوشبو دار ہوتی ہیں۔ قد اس کا ایک فٹ سے کم۔ ذائقہ میں تلخ اور رنگت میں سفیدی مائل ہوتا ہے۔" فارسی میں اسے" اگر ترکی"، عربی میں ذریرہ سنسکرت میں اگر اگر نہتی اور انگریزی میں SWEET FLAG کہتے ہیں۔ ہندی اور اُردو نام باچھ کو بگاڑ کر بچھ یا وچھ ہیں۔

اطباء یونان اس سے آشنا تھے اور قدیم عربی کتب میں اسے قصب الزیرہ کے نام سے بیان کیا گیا ہے۔ عربی سے اُردو میں ترجمہ کے دوران نام کا مغالطہ دوسری صورت اختیار کر گیا اور قصب الزیرہ مذکور تھا لوگوں نے چرائتہ شیریں ڈال کر نسخہ میں افادیت کو کم کر دیا۔ حالانکہ یہاں ذریرہ ہونا چاہیئے تھا۔

ارشاداتِ نبویؐ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو پسند فرماتے تھے اور عام طور پر اس غرض کے لیے

کستوری زیادہ مقبول تھی۔ ان کے ذاتی استعمال کے سرمہ میں بھی کستوری شامل ہوتی تھی اس لیے وہ "اثمدالمروح" کہلاتا تھا۔ مگر حجۃ الوداع کے اہم موقعہ پر انہوں نے ایک درآمدی خوشبو استعمال فرمائی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں۔

طیبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی بذریرۃ فی حجۃ الوداع، للحل والحرام۔ (بخاری، مسلم)

(میں نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام اور داڑھی پر ذریرہ کی خوشبو لگائی)۔

دوسری روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو پسا ہوا ذریرہ جسم اور احرام پر جب لگایا گیا تو اس کے سفیدی مائل ذروں کی چمک سر کی مانگ میں نظر آرہی تھی۔

اس وقت تک لوگوں میں خوشبو کا تصور دھونی دینے کی حد تک تھا۔ یورپ میں خوشبو کو جو مقبولیت میسر آئی وہ بنیادی طور پر عیسائی راہبوں کی وجہ سے تھی۔ چونکہ وہ برسوں نہاتے نہ تھے۔ اس لیے ان کے جسم سے بدبو آتی تھی۔ اس بدبو کو روکنے کے لیے ان کے یہاں خوشبو کا رواج ہوا جس کی اب تک کی تمام اقسام یوڈی کولون، پر مبنی ہیں۔ کیمسٹری کے اصول پر جب بھی کوئی ترشہ کسی الکحل سے ملایا جاتا ہے تو ایک خوشبو دار مرکب بن جاتا ہے۔ جدید ترین خوشبوئیں بھی اسی اصول پر بنتی ہیں۔ جن میں ایک نئی اضافت خوشبو کا سفوف ہے۔ بغلوں اور رانوں کے درمیان مسلسل پسینہ۔ زیادہ گرم کپڑوں کے استعمال اور غلاظت کی وجہ سے آنے والی بدبو کو کم کرنے کے لیے خوشبو کی ایک جامد قسم SOLID EAUDE COLOGNE کے نام سے اب مروجہ ہوئی ہے۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام دریافتوں سے پہلے ذریرہ کے سفوف کو خشک خوشبو کی صورت میں استعمال کر کے اس مضمون میں ایک نئے راستہ کا سراغ بتایا۔ بلکہ وہ کثیر الفوائد بھی ہوتی ہے۔

وہ جب بھی کسی چیز کو استعمال فرماتے تھے وہ صرف ایک ہی مقصد کے لیے نہ ہوتی تھی۔ بلکہ وہ ہمہ صفت ہوتی تھی۔ جیسے کہ زیتون کا تیل۔ کلونجی۔ قسط۔ شہد اور اب ذریرہ۔ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہما میں سے ایک محترمہ نے روایت فرمائی ہے۔

دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد خرج فی اصبعی بثرۃ۔ فقال: عندك ذریرۃ؟ قلت: نعم قال ضعیہا علیہا۔ وقال: قولی: اللھم مصغر الکبیر، ومکبر الصغیر۔ صغر ما بی۔ (ابن السنی مستدرك الحاکم)

میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میری انگلی پر پھنسی نکلی ہوئی تھی۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا تیرے پاس ذریرہ ہے؟ میں نے کہا۔ ہاں! انہوں نے فرمایا کہ اس پھنسی پر ذریرہ لگاؤ اور یہ دُعا پڑھو۔

"اے اللہ تو بڑوں کو چھوٹا کرتا ہے اور چھوٹوں کو بڑا۔ میرے جو نکلا ہے تو اس کو چھوٹا کر دے۔"

محدثین کے مشاہدات:

انہوں نے بتایا ہے کہ ذریرہ ایک ہندوستانی دوا ہے جو تاثیر میں گرم اور مقامی طور پر قابض ہے۔ سوزش کی وجہ سے پیدا ہونے والی سوجن میں مفید ہے۔ معدہ۔ جگر اور آنتوں کی سوزش کو دور کرتی ہے۔ جگر کی اصلاح کر کے پیٹ میں بھرے ہوئے پانی کو نکالتی ہے۔ مدرالبول ہے۔ دل کو طاقت دیتی ہے۔ اس کی خوشبو دل میں خوشی لاتی اور طبیعت سے تکدر کو دور کرتی ہے۔

کیمیاوی تجزیہ: بنیادی طور پر اس میں ایک تیل۔ نشاستہ۔ گلوکو سائیڈ اور کیلا ین

پائے جاتے ہیں۔ کیلا مین آنتوں کو سکون دیتا ہے اور سوزش کو رفع کر کے اسہال میں کمی لاتا اور ریاح کو خارج کرتا ہے۔ تھوڑا سا لعاب بھی پایا جاتا ہے۔ اس میں روغن فرازی کی مقدار ایک فیصدی کے قریب ہوتی ہے۔ مگر جڑوں اور ان کی گانٹھوں میں اس تیل کی مقدار تین فیصدی سے زائد ہوتی ہے۔

اس کا روغنِ فرازی ایک پیچیدہ مرکب ہے جس میں گاڑھے نیلوں والے اجزاء کے ساتھ لونگ کے تیل کا عنصر بھی موجود ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک جزءِ عامل ACROPETIN بھی پایا جاتا ہے۔ جو ذائقہ میں تلخ لیکن جراثیم کش ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات:

یہ اورام کو تحلیل کرتا ہے۔ برص اور بہق میں اس کا لگانا مفید ہے۔ اس کا پانی ابال کر کلیاں کی جائیں تو مسوڑھوں کی سوجن کی وجہ سے ہونے والا دانت درد ختم ہو جاتا ہے۔ اس کی جڑوں کو چبانے سے دانت درد کو فائدہ کے علاوہ پیٹ کا درد اور نفخ جاتے رہتے ہیں۔ اس کو اونی کپڑوں میں رکھیں تو ان کو کیڑا نہیں لگتا۔ اس کو سرسوں کے ساتھ پیس کر دکھتے جوڑوں پر لیپ کرنے سے ان کا درد اور ورم جاتے رہتے ہیں۔ بچوں کے پیٹ پر باچھ کا لیپ کرنے سے پیٹ کا درد جاتا رہتا ہے۔ ایک دوسرے ویدک نسخہ کے مطابق باچھ کو جلا کر اس کی راکھ کو ناریل کے تیل میں ملا کر بچے کے پیٹ پر ملنے سے پیٹ کا درد جاتا رہتا ہے۔

باچھ کا جوشاندہ شہد ملا کر پینے سے پیٹ کی تمام تکالیف ختم ہو جاتی ہیں۔ اس کا تازہ عصارہ آنکھوں میں ڈالنے سے نزولِ الماء میں فائدہ ہوتا ہے۔

باچھ کا جوشاندہ دستوں میں فائدہ دیتا ہے۔ اگر ابالتے وقت تھوڑی سی ملٹھی شامل کر لی جائے تو خشک کھانسی میں مفید ہے۔ شہد کے ساتھ اس کا سفوف بچوں کو چٹانے سے

وہ جلد باتیں کرنے لگتے ہیں۔ اس کے پینے سے حافظہ کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے اور تشنج میں مفید ہے۔

مدرالبول اور مدر حیض والی کی وجہ سے حیض کی قلت کو دور کرتا ہے اور گردوں میں سوزش کی وجہ سے اگر پیشاب میں کمی آ گئی ہو تو اسے دور کرتا ہے۔ اس کا یہی اثر استسقار کو کم کرتا ہے۔ اس کا مربہ فالج اور مرگی میں مفید ہے۔

دمہ کا دورہ ختم کرنے کے لیے پہلی خوراک ایک ماشہ دینے کے بعد ہر تین گھنٹے کے بعد پانچ رتی دینے سے سانس کی گھٹن ختم ہو جاتی ہے۔

جالینوس نے باچھ کی جڑ کو اس کا مفید ترین حصہ قرار دیا ہے اور اس کی رائے کو اب کیمیاوی تجزیہ سے تائید میسر ہے۔ کیونکہ باقی پودے کی نسبت جڑوں میں روغنِ فرازی کی مقدار تین گنا سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے مشاہدات کے مطابق یہ بھوک بڑھاتی اور عقل وفہم میں اضافہ کرتی ہے۔ اس کو بھنی ہوئی ہینگ کے ساتھ دینے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔

باچھ کا سفوف شہد میں ملا کر چٹانے سے مرگی جاتی رہتی ہے۔ یہی نسخہ بچوں کے گلے کی سوزش میں مفید ہے۔ باچھ کو زیادہ مقدار میں قے لانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ یہ اکثر زہروں اور خاص طور پر جمال گوٹہ کا تریاق ہے۔

جدید مشاہدات

حکومتِ ہند کے شعبہ طبِ یونانی کی تحقیقات کے مطابق یہ ہاضم۔ کاسرالریاح۔ مدرالبول قاتل کرم شکم ہے۔ مقوی ہونے کی وجہ سے اعصابی امراض۔ فالج۔ نسیان۔ لقوہ۔ تشنج۔ مرگی اور ہسٹریا میں مفید ہے۔ رازی کی مشہور دوا معجون ملینت کے اجزاء میں باچھ بھی شامل تھی جسے وہ لقوہ اور فالج کے لیے بڑے اعتماد سے دیا کرتا تھا۔

ندکارنی اور چرپڑانے اسے محرکِ اعصاب ۔محرش معدہ اور قے آور قرار دیا ہے ۔
باچھ کا تیس گرین سفوف کھانے سے قے ہونے لگتی ہے ۔ یہ قولنج کو رفع کرتی ۔ سدّوں کو
کھولتی ۔مخرج بلغم ۔مقوی معدہ اور دافع عفونت ہے ۔اعصاب پر مسکن اثر کی وجہ سے
مقوی ہے ۔ ویدک تحقیقات میں اسے جنون میں بھی دیا جاتا ہے ۔

ایک حصہ سفوف کو دس گنا پانی میں ابال کر جوشاندہ بناتے ہیں ۔اگر ۱۰ گرین سفوف لیا
جائے تو اس کے جوشاندہ کے دو بڑے چمچے دن میں تین سے چار مرتبہ دیئے جاتے ہیں
اعصابی دردوں کے علاوہ اسی مقدار سے تیسرے دن چڑھنے والے ملیریا بخار میں بھی فائدہ
دیتا ہے ۔جوشاندہ میں ملٹھی کی چٹکی ملا دینے سے سانس کی نالیوں کو کھولتی اور بلغم کا اخراج
کرتی ہے ۔اس کی جڑیں تھوڑی مقدار میں چبانے سے منہ میں گرمی محسوس ہوتی ہے اور
تھوک نکلتی ہے ۔اس کا استعمال زہروں اور خاص طور پر سانپ کی زہر کا تریاق ہے ۔
دباؤں کے دوران اسے کھانے سے شخصی بچاؤ ہو سکتا ہے ۔

اس کا لیپ جوڑوں کے دردوں میں مفید ہے ۔اس کی راکھ ناریل کے تیل یا کسٹر آئیل
میں ملا کر پیٹ پر ملنے سے قولنج دور ہوتا ہے ۔چھاتی پر لیپ کرنے سے پٹھوں کا درد
اور اینٹھن جاتے رہتے ہیں ۔

چھوٹے بچوں کو جڑوں کی راکھ کے تین گرین پرانے اسہال میں مفید ہیں ۔اجوائن اور
باچھ کا سفوف مفلوج حصوں پر مالش کے لیے مفید ہے ۔

یہ فالج کی بہترین دوائی ہے ۔لیکن بہت کم مقدار میں دی جائے ۔
کھانے کے ساتھ ہی دی جائے ۔ ورنہ قے لاتی ہے ۔

زیتون ـــــ زیتون

OLIVE OIL

OLEA EUROPEA

زیتون کا درخت تین میٹر کے قریب اونچا ہوتا ہے۔ چمکدار پتوں کے علاوہ اس میں بیر کی شکل کا ایک پھل لگتا ہے جس کا رنگ اودا اور جامنی ذائقہ بظاہر کسیلا اور چمکدار ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ درخت ایشیائے کوچک۔ فلسطین۔ بحیرہ روم کے خطہ۔ یونان۔ پرتگال۔ سپین۔ ترکی۔ اٹلی۔ شمالی افریقہ۔ الجزائر۔ ٹیونس۔ امریکہ میں کیلی فورنیا میکسیکو، پیرو اور آسٹریلیا کے جنوبی علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ زیتون کا تیل بطور صنعت اور برآمد کے فرانس اٹلی۔ سپین۔ ترکی۔ الجزائر۔ تیونس اور یونان سے آتا ہے۔ حال ہی میں بلوچستان سے بھی زیتون کا تیل ڈبوں میں برآمد کیا گیا ہے۔

مفسرین کی تحقیقات کے مطابق زیتون کا درخت تاریخ کا قدیم ترین پودا ہے طوفانِ نوح کے اختتام پر پانی اترنے کے بعد زمین پر جو سب سے پہلی چیز نمایاں ہوئی وہ زیتون کا درخت تھا۔ اس پس منظر کی بدولت زیتون کا درخت سیاست میں امن اور سلامتی کا نشان بن گیا ہے فلسطینی رہنما محمد عبدالرؤف یاسر عرفات نے جب اقوامِ متحدہ کے اجلاس سے خطاب کیا تو سب سے پہلی بات یہ کہی۔

"میں آپ کے پاس زیتون کی ڈالی لے کر آیا ہوں۔"

اس سے مفہوم یہ لیا گیا کہ وہ اقوامِ متحدہ میں امن اور سلامتی کا پیغام لے کر آئے ہیں مصرِ قدیم میں بھی زیتون کا تیل کھانے۔ پکانے بلکہ اشیاء کو محفوظ کرنے جسم پر لگانے اور علاج میں استعمال ہوتا تھا۔ مصری مقابر سے برآمد ہونے والی اشیاء میں زیتون کے تیل

سے بھرے ہوئے برتن بھی شامل تھے۔ توریت میں تیل ملنے کا ذکر ملتا ہے۔

زیتون کا پھل غذائیت سے بھرپور ہے۔ مگر اپنے ذائقہ کی وجہ سے پھل کی صورت میں زیادہ مقبول نہیں۔ اس کے باوجود مشرقِ وسطیٰ، اٹلی یونان اور ترکی میں بہت لوگ یہ پھل خالص صورت میں اور یورپ میں اس کا اچار بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ یونان سے زیتون کا اچار سرکہ میں آتا ہے اور مغربی ممالک میں بڑی مقبولیت رکھتا ہے۔ سعودی عرب کے پہلے فرمانروا جلالۃ الملک عبدالعزیز ابن سعود مغفور کا ناشتہ کھجور، اونٹنی کا پنیر، تازہ زیتون اور اونٹنی کے دودھ پر مشتمل ہوتا تھا۔ اسی لیے وہ جب تک زندہ رہے اپنی توانائی میں ضرب المثل تھے۔ اس کی زیادہ تر شہرت پھل سے برآمد ہونے والے تیل سے ہے ڈبوں میں فروخت ہونے والی سارڈین اور دوسری مچھلیاں محفوظ رکھنے کے لیے زیتون کے تیل میں رکھ کر پیک ہوتی ہیں۔ اس تیل کی منفرد خصوصیت یہ ہے کہ بوتل خواہ کھلی بھی رہے اس پر چیونٹیاں نہیں آتیں اور جب اسے دیئے میں جلایا جائے تو یہ دوسرے تیلوں کی طرح دھواں نہیں دیتا۔

قرآن مجید نے زیتون اور اس کے تیل کا بار بار ذکر کر کے شہرتِ دوام عطا کر دی ہے

والنخل والزرع مختلفا اکلہ والزیتون والرمان متشابها وغیر متشابها۔ کلوا من ثمرہ اذا اثمر۔

(۱۹۱ ـ م الانعام ٦)

(۔۔۔ اور کھجور اور مزروعات جن کے ذائقے ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور زیتون اور انار جن کی شکلیں ایک دوسرے سے ملتی ہیں اور وہ جن کی شکلیں نہیں ملتیں تم اس کے پھلوں کو اس وقت خوب کھاؤ جب وہ پک جائیں۔ مگر ضائع نہ کرو)۔

وجنات من اعناب والزیتون والرمان مشتبها وغیر متشابه۔ انظروا الی ثمرہ اذا اثمر وینعه

ان فی ذلکم الأیت لقوم یؤمنون ۔ (۹۹ک ، الانعام ۶۱)

(اس نے آسمان سے جو پانی برسایا اس کا کرشمہ تمہارے باغات ہیں۔ جن میں انگور۔ زیتون۔ انار اور دوسرے پھل اگتے ہیں۔ ان پھلوں میں دلچسپی کی بات یہ ہے کہ ظاہری ہیئت ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے بھی ہیں اور نہیں بھی رکھتے۔ پھر پھلوں کی طرف دیکھو کہ وہ (جب پھول کی کونپل سے پھل بننے تک) کس طرح پک جاتے ہیں۔ عالم نباتات کے ان اعمال میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے جو اس کی قدرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ بڑی اہمیت والی نشانیاں رکھ دی ہیں)۔

ھوالذی انزل من السماء ماء لکم منہ شراب ومنہ شجر فیہ تسیمون ینبت لکم بہ الزرع والزیتون والنخیل والاعناب ومن الثمرات ان فی ذلک لأیۃ لقوم یتفکرون ۔ (۱۱ک النحل : ۱۶)

(یہ وہی خدا ہے کہ جو آسمان سے پانی برساتا ہے۔ اس پانی کو انسان پیتے ہیں اور اسی پانی سے درخت اُگتے ہیں جن پر تم اپنے جانور چراتے ہو۔ اسی پانی سے وہ تمہارے کھیتوں کو اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور دوسرے پھل لگتے ہیں۔ ــــ وہ لوگ جو فکر و دانش رکھتے ہیں ان کے لیے اس عمل میں بہت سی مفید نشانیاں پنہاں کر دی گئی ہیں۔ مراد یہ ہے کہ اس عمل پر غور کرنے والوں کو

یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتھا یضیٓءُ ولو لم تمسسہ نار ۔ (النور : ۳۵)

(اللہ تعالیٰ اپنے نور کی مثال میں ایک ایسے چراغ کو بیان کرتے ہیں جس کے اُوپر قندیل چڑھی ہو۔ چراغ کی روشنی سے یہ قندیل ستاروں کی مانند چمکتی ہے۔ اس چراغ کو روشنی کے لیے توانائی زیتون کے مبارک درخت کے تیل سے حاصل

ہوتا ہے۔ زیتون کے تیل والا یہ درخت نہ تو مشرق میں ہے اور نہ مغرب میں۔ قریب ہے کہ یہ تیل اپنے آپ ہی روشنی دینے لگے اور اس عمل کے لیے خواہ اسے شعلہ نہ بھی لگایا گیا ہو)۔

اس سے مراد درخت ایسی صورت میں استفادہ ہے کہ سورج کی روشنی طلوع سے غروب تک اس پر کھل کر پڑتی ہے اور پھر ایک ایسا تیل پیدا کرتا ہے۔ جو پاک صاف اور چمک دار ہوتا ہے۔

فانشا نا بکم بہ جنت من نخیل واعناب لکم فیھا فاکھۃ کثیرۃ و منھا تا کلون وشجرۃ تخرج من طور سیناء تنبت بالدھن وصبغ للاکلین۔

(المؤمنون)

(اور پھر تم ایسے باغ اگاؤ گے جن میں کھجور۔ اور انگور کے علاوہ دوسرے پھل ہوں گے۔ اور یہ پھل تم رغبت سے کھاتے ہو۔ اور طور پہاڑ کے علاقہ میں وہ درخت ہے جس سے وہ تیل نکلتا ہے جو تمہاری روٹی کے ساتھ سالن کا کام دیتا ہے)

"والتین والزیتون۔ وطور سینین وھٰذا البلد الامین۔" (الک۔ التین: ۹۵)

(قسم ہے انجیر کی اور قسم ہے زیتون کی اور قسم ہے طور سینا کی اور قسم ہے اس امن والے شہر کی)

(اس آیت کی تفسیر انجیر کے عنوان کے ساتھ بیان کی جا چکی ہے)

ان آیات میں غور طلب نکات یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زیتون کے درخت کو ایک مبارک یعنی برکت والا درخت قرار دیا۔ اس کے پھل کو اہمیت عطا فرمائی۔ پھر لوگوں کو متوجہ کیا کہ زیتون۔ کھجور۔ انار۔ اور انگور میں فوائد کے خزانے بھرے پڑے ہیں۔ بشرطیکہ

تم ان کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرو۔ سورۃ الانعام کی دونوں آیات غور و فکر کے لیے تازیانہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ بات اس سے شروع ہوئی کہ آسمان سے پانی برستا ہے جس میں پینے کے ساتھ ساتھ جانوروں اور زراعت کے لیے اہمیت ہے اور اہمیت کے اسی تسلسل میں زیتون کا ذکر آیا اور اس کے ساتھ ہی دوسرے پھل بھی مذکور ہوئے۔ کھجور، انگور اور انار لذیذ میوے ہیں۔ اگر کوئی ان کی جانب متوجہ نہ بھی کروائے تو بھی لوگ ان کو خوشی خوشی کھاتے ہیں۔ مگر زیتون کا ذائقہ ایسا نہیں کہ کوئی اس سے رغبت محسوس کرے۔ تو ظاہر ہے کہ اس کی جانب بار بار متوجہ کروانے کی ضرورت اور اس کے فوائد کے بارے میں روشنی دکھانے کا مقصد یہ ہے کہ یہ پھل ذائقہ کے لیے نہیں فوائد کے لیے ہے۔ اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک جگہ اس کی نشان دہی کر کے فرمایا کہ یہ ستر بیماری کی دوا ہے۔ اب اس میں دلچسپی لے کر فائدہ اٹھانا ہمارا کام ہے۔

کُتب مقدسہ

قرآن مجید نے مطلع کیا ہے کہ زیتون کا پھل ایک مبارک درخت سے ہے۔ اس کے بابرکت ہونے کی وجہ سے ابتدائے آفرینش میں خداوند کی بارگاہ میں جو قربانیاں پیش کی جاتی تھیں ان پر زیتون کا تیل لگانا ضروری تھی۔

طوفان نوح کا سلسلہ ختم ہونے کی اطلاع بھی زیتون کی ڈالی سے میسر آئی۔۔۔۔

۔۔۔۔ اور وہ کبوتری شام کے وقت اس کے پاس لوٹ آئی۔ اور دیکھا تو زیتون کی ایک تازہ پتی اس کی چونچ میں تھی۔ تب نوح نے معلوم کیا کہ پانی زمین سے کم ہو گیا۔

(پیدائش ۔ ۱۲-۱۱ : ۸)

یہاں پر ترجمہ کی غلطی سے کبوتری مذکور ہے جبکہ اصل کے مفہوم سے اڑنے والا پرندہ فاختہ تھی۔

......اپنے انگور اور زیتون کے باغ سے بھی ایسا ہی کرنا۔

(خروج ۔۱۱ : ۲۳)

یہاں پر مختلف فصلوں کی زراعت اور اس سے فوائد کا تذکرہ ہے جن میں خصوصی ذکر زیتون اور انگور کا کیا گیا۔

.....وہ ایسا ملک ہے جہاں گندم اور جو اور انگور اور انجیر کے درخت اور انار ہوتے ہیں۔ وہ ایسا ملک ہے جہاں روغن دار زیتون اور شہد بھی ہے۔ اس ملک میں روٹی تجھ کو با فراط ملے گی اور تجھ کو کسی چیز کی کمی نہ ہوگی۔

یہ ایک مثالی ملک کی نوید ہے جو بنی اسرائیل کو نیک و پاک رہنے کی صورت میں دیا جانے والا تھا۔ بشرطیکہ وہ وہاں جا کر غرور سے اترانے نہ لگیں۔ دوسرے الفاظ میں انہیں زمین پر جنت کا تمثیل مہیا کیا جا رہا تھا کیونکہ قرآن مجید نے جنت کی صفات میں بھی یہی چیزیں گنوائی ہیں۔

بنی اسرائیل نے ان نعمتوں کو پانے کے بعد اپنی ناشکری کا سلسلہ ترک نہ کیا تھا تو پھر ان کی اہم فصلوں کے نقصان کی صورت یہ بتائی گئی۔

تیری سب حدود میں زیتون کے درخت لگے ہوں گے۔ پر تو ان کا تیل نہیں لگانے پائے گا۔ کیونکہ تیرے زیتون کے درختوں کا پھل جھڑ جائے گا۔

(استثنا۔ ۴۱۔ ۴۰ : ۲۸)

لیکن میں تو خداوند کے گھر میں زیتون کے ہرے درخت کی مانند ہوں۔ میرا توکل ابدالاباد خدا کی شفقت پر ہے۔ (زبور۔ ۸ : ۵۲)

خداوند نے خوش میوہ ہرا زیتون تیرا نام رکھا ہے۔ (یسعیاہ ۱۹ — ۱۱)

انجیل مقدس میں یعقوب کا عام خط زیتون ہی کی مثال لیے ہوئے ہے۔

" اے میرے بھائیو! کیا انجیر کے درخت میں زیتون اور انگور میں انجیر پیدا ہو

سکتے ہیں ؟ اسی طرح کھاری چشمہ سے میٹھا پانی نہیں نکل سکتا۔ (یعقوب ۱۲:۳)

ارشاداتِ نبویؐ

قرآن مجید نے زیتون کا بار بار ذکر فرمایا۔ جہاں کسی اچھی فصل کا تذکرہ ہوا زیتون ضرور شامل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے نور کو مثال دے کر واضح کیا تو مثال زیتون کا تیل۔ اس کی روشنی اور اس کی خوشنمائی پر منتج ہوئی۔ پھر فرمایا کہ یہ ایک مبارک درخت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس درخت کو اتنی اہمیت عطا فرمائی ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہمیت کے اسباب پر بھی یقیناً روشنی ڈالی ہے۔

حضرت اسید الانصاریؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کلوا الزیت وادھنوا بہ۔ فانہ من شجرۃ مبارکۃ۔

(ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

(زیتون کے تیل کو کھاؤ اور اس سے جسم کی مالش کرو کہ یہ ایک مبارک درخت سے ہے)۔

یہی روایت حضرت ابو سعید الخدریؓ سے اور مستدرک الحاکم میں ابو ہریرہؓ سے بھی منقول ہے۔

حضرت علقمہ بن عامرؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیکم بزیت الزیتون، کلوہ وادھنوا بہ، فانہ تنفع من البواسیر۔ (ابن الجوزی)

(تمہارے لیے زیتون کا تیل موجود ہے۔ اسے کھاؤ اور بدن پر مالش کرو۔ کیونکہ یہ بواسیر میں فائدہ دیتا ہے)۔

علیکم بھذہ الشجرۃ المبارکۃ زیت الزیتون فتدادوا

بہ فانہ مصحۃ من الباسور۔ (ابن السنی۔ابونعیم)

(تمہارے پاس اس مبارک درخت سے زیتون کا تیل موجود ہے۔ اس سے علاج کرو کہ یہ باسور کو ٹھیک کر دیتا ہے)

یہ روایت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے جبکہ ذہبی نے بالائی روایت ان کے برادر مکرم علقمہ سے بیان کی اور اس میں لفظ بواسیر ہے جبکہ یہاں باسور مذکور ہے۔ باسور سے مراد مقعد کا زخم ہے۔

کنز العمال نے مسند عمر اور ابراہیم بن ابی ثابت کی حدیث سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ روایت کرتے ہیں۔ جبکہ بیہقی اور ابن ماجہ نے اسے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے۔

ایتدموا بالزیت وادھنوا بہ فانہ من شجرۃ مبارکۃ۔

(زیتون کے تیل سے علاج کرو۔ اسے کھاؤ اور لگاؤ۔ کیونکہ یہ ایک مبارک درخت سے ہے)

(خالد بن سعد روایت کرتے ہیں کہ میں غالب بن ابجر کے ہمراہ مدینہ آیا۔ راستے میں غالب بیمار ہو گئے۔ ان کی عیادت کو ابن ابی عتیق آئے اور بتایا کہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلونجی میں شفا بتائی ہے۔ اس لیے کلونجی کے چند دانے کوٹ کر زیتون کے تیل میں ملا کر ناک کی دونوں اطراف میں ٹپکایا جائے۔ ہم نے ایسا کیا تو غالب بن ابجر شفایاب ہو گئے) (ابن ماجہ۔ بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کلوا الزیت وادھنوا بہ فان فیہ شفاء من سبعین داء منھا الجذام۔ (ابونعیم)

(زیتون کا تیل کھاؤ اور اسے لگاؤ کیونکہ اس میں ستر بیماریوں سے شفا ہے جن میں

سے ایک کوڑھ بھی ہے۔)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کلوا الزیت وادھنوا بہ فانہ طیب مبارکۃ۔ (ابن ماجۃ، الحاکم)

(زیتون کا تیل کھاؤ۔ اسے لگاؤ۔ کیونکہ یہ پاک صاف اور مبارک ہے)

حضرت زید بن ارقمؓ روایت کرتے ہیں۔

امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نتداوی

ذات الجنب بالقسط البحری والزیت۔

(ترمذی، مسند احمد، ابن ماجۃ)

(ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم ذات الجنب (پلورسی) کا علاج

قسط البحری (قسط شیریں) اور زیتون کے تیل سے کریں)

حضرت زید بن ارقمؓ روایت کرتے ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینعت الزیت والورس

من ذات الجنب۔ (ترمذی، مسند احمد، ابن ماجہ)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات الجنب کے علاج میں ورس اور زیتون کے

تیل کی افادیت کی تعریف فرمایا کرتے تھے)

ذات الجنب کو پرانے اطباء نے نمونیہ قرار دیا ہے۔ جبکہ نوعیت کے لحاظ سے یہ پلورسی ہے۔ اس کی تشریح میں امام عیسیٰ ترمذی کہتے ہیں۔ قال اصحاب العلم ان الذات الجنب السل۔ یعنی اصحاب علم بیان کرتے ہیں کہ ذات الجنب دراصل تپ دق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بیسویں صدی کی تحقیقات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ پلورسی کا عمومی سبب تپ دق ہوتا ہے یا اسے دق کی ایک قسم قرار دے سکتے ہیں۔

محمد احمد ذہبیؒ نے سند روایت کے بغیر ابن الجوزی سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا۔

من ادھن بزیت لم یقربہ شیطان

(جس نے زیتون کے تیل کی مالش کی۔ شیطان اس کے قریب نہ جائے گا)

کیمیاوی حیثیت:

زیتون کے تیل کو امریکہ کے سرکاری فارماکوپیا۔ U.S. PMARMACOPEA میں سرکاری حیثیت حاصل ہے۔ برطانیہ کے B.P.C. PHARMCOPEA CODEX کے مطابق یہ علاج کے لیے ایک مسلمہ دوائی ہے۔ ان دونوں کتابوں کے مقرر کردہ سرکاری معیار کے مطابق یہ تازہ زیتون سے نکالا ہوا تیل ہے جس کا رنگ مرتیا یا سبزی مائل پیلا ہونا چاہیے۔ اس میں کوئی خاص خوشبو نہ ہو اور عام حالات میں سیال ہو ۲۰°ع کے درجہ حرارت پر ایک ملی لیٹر کا وزن ۹۱۳ ۔ گرام کے قریب ہو (یعنی کہ پانی سے ہلکا) ۴°ع کے درجہ حرارت پر یہ جمنے لگتا ہے۔ ہیئت کی یہ تبدیلی اس کی فعالیت پر اثر انداز نہیں ہوتی

اس کے کیمیاوی اجزاء میں

OLEIC ACID PALMATIC ACID ARACHIS OIL

LINOLEIC ACID STEARIC ACID MYRISTIC ACID GLYCERIDES

شامل ہوتے ہیں۔ یہ پانی میں حل نہیں ہوتا مگر الکحل۔ ایتھر۔ کلوروفارم اور لیکویڈ پیرافین کے ساتھ حل ہو جاتا ہے۔ برطانوی تحقیقات کے مطابق اس میں ملاوٹ کے لیے چائے کے بیجوں کا تیل اور ARACHIS OIL استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر حال ہی کی معلومات کے مطابق مراکش کے ایک شخص نے اس میں مشین گن آئیل اور امریکی تحقیقات کے مطابق سپین میں صاف کیے ہوئے موبل آئیل کی ملاوٹ پائی گئی ہے۔

زیتون کا تیل پکے ہوئے پھل سے نکالا جاتا ہے۔ کچے یا گلے ہوئے پھل میں تیل کی مقدار کم ہوتی ہے۔ اگرچہ اس کے بیجوں میں بھی تیل پایا جاتا ہے مگر ان کا معیار

عمدہ نہیں ہوتا۔ تیل نکالنے سے پہلے پھل کو صاف کر کے اس کا چھلکا اتار لینا ضروری ہے۔ پھل کو براہِ راست مشین کے کولھو میں ڈال کر تیل کی جو قسم برآمد ہوتی ہے۔ اسے سب سے عمدہ تیل قرار دیا جاتا ہے اور اسے VIRGIN OIL کہتے ہیں۔ جبکہ پہلی کھیپ وصول کرنے کے بعد پھوک پر گرم پانی ڈال کر دوبارہ۔ سہ بارہ کولھو میں ڈالا جاتا ہے۔ بعد میں پانی کو تیل سے علیحدہ کر لیا جاتا ہے۔ اٹلی میں اس عمل کے دوران TANNIC OIL بھی شامل کیا جاتا ہے دوسری اور تیسری کھیپ کو TABLE OIL کہتے ہیں۔ پہلی کھیپ کے تیل کا رنگ سنہری اور اس میں ہلکی سی خوشبو ہوتی ہے۔ یہ تیل مدتوں خراب نہیں ہوتا۔ اگر اسے کھلا رہنے دیا جائے یا اس میں پانی پڑ جائے تو اس صورت میں اس کے اندر پھپھوندی پیدا ہو جاتی ہیں دوسری، تیسری کھیپ کے تیلوں کا رنگ سبزی مائل اور پہلی گھانی سے گاڑھا ہوتا ہے۔

زیتون کی ایسی اقسام بھی ہیں جن سے وزن کے حساب سے ستر فیصدی تک تیل حاصل ہو سکتا ہے۔ کیلی فورنیا میں پیدا ہونے والے پھل میں تیل کی مقدار کم ہوتی ہے۔ اب تک یقین کیا جاتا تھا کہ اس میں PHYTOSTEROL نہیں ہوتا مگر اب بعض قسموں سے CHOLESTROL برآمد ہوتی ہے جو اسی خاندان سے ہے۔ اور نقصان سے مبرا ہے۔

محدثین کے مشاہدات:

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ کے پاس ایک مہمان آیا۔ انہوں نے رات کے کھانے میں اسے اونٹ کی سری اور زیتون کا تیل پیش کرتے ہوئے کہا کہ میں یہ تمہیں اس لیے کھلا رہا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مبارک درخت سے قرار دیا ہے۔

قرآن مجید نے اس تیل کو جو اہمیت دی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعریف فرمائی اس کے بعد لوگوں نے اسے متبرک تو قرار دیا مگر یہ کوشش نہیں کی کہ انہوں نے جن ستر

فوائد کا تذکرہ فرمایا وہ کیا ہیں۔ انہوں نے خود ان میں سے پانچ کا ذکر فرما دیا۔ بواسیر۔ ناسور۔ جلدی امراض۔ بلوری اور کوڑھ۔ مگر اس کے بعد کوئی قابلِ ذکر کام نہیں ہوا۔

ابن القیمؒ کہتے ہیں کہ سرخ زیتون کا تیل سیاہی مائل سے بہتر ہوتا ہے۔ یہ طبیعت کو بحال کرتا ہے۔ چہرے کے رنگ کو نکھارتا ہے۔ زہروں کے خلاف تحفظ دیتا ہے۔ پیٹ کے فعل کو اعتدال پر لاتا ہے۔ پیٹ سے کیڑے نکالتا ہے۔ بالوں کو چمکانا اور بڑھاپے کی تکالیف اور اثرات کو کم کرتا ہے۔ زیتون کے تیل میں نمک ملا کر اگر مسوڑھوں پر ملا جائے تو یہ ان کو تقویت دیتا ہے۔ یہی نمکین مرکب آگ سے جلے ہوئے کے لیے مفید ہے تیل یا زیتون کے پتوں کا پانی لگانے سے سرخ پھنسیوں۔ پتی۔ خارش میں فائدہ ہوتا ہے۔ وہ پھوڑے جن سے بدبو آتی ہو یا پرانی سوزش کی وجہ سے ٹھیک ہوتے میں نہ آتے ہوں زیتون کے تیل سے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

ذہبیؒ کی تحقیقات کے مطابق بالوں اور جسم کو مضبوط کر کے بڑھاپے کے آثار کم کرتا ہے۔ کسی بھی چکنائی اور تیل کے پینے سے پیٹ خراب ہوتا ہے۔ مگر زیتون کا تیل اس سے مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ یہ تیل ہونے کے باوجود پیٹ کی بہت سی بیماریوں کے لیے مصلح ہے۔

سچی بات یہ ہے کہ زیتون کا تیل غربا کے لیے بہترین ٹانک ہے۔ مگر زیتون کا وہ تیل جو سبز اور سنہری ہو وہی مفید بھی ہے۔ سیاہی مائل رنگ کا تیل بے کار اور مضر صحت ہے۔ یہ صحیح تیل مقوی باہ۔ مقوی معدہ۔ اور سینے کی بیماریوں سے تحفظ مہیا کرتا ہے۔ زیتون کا نمکین تیل آگ سے جلنے والے زخموں کے لیے اکسیر ہے۔

زیتون کے درخت کے پتوں کا رس نکال کر یا خشک ملیں تو ان کو پانی میں ابال کر ان سے کلیاں کرنا منہ اور زبان کے زخموں کو مندمل کر دیتا ہے۔ زیتون کے پتوں کا عرق لگانے سے حساسیت سے پیدا ہونے والے جلدی امراض ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

ان مشاہدات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طبِ نبویؐ پر کام کرتے والے دو عظیم محققوں

نے اپنی اپنی کوشش سے زیتون کے جو فوائد معلوم کئے ہیں وہ ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں۔ دونوں متفق ہیں کہ تیل مقوی۔ امراضِ جلد میں شفا اور مقامی طور پر آگ سے جلنے کے علاوہ پیٹ کی بیماریوں کا مکمل علاج ہے۔

اطباءِ قدیم کے مشاہدات :

زیتون کا پھل : زیتون کے پھل اور پتوں کا رس نچوڑ کر اسے اتنی دیر پکائیں کہ وہ شہد کی مانند گاڑھا ہو جائے۔ اسے کیڑے والے دانت پر لگائیں تو کیڑا اکھڑ جاتا ہے۔ اگر اس سے کلیاں کریں تو منہ کے اندر کے زخم اور سفید داغ (قلاع سفید) ٹھیک ہو جاتا ہے۔ مسوڑھے مضبوط ہوتے ہیں۔ اس میں سرکہ یا سپرٹ ملا کر سر پر لیپ کریں تو گنج اور داء الثعلب میں مفید ہے۔ اس لیپ میں شہد ملا کر زخموں پر لگانے سے ان کی سرخی، جلن اور تعفن دور ہوتے ہیں۔ اگر زخم پر چھلکا آیا ہو تو اس کے لگانے سے وہ اتر جاتا ہے۔ بعض اطباء نے لکھا ہے کہ اس کے مسلسل لیپ سے پھنسیوں اور چیچک کے داغ دور ہو جاتے ہیں۔ اس کی گٹھلی کو پیس کر اور چربی میں حل کر کے لگانے سے ناخنوں کا مرض ٹھیک ہو جاتا ہے۔

زیتون کا اچار بھوک بڑھاتا ہے۔ زیادہ مقدار میں قبض کشا ہے۔

زیتون کے پتوں کو گھونٹ کر لگانے سے پسینہ کی شدت میں کمی آجاتی ہے۔ ان پتوں کا ضماد جمرہ۔ داء فوبا۔ پتی اور نملہ کو نافع ہے۔ خراب اور گندے زخموں پر لگانے سے ان کی بدبو دور کر کے جلد ٹھیک کر دیتا ہے۔ جنگلی زیتون کے پتوں کا رس کان میں ڈالنے سے کان بہنے بند ہو جاتے ہیں۔ اگر اس میں شہد ملا کر گرم ٹپکائیں تو کان کی پھنسی، میل کی زیادتی اور اس سے پیدا ہونے والے بہرہ پن میں مفید ہے۔ پتوں کو سرکہ میں جوش دے کر کلیاں کرنے سے دانتوں کا درد جاتا رہتا ہے۔ زیتون کی لکڑی کو آگ لگا کر جلائیں تو اس سے نکلنے والا تیل پھپھوندی سے پیدا ہونے والی تمام جلدی بیماریوں۔ داد۔ چھپپ چنبل۔ سر کا بفہ اور

گنج کو ٹھیک کر دیتا ہے۔

زیتون کا تیل :

جب تازہ پکے ہوئے پھل کو دبا کر نچوڑا جائے تو حاصل ہونے والا تیل 'زیت عذب' کہلاتا ہے۔ یہ سنہری رنگ کا ہوتا ہے۔ جب یہ چھ برس پرانا ہو جائے تو وہ 'زیت العتیق' ہے۔ جو خام پھلوں سے نکالا جائے وہ زیت الانفاق ہے۔ اسے زیت الرکابی بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ فلسطین اور شام سے اونٹوں پر لاد کر عراق میں لایا جاتا تھا۔ بوعلی سینا کہتا ہے کہ زیتون کا تیل جب پرانا ہو جائے تو اس کی طبیعت روغنِ شیریں کی طرح ہو جاتی ہے ورنہ اسی قسم کے فوائد حاصل کرنے کے لیے نئے تیل کو اتنا پکائیں کہ وہ شہد کی مانند گاڑھا ہو جائے۔ یہ تیل اپنے اوصاف کے لحاظ سے روغن کلونجی اور روغن بلسان سے بھی انہی فوائد میں بہتر ہے۔ وہ یہ تسلیم کرتا ہے کہ زیتون کا تیل چار ہزار سال پرانا بھی ہو جائے تو بھی مفید رہتا ہے۔

جو لوگ باقاعدگی سے یہ تیل سر پر لگاتے ہیں نہ تو ان کے بال گرتے ہیں اور نہ ہی جلد سفید ہوتے ہیں۔ اس کی مالش سے داد اور بھوسی زائل ہو جاتے ہیں۔ کان میں پانی پڑا ہو تو زیتون کا تیل ڈالنے سے یہ پانی نکل جاتا ہے۔ اطباء نے لکھا ہے کہ اس کی سلائی باقاعدہ آنکھ میں لگانے سے آنکھ کی سرخی کٹ جاتی ہے اور موتیا بند کو کم کرنے میں مفید ہے۔

زیتون کے تیل کی مالش کرنے سے اعضاء کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ پٹھوں کا درد جاتا رہتا ہے۔ بعض طبیب اس کی مالش کو مرگی کے لیے بھی مفید قرار دیتے ہیں۔ وجع المفاصل اور عرق النساء کو دور کرتا ہے۔ چہرے کو بشاشت دیتا ہے۔ اسے مرہم میں شامل کرنے سے زخم بہت جلد بھرتے ہیں۔ ناسور کو مندمل کرنے میں کوئی دوائی زیتون

سے بہتر نہیں ۔

اکیس تولہ جو کے پانی میں روغنِ زیتون ملا کر پینے سے پرانی قبض جاتی رہتی ہے۔ تیل پینے سے معدہ اور آنتوں کے اکثر امراض جاتے رہتے ہیں پچش میں مفید ہے۔ پیٹ کے کیڑے مار دیتا ہے۔ گردہ کی پتھری توڑ کر نکال سکتا ہے۔ استسقاء میں مفید ہے جسمانی کمزوری کو رفع کرتا ہے پیشاب آور ہے۔

منہ کے زخموں کو جلد مندمل کرتا ہے گلے کو صاف کرتا ہے۔ زہروں کے اثرات دور کرنے میں مفید ہے۔ عام طور پر تیزابی زہروں کے علاج میں قلوی ادویہ دی جاتی ہیں جبکہ قلوی زہروں کا اثر زائل کرنے کے لیے تیزابی دوائیں استعمال ہوتی ہیں۔ اس لیے زہروں کے فوری علاج میں اگر زہر سے واقفیت نہ بھی ہو۔ اکثر اوقات دودھ استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر زیتون کا تیل وہ منفرد دوائی ہے جو ہر قسم کی زہروں کے اثر کو زائل کرنے کے ساتھ ساتھ آنتوں پر ان کے مضر اثرات کو ختم کرتا ہے۔ مثال کے طور پر سنکھیا کی زہر خورانی میں اندرونی علامات سے قطع نظر خرابی کا اصل ذریعہ معدہ اور آنتوں میں سوزش ہے۔ سنکھیا کھانے کے فوراً بعد آنتوں میں خیزش کی وجہ سے اسہال شروع ہو جاتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد دستوں کے ساتھ خون آنے لگتا ہے۔ خون کے بعد آنتوں میں زخم اور سوراخ ہو جاتے ہیں۔ اندرونی اثرات کے علاوہ اتنا کچھ ہی موت کا باعث ہو سکتا ہے، اگر ان حالات میں مریض کو زیتون کا تیل بار بار پلایا جائے تو وہ آنتوں کے زخموں کو مندمل کر دیتا ہے۔ خیزش کو ختم کرتا ہے۔ اس عمل میں اس کے ساتھ لعاب بہی دانہ بھی شامل کر لیا جائے تو فوائد میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اس کے یہ لاجواب اثرات صرف سنکھیا کی زہر خورانی ہی میں مفید نہیں بلکہ ہر اس زہر کا توڑ ہیں جو تیز۔ جلانے والی اور آنتوں یا گردوں میں زخم پیدا کرتی ہو جیسے کہ کنتھراڈین CANTHARIDES (تلنی مکھی کا جوہر)

اطباء نے اسے مرارہ کی پتھری میں بھی مفید قرار دیا ہے۔ پتّہ کی سوزش اور پتھری

کے مریضوں کو بنیادی طور پر چکنائی سے پرہیز کرایا جاتا ہے۔ مگر روغنِ زیتون ان کے لیے بھی مفید ہے۔ بلکہ پرانے استادوں نے مریضوں کو ڈیڑھ پاؤ تک تیل روزانہ پلا کر صفرادی نالیوں سے سدے نکالنے کا کام لیا ہے۔ بعض اوقات اسی عمل کے دوران پتھریاں بھی نکل جاتی ہیں۔

جدید مشاہدات :

برطانیہ اور امریکہ کی ادویہ کی سرکاری فہرست یعنی قرابادین کے مطابق یہ ایک مؤثر دوائی ہے۔ ان کی سفارش کے مطابق یہ غذا بھی ہے اور دوا بھی۔ گردوں کے امراض جہاں نائٹروجن والی غذائیں دینا مناسب نہیں ہوتا۔ وہاں زیتون بہترین غذا ہے۔ یہ سوزش والی جگہوں کو تسکین دیتا ہے۔ آنتوں کی جلن کو کم کرتا ہے۔ پیٹ کو ملائم کرتا ہے۔ اور جب بچوں میں کئی دن اجابت نہ ہو تو اس تیل کا حقنہ کرنا آنتوں کو نرم کرنے کے ساتھ فضلہ کو تکلیف کے بغیر نکال دیتا ہے۔ اس عمل میں یہ گلیسرین سے زیادہ مفید اور مؤثر ہے۔

زیتون کا پھل کسیلا ہوتا ہے۔ پھل کا اچار بنانے کے لیے پکے ہوئے زیتون لے کر ان کو گرم نمکین پانی میں کچھ دیر بھگویا جاتا ہے۔ بعض کارخانے اس میں چونا اور راکھ بھی ملا دیتے ہیں۔ پھر تیز نمک والے خوشبودار پانی میں انہیں بوتلوں میں بند کر کے روانہ کر دیتے ہیں۔

بھارتی ماہرین طب نے اسے فالج۔ عرق النساء۔ پٹھوں اور جوڑوں کے دردوں اور کمزوری سے پیدا ہونے والے دوسرے امراض میں ازحد مفید پایا ہے۔ وہ اس تیل کو کھانے اور لگانے کا مشورہ دیتے ہیں۔ بدن کی خشکی کو دور کرنے جلدی امراض مثلاً چنبل۔ خشک گنج میں مفید ہے۔ لاغر بچوں اور ضعیف اشخاص کو تیل کی مالش سے فائدہ ہوتا ہے۔ امراضِ بطن میں یہ تیل ہر قسم کی خراش کو دور کرتا ہے۔ التہابِ معدہ اور اثنا عشری میں مفید ہے ۲۵ گرام روزانہ کھانے سے پرانی قبض جاتی رہتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زیتون کو باسور کے لیے مفید قرار دیا ہے۔ اس بیماری کے

پیسے مریضوں کو رات سوتے وقت دو بڑے چمچے روغنِ زیتون پینے کو کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ دو چمچے برگ مہندی کو پیس کر اس میں آٹھ چمچے روغنِ زیتون ملا کر پانچ منٹ جوش دے کر مرہم تیار کر لی گئی۔ باسور کہنہ کے مریضوں کو یہ مرہم رات سونے سے پہلے اور صبح اُٹھ کر بیت الخلاء جانے سے پہلے لگانے کی ہدایت کی گئی۔ اکثر مریضوں میں اس کے علاوہ اور کوئی دوائی دینے کی ضرورت نہ پڑی۔ جن کے زخم زیادہ اور جسمانی حالت کمزور تھی ان کو تین سے چار گرام قسط شیریں کھانے کے بعد دی گئی۔ تین سے چار ماہ میں مکمل شفا ہو گئی۔ مگر آئندہ کے لیے تیل کا پینا اور قبض سے محتاط رہنا ضروری قرار دیا گیا۔

بالوں کو اگانے کے لیے کلونجی۔ حب الرشاد، سنا مکی۔ مہندی کو ہم وزن پیس کر چھ گنا روغنِ زیتون میں ملا کر پندرہ منٹ ہلکی آنچ پر پکایا گیا۔ پھر اسے چھان کر تیل کی صورت جب مسلسل لگایا گیا تو اس سے بال بڑھنے کی رفتار بہتر ہو گئی۔ سر کی پھنسیاں ٹھیک ہو گئیں یہی تیل ایگزیما اور بغلوں کی خارش میں مفید ثابت ہوا۔ چنبل MYCODERMA ACEII ایک ایسی بیماری ہے جس کا کوئی بھی سبب معلوم نہیں۔ طبِ جدید میں اس کے مقامی علاج کے لیے CORTISONE ICTHYOL CRYSAROBIN کے مرکبات استعمال ہوتے ہیں۔ مگر ان کوششوں کے باوجود زخموں کے چمکدار چھلکے آسانی سے اترنے میں نہیں آتے۔ اس بیماری میں قسط شیریں سنا مکی اور مہندی کو ہم وزن پیس کر چار گنا روغنِ زیتون میں پکانے کے بعد لگایا گیا۔ چھلکے اتارنے میں یہ نسخہ CORTISONE کے کسی بھی مرکب سے زیادہ مفید رہا۔ ایک ڈاکٹر کے ہاتھ کی الٹی طرف پر زخم تھا۔ ماہرینِ امراض جلد نے اسے CHRONIC INFECTIVE ECZEMA تشخیص کیا۔ مقامی طور پر رنگ برنگی مرہموں کے ساتھ اسے جراثیم کش ادویہ کی افسوسناک مقدار میں دی جاتی رہیں۔ مسلسل علاج سے مرض کی شدت میں کمی آجاتی رہی۔ مگر دیکھنے میں وہ یوں لگتا تھا جیسے سورج مکھی کا سرخ پھول ہاتھ کے اوپر رکھ دیا گیا ہے۔ اس مریض کو قسط شیریں اور کلونجی زیتون کے تیل میں جلا کر ایک

ماہ لگائی گئی۔ اندرونی استعمال کی کسی بھی دوائی کے بغیر ایگزیما ٹھیک ہوگیا۔

بوعلی سینا نے ذریرہ (باچھ) اور عرقِ گلاب کو جلے ہوئے کا بہترین علاج قرار دیا ہے اس باچھ کو جب زیتون کے تیل میں حل کر کے ابال کر جلے ہوئے زخموں پر لگایا گیا تو فائدہ زیادہ بہتر رہا۔ چونکہ باچھ مقامی طور پر خیرش پیدا کرتی ہے۔ اس لیے ایک چمچہ باچھ کے ساتھ زیتون کے پندرہ سے بیس چمچے استعمال کئے گئے۔

امراضِ بطن :

جاپان کے بعض طبی جرائد نے آنتوں کے سرطان میں روغن زیتون کو مفید قرار دیا ہے مگر وہ اپنے اس بیان میں واضح نہ تھے۔ اس ضمن میں مشرقِ وسطیٰ اور شمالی افریقہ میں طبی خدمت بجالانے والے سینکڑوں ڈاکٹروں سے معلومات حاصل کی گئیں۔ ان سب کا متفقہ جواب یہ تھا کہ انہوں نے زیتون کا تیل پینے والے کسی شخص کو کبھی پیٹ کے سرطان میں مبتلا نہیں دیکھا۔ جاپانی ماہرین کا خیال ہے کہ لمبے عرصہ تک زیتون کا تیل پینے سے معدہ اور آنتوں کے سرطان ٹھیک ہو سکتے ہیں۔

معدہ اور آنتوں میں زخم کے مریضوں کو ایسے اوقات میں زیتون کا تیل دیا جب ان کا پیٹ خالی تھا۔ عام طور پر اچھے دن اور رات سونے سے پہلے کے اوقات کو اس خوراک کے لیے منتخب کیا گیا۔ اسے ۲۰ گرام تیل کی ایک خوراک سے قرح کی جلن تین سے چار دن میں جاتی رہی۔ دس روز کے بعد کسی بھی مریض کو کوئی تکلیف باقی نہ تھی۔ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت سے استفادہ کرتے ہوئے ایسے مریضوں کو نہار منہ اور عصر کے وقت شہد کی ایک معقول مقدار بھی دی گئی۔ کیونکہ آنتوں کی سوزش میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اکسیر قرار دیا ہے۔ مریضوں کی کمزوری اور علامات چند دنوں میں ختم ہو گئے۔ اکثر لوگوں کی آنتوں میں اضافی سوزش بھی تھی جس کے لیے دافع عفونت مرکب کلونجی

دیا گیا۔ کلونجی نے پیٹ سے غلیظ ریاح کو فوراً نکال دیا۔ جب کبھی موسم ہوا اس کے ساتھ سفرجل (بہی کا مربہ) دیا گیا۔ یہ مربہ حافظ ابن القیمؒ کی تجویز کے مطابق شہد میں بنایا گیا تھا۔ اکثر مریضوں کو بہار مرتبہ مربہ کے چند قتلوں اور دن میں زیتون کے تیل کے علاوہ اور کوئی دوائی نہ دی گئی۔ دو ماہ کے بعد معدہ کے برقی معائنہ GASTROSCOPY کے بعد زخم مندمل پایا گیا۔ احتیاطی طور پر ہر مریض کو چھ چھ ماہ مزید تیل پینے کی ہدایت کی گئی۔ اللہ کے فضل سے یہ علاج کبھی بھی ناکام نہیں ہوا۔ جب کہ اس کے مقابلے میں جدید علاج اگر مفید رہے تو چالیس روپے روزانہ کا ہے۔ پھر اس کی افادیت بھی مشتبہ ہے اور اس کا عرصہ علاج ایک سال سے کم نہیں۔

تبخیر معدہ اور پیٹ کی جلن کے لیے زیتون کے تیل سے بہتر کوئی دوائی نہیں۔

امراضِ تنفس :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات الجنب میں زیتون کا تیل ارشاد فرمایا۔ اس اصول کو سامنے رکھ کر سانس کی ہر بیماری کے مبتلا کو زیتون کا تیل ضرور دیا گیا۔ دمہ کے مریضوں کی بیماری میں جب کمی آجائے تو آئندہ اس قسم کے حملوں سے محفوظ رکھنے کے لیے زیتون کے تیل سے بہتر دوائی میسر نہ آسکی۔

انفلوئنزا اور زکام کا طب جدید میں کوئی علاج نہیں۔ وہ لوگ جو باقاعدہ زیتون کا تیل پیتے ہیں۔ ان کو نہ تو زکام لگتا ہے۔ اور نہ ہی نمونیہ ہوتا ہے۔ اگر ان کو کبھی انفلوئنزا ہو بھی جائے تو اس کا حملہ بڑا معمولی ہوتا ہے۔ زکام اور دمہ کے دوران اضافی فائدے کے لیے اُبلتے ہوئے پانی میں شہد بھی مفید ہے۔

تپ دق :

حضرت زید بن ارقمؓ کی دونوں روایات میں ذات الجنب میں زیتون کا تیل تجویز ہوا۔

اس کے ساتھ ہی حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں زیتون کا تیل جذام میں مفید ہے۔ علم الجراثیم اور علم الامراض کے اعتبار سے کوڑھ اور تپ دق کی نوعیت ایک ہے ۔ دونوں کے جراثیم ACID FAST ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ ادویہ جو تپ دِق پر مؤثر ہوتی ہیں ۔ جذام میں بھی مفید ہوتی ہیں اور اس سے برعکس بھی درست ہے۔ اس لیے تپ دق کے مریضوں کو اس نسخہ کے مطابق قسط اور زیتون دینے کا خیال پیدا ہوا۔ زیتون کے تیل کے سلسلہ میں معلومات کے دوران خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان سے ملنے کا موقع ملا۔ ڈاکٹر سعید صاحب پاکستان میں تپ دق کے علاج کے سبب سے بڑے سینی ٹوریم ڈاڈر ضلع مانسہرہ کے تیس سال سپرنٹنڈنٹ رہے ہیں۔ انہوں نے اس ضمن میں عجیب تجربہ سنایا۔

ایک مریض کو ۱۹۳۶ء میں دق ہوگئی۔ مدراس کے مدنا پلی سینی ٹوریم میں اس کی پانچ پسلیاں نکال دی گئیں ۔ اس کی حالت ابھی بہتر نہ ہوئی تھی ۔ تو معلوم ہوا کہ دق کا اثر آنتوں پر بھی ہو گیا ہے ۔ اس زمانے کے علم کے مطابق ILEOCOECAL TUBERCULOSIS کا کوئی علاج نہ تھا۔ ڈاکٹروں نے اس مرحلہ پر اسے جواب دے دیا۔ مریض نے سارا دن رو رو کر خدا سے مناجات کی۔ خواب میں اسے زیتون کا تیل ۔ الٹرا وائیلٹ شعاعوں اور ایک دوائی کا اشارہ ہوا۔ دوائی تو وہ بھول گیا مگر روزانہ تین اونس تیل پینے لگا اور الٹروائیلیٹ شعاعیں لگوائیں ۔

جس ہسپتال سے اسے لاعلاج قرار دیا گیا تھا۔ اسی سے وہ تین ماہ بعد تندرست ہو کر فارغ ہوا۔ وہ مریض تادمِ تحریر بیاسی سال کی عمر میں بھی سرخ و سفید ۱۹۹۱ء میں زندہ موجود ہے ۔

اس مریض پر زیتون کے تیل کے اثرات کے مشاہدہ کے بعد ڈاکٹر سعید صاحب نے

چالیس سال تک دق کے مریضوں کو علاج میں تیل ضرور دیا۔ اور ان کا کوئی مریض ضائع نہ ہوا۔

تپ دق کا جدید علاج مہنگا اور طویل ہے۔ ہر شخص کے لیے پچاس روپے روزانہ کی ادویہ اور اس کے بعد ان کے ذیلی اثرات اٹھارہ ماہ تک برداشت کرنا آسان کام نہیں۔ ان مریضوں کو ۲۵ گرام زیتون کا تیل روزانہ اور ۸ گرام روزانہ قسط شیریں دی گئی۔ کمزوری کے لیے شہد۔ کھانسی کے لیے انجیر یا اس کا شربت اضافی طور پر دیتے گئے۔ ابتدائی درجہ کے مریض عام طور پر تین سے چار ماہ میں ٹھیک ہو گئے۔ علامات ختم ہوتے اور خون کے نارمل ہوتے کے بعد مریضوں کو زیتون کا تیل ایک سال تک پینے کی ہدایت کی گئی۔ چھ سال کے مشاہدہ میں کسی مریض کو دوبارہ تکلیف نہیں ہوتی۔

زکام۔ نکسیر۔

طب جدید میں زکام کا کوئی شافی علاج نہیں۔ ابن القیمؒ نے زکام کے علاج میں قسط البحری کو مفید قرار دیا ہے۔ ذہبی کے مشاہدہ میں قسط کو سونگھنا بھی زکام میں مفید ہے جبکہ ایک روایت کے مطابق مرزنجوش سونگھنے سے زکام ٹھیک ہو جاتا ہے۔ پرانے زکام میں یا ان مریضوں کو جن کو بار بار زکام ہو جاتا ہے۔ زیتون کا تیل آئندہ کے لیے محفوظ کر دیتا ہے۔ بخاری اور ابن ماجہ میں خالد بن سعدؓ والی روایت کے مطابق ایک چمچ کلونجی کو پیس کر بارہ چمچ زیتون کے تیل میں حل کر کے اس مرکب کو پانچ منٹ ابالنے کے بعد چھان لیا گیا۔ صبح شام ناک میں ڈالنے سے نہ صرف یہ کہ پرانا زکام ٹھیک ہوا۔ بلکہ نکسیر میں بھی از حد مفید رہا۔

سپین کی ایک عورت ایشیا ریو زیتون کے تیل کے معجز اثر فوائد کی اتنی معترف ہے کہ وہ درخت کی شکل کا لباس اور شوار رکھتی ہے اور لوگوں کو گھوم پھر کر اس کے استعمال کی تلقین کرتی ہے۔ اس کی رنگت اور جلد اس تیل سے شاندار بن گئے ہیں۔

سرکہ ــــ الخل

VINEGAR

سرکہ۔ گنے کے رس۔ چقندر۔ جامن۔ انگور۔ کشمش۔ میوا۔ تاڑی۔ گندم۔ جو۔ کھانڈ کی راب اور دوسرے پھلوں سے تیار ہوتا ہے۔ یہ بنیادی طور پر کسی بھی شکر یا نشاستہ میں خمیر اُٹھنے سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ تو معلوم نہیں ہو سکا کہ انسان کب سے سرکہ بنا رہا ہے۔ مگر زمانہ قدیم سے اس کا ذکر کتابوں میں موجود ہے۔ تاریخ کے ہر دور میں اسے غذا اور دوا کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ بقراط نے متعدد بیماریوں کے علاج میں سرکہ استعمال کیا ہے۔ فرانس کے ماہر جراثیم پاسچر PASTUER نے معلوم کیا کہ نشاستہ میں خمیر جراثیم سے پیدا ہوتا ہے۔ اور سرکہ کے کیمیاوی عمل کا باعث جراثیم ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جراثیم کی ایک ایسی قسم بھی موجود ہے جو بیماریاں پیدا کرنے کی بجائے ہمارے فائدے کا کام کرتی ہے۔ ان کو دوست جراثیم کہتے ہیں۔ دوست جراثیم کی جانب سے انسانی فائدے کا یہ منفرد کام نہیں بلکہ دودھ سے دہی بنانے یا شکر کو الکحل میں تبدیل کرنے اور جو۔ سے مالٹ ایکسٹریکٹ بنانے کے عمل میں بھی اسی قسم کے دوست جراثیم کی کوشش شامل ہوتی ہے۔

سرکہ بنانے کے لیے عام طور پر ایسے پھل استعمال ہوتے ہیں جو گل سڑ گئے ہوں اور کوئی انہیں خریدنے پر تیار نہ ہو۔ اس طرح پھلوں کی صنعت سے متعلق کارخانے اپنے یہاں کا ردی مال ضائع کرنے کی بجائے اسے منفعت میں تبدیل کر لیتے ہیں۔ کسی بھی مٹھاس سے سرکہ بنانے کا طریقہ تقریباً وہی ہے جو شراب بنانے کا ہے۔ اکثر ہوتا ہے کہ کوئی کارخانہ شراب بنانے کے لیے خمیر تیار کرتا ہے اور یہ خمیر شراب کی بجائے سرکہ بنا دیتا ہے اور

یہ بھی ممکن ہے سرکہ بنانے کی کوشش میں شراب بن جائے۔ مگر یہ حادثات اب ان کارخانوں میں ہوتے ہیں جو علم کیمیا سے باقاعدہ آشنا نہیں۔ کیونکہ سائنسی طور پر عملیات کے لیے ہر قسم کے جراثیم علیحدہ کیے جا چکے ہیں اور کارخانوں میں خمیر اٹھانے کے لیے یا خمیر پر بھروسہ کرنے کی بجائے مطلوبہ قسم کے جراثیم کی ایک خالص کھیپ براہ راست مال میں داخل کر دی جاتی ہے۔ بڑے بڑے کارخانے اب دہی بناتے وقت پرانے طریقہ سے "جاگ" نہیں لگاتے بلکہ دودھ کو دہی میں تبدیل کرنے والے جراثیم کو پانی میں حل کر کے ان کا ایک قطرہ ڈال کر من بھر دہی حاصل کر لیتے ہیں۔ بلکہ اس ترکیب سے حاصل ہونے والا دہی یقینی طور پر میٹھا ہوتا ہے۔ شکر کو سرکہ میں تبدیل کرنے والے جراثیم کو کہتے ہیں بعض ماہرین ان کو کہتے ہیں۔

آج کل تین قسم کا سرکہ بازار میں ملتا ہے۔ ایک وہ جو پھلوں وغیرہ سے قدرتی طریقہ سے بنتا ہے۔ دوسرا جو کے مالٹ سے بنتا اور تیسرا ایتھر اب سے مصنوعی طور پر تیار ہوتا ہے۔

ارشاداتِ نبوی ؐ

حضرت جابر رض بن عبداللہ روایت فرماتے ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سال اھلہ الادام فقالوا ما عندنا الاخل فدعا بہ، وجعل یاکل بہ ویقول نعم الادام الخل، نعم الادام الخل۔ (مسلم، ابن ماجۃ)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے گھر والوں سے سالن کا پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس سرکہ کے علاوہ کچھ نہیں۔ انہوں نے اسے طلب کیا اور فرمایا "سرکہ بہترین سالن ہے۔ سرکہ بہترین سالن ہے)۔

حضرت ام ہانی رضؓ روایت فرماتی ہیں۔

دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اعندك شیٔ قلت لا. الا خبز یابس وخل، فقال ھاتی: ما افتقر بیت من ادم فیہ خل۔ (ترمذی)

(ہمارے گھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے۔ میں نے کہا نہیں! البتہ باسی روٹی اور سرکہ ہے۔ فرمایا کہ اسے لے آؤ۔ وہ گھر کبھی غریب نہیں ہوگا۔ جس میں سرکہ موجود ہے)۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم الادام الخل۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرکہ بہترین سالن ہے۔ حضرت ام سعد رضؓ فرماتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضؓ کے گھر میں موجود تھی اور انہوں نے فرمایا۔

ھل من غداء قالت عندنا خبز، وتمر وخل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم الادام الخل اللھم بارك فی الخل فانہ کان ادام الانبیاء قبلی ولم یفتقر بیت فیہ خل (ابن ماجۃ)

(کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے۔ انہوں نے کہا ہمارے پاس روٹی، کھجور اور سرکہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بہتر سالن سرکہ ہے" اے اللہ! تو سرکہ میں برکت ڈال کہ یہ مجھ سے پہلے نبیوں کا سالن تھا۔ اور وہ گھر غریب نہ ہوگا جس میں سرکہ موجود ہوگا۔)

کتب مقدسہ: سرکہ ان چیزوں میں سے ہے جو زمین میں پیدا نہیں ہوتیں اور ان

کو مختلف صورتوں سے تیار کیا جاتا ہے۔ مگر انسان زمانۂ قدیم سے سرکہ بنانے کے فن سے آشنا تھا اور دلچسپ بات یہ ہے کہ ہزاروں سال گزرنے کے بعد ترکیب میں کوئی خاص تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ الہامی کتابوں میں اس کا ذکر بڑی کثرت سے ملتا ہے۔

.... پھر بوعز نے اس سے کھانے کے وقت کہا کہ یہاں آ اور روٹی کھا اور اپنا نوالہ سرکہ میں بھگو۔ (روت ۱۴ : ۲)

یہاں پر سرکہ روٹی کے ساتھ سالن کے طور مہمان کو خاطر داری کے لیے پیش کیا گیا۔

.... انہوں نے مجھے کھانے کو اندرائن بھی دیا اور میری پیاس بجھانے کو انہوں نے مجھے سرکہ پلایا۔ (زبور۔ ۲۱ : ۶۹)

یہاں سرکہ سے پیاس بجھانے والے فائدے کی سمت اشارہ ہے جبکہ اندرائن ناقابلِ قبول اور سخت کڑوا ہوتا ہے۔

جیسا دانتوں کے لیے سرکہ اور آنکھوں کے لیے دھواں ویسا ہی کاہل اپنے بھیجنے والوں کے لیے ہے۔ (امثال ۲۶ : ۱۰)

اس جگہ یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ سرکہ دانتوں کے لیے مضر یا بے کار ہے جو کہ درست نہیں۔ کیونکہ سرکہ یقیناً مفید ہے۔

جو کسی غمگین کے سامنے گیت گاتا ہے وہ گویا جاڑے میں کسی کے کپڑے اتارتا اور سجی پر سرکہ ڈالتا ہے (سجی سے مراد پکا ہوا دنبہ ہے تو اس پر سرکہ بعد میں ڈالنا اور پہلے اس کو گلانے میں مفید ہے)۔ (امثال۔ ۲۰ : ۲۶)

حضرت مسیح علیہ السلام کے مصلوب کیے جانے کا واقعہ انجیل میں متنازعہ روایات کے ساتھ ہے کیونکہ قرآن نے اس کی مکمل نفی کی ہے۔ مگر وہ اپنے انداز میں بھی جب بیان کرتے ہیں تو ہر جگہ کہانی مختلف ہے۔ لیکن ہر راوی نے پیاس بجھانے کے لیے سرکہ ضرور بیان کیا ہے۔

..... اور فوراً ان میں سے ایک شخص دوڑا اور اسپنج لے کر سرکہ میں ڈبویا اور سرکنڈے پر رکھ کر اسے چسایا۔ (متی - ۴۸ : ۲۷)

...... ایک نے دوڑ کر اسپنج کو سرکہ میں ڈبویا اور سرکنڈے پر رکھ کر اسے چسایا اور کہا ٹھہر جا۔ (مرقس - ۳۶ : ۱۵)

..... سپاہیوں نے بھی پاس آکر اور سرکہ پیش کرکے اس پر ٹھٹھا مارا۔

(لوقا ۲۷ - ۲۶ : ۲۳)

.... وہاں سرکہ سے بھرا ہوا ایک برتن رکھا تھا۔ پس انہوں نے سرکہ میں بھگوئے ہوئے اسپنج کو زوفے کی شاخ پر رکھ کر اس کے منہ سے لگایا۔

(یوحنا - ۳۰-۲۹ : ۱۹)

ان آیات میں زوفہ اور اندرائن کا ذکر آیا ہے۔ عرب میں اندرائن کو حنظل یعنی تُوربہ کہتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بذدالقفا ادویہ سے منع فرمایا۔ زوفہ مشہور دوائی ہے جس کی نباتاتی حیثیت اب بھی متعین نہیں۔

محدثین کے مشاہدات

سرکہ ٹھنڈک اور حرارت کا ایک حسین امتزاج ہے۔ یہ جسم سے غلط مادوں کو نکالتا ہے۔ اور طبیعت کو فرحت دیتا ہے۔ سرکہ معدہ کے التہاب کو دور کرتا ہے۔ جسم سے زہریلی ادویہ کے اثر کو دور کرتا ہے۔ پتہ سے صفرا کے نکلنے کی رفتار کو اعتدال پر لاتا ہے۔ جسم کے کسی حصہ میں اگر خون کو انجماد ہو جائے تو یہ اسے حل کرکے پھر سے سیال بنا دیتا ہے بچے والی عورتوں کا دودھ اگر رک جائے تو سرکہ کے لیپ اور سرکہ پینے سے جاری ہو جاتا ہے۔ یہ پیاس کو بجھاتا ہے۔ پیٹ کو چھوٹا کرتا ہے۔

تلی کے بڑھنے کو روکتا ہے۔ جسم میں ورم کی پیدائش کو روکتا ہے۔ خوراک کو ہضم کرتا

ہے۔ زودِ ہضم غذاؤں کے بوجھ سے نجات دیتا ہے۔ خون کو صاف کرتا ہے اور پھوڑے پھنسیوں کو دور کرتا ہے۔

سرکہ کو گرم کرکے اگر اس میں نمک ڈال کر پیا جائے تو یہ منہ کی غلاظت کو دور کرتا ہے حلق میں تلخی، جلن۔ بوجھ کو دور کرتا ہے۔ گلے کی رکاوٹ کو دور کرتا۔ اور وہ لوگ جن کو سینے میں بوجھ کی کیفیت محسوس ہوتی ہے ان کو اس سے فائدہ دیتا ہے۔

گلے کے اندر لٹکنے والے کوّے کی سوزش۔ حساسیت اور اس کے ٹیڑھا پن میں مفید ہے۔ گرم سرکہ کے غرارے دانت کی درد کو ٹھیک کرتے ہیں اور مسوڑھوں کو مضبوط کرتے ہیں۔ گرم سرکہ کا پینا معدہ کو تقویت دیتا ہے۔ جسمانی قوت میں اضافہ کرتا ہے۔ چہرے کو جاذب بناتا ہے۔ موسم گرما میں سرکہ پینا جسم کی حدت کو کم کرکے طبیعت کو مطمئن کرتا ہے۔

علامہ محمّد احمد ذہبیؒ کہتے ہیں کہ سرکہ گرمی اور ٹھنڈک دونوں کی تاثیر رکھتا ہے۔ لیکن اس میں ٹھنڈک پیدا کرنے کا عنصر زیادہ غالب ہے۔ یہ معدہ کی سوزش کو دور کرتا ہے۔ عرقِ گلاب کے ساتھ سر درد میں مفید ہے۔ غذا کے ہضم کرنے میں مددگار ہے۔ گرم پانی کے ساتھ اس کے غرارے دانت درد کو مفید ہیں۔ خواہ وہ سوزش سے ہو یا اعصابی وجوہات سے سر کر لگانے سے جوئیں مرجاتی ہیں۔ پتّی اور خارش پر اس کا لگانا مفید ہے۔ سرکہ اور گلاب کا عرق جلے ہوئے کا بہترین علاج ہیں۔ ابن القیمؒ کہتے ہیں کہ اس کا لگانا سوزشوں سے پیدا ہوتے والے اورام میں از حد مفید ہے۔ حب الرشاد کے ساتھ جو کا آٹا ملا کر سرکہ میں لیپ بنا کر اعصابی دردوں اور خاص طور پر عرق النساء کے لیے لیپ کریں۔ تو از حد مفید ہے۔ میتھی کے بیج اور نسطردن پیس کر سرکہ میں لیپ بنا کر پیٹ کی سوزش میں مفید ہیں۔ یہی نسخہ ورم سے پیدا ہوتے والی دردوں میں بھی مفید ہے۔

سرکہ کی کیمیاوی ہیئت : مشرقی ممالک میں سرکہ ہر اس پھل یا اناج سے بنایا

جاتا ہے جس میں نشاستہ یا مٹھاس کی معقول مقدار موجود ہو۔ پھلوں میں انگور۔ گنا۔ جامن۔ چقندر سیب۔ آلو بخارا۔ آلو چہ۔ سنگترا۔ مالٹا حتیٰ کہ کھانڈ بناتے ہیں بچ جانے والی راب سے بھی سرکہ بنتا ہے۔ جبکہ اجناس میں جو، گندم۔ مکئی۔ جوی۔ چاول اور چنوں سے سرکہ بن سکتا ہے کیمیاوی طور پر سرکہ کا اصل جزو تیزاب ہے جسے سرکہ کا تیزاب یا

کہتے ہیں۔ پاکستان کے قوانین خوراک کی رو سے انسانی استعمال کے لیے تیار ہونے والے سرکہ کا کیمیاوی معیار لازمی طور پر اس طرح ہونا چاہیئے۔

تیزاب سرکہ	۳.۷۵ فیصدی
ٹھوس اجزا	۱.۲ "
راکھ	۰.۱ "

جو سرکہ مالٹ ایکسٹریکٹ سے بنایا جائے اس میں اضافی طور پر ۰.۰۵ ٪ ہم فاسفورس اور ۰.۰۴ گرام فی سو گرام نائیٹروجن ہوتی ہے۔

غذائی قوانین کی رو سے سرکہ میں تانبہ، سنکھیا۔ سیسہ یا کسی معدنی تیزاب کا کوئی حصہ موجود نہ ہونا چاہیئے۔ سرکہ کی ساخت کو پرکھنے کا معیار یہ ہے:

تیزاب	۵ فیصدی تک
معدنی اجزا	۲.۵ فیصدی تک
فاسفیٹ	۰.۰۸ " "
نائٹروجن	۰.۰۸ " "

۱۹ ۱۶۰

وہ سرکہ جو اجناس سے بنایا جاتا ہے اس میں سلفیٹ زیادہ ہوتے ہیں یعنی اس میں تیزابیت کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔ جبکہ راب کے بننے والے سرکہ کو جلائیں تو راکھ بہت کم ملتی ہے۔

سرکہ کے اجزاء اور سرکہ میں تیزاب کی موجودگی کی وجہ سے سرکہ کو جعلی طور پر بنانا بڑا آسان ہو گیا ہے۔ عام طور پر سرکہ کا تیزاب لے کر اس میں پانی ملا کر پانچ فیصدی تیزابیت حاصل کرنے کے بعد کھانڈ کو جلا کر اس کی کڑوی اور رنگین راکھ اس میں ڈال کر سرکہ کو رنگ اور ذائقہ دے دیتے ہیں۔ یہ بات طے ہے کہ سفید سرکہ نام کی کوئی چیز قدرتی ذریعہ سے تیار نہیں ہو سکتی۔ دنیا کے ہر ملک میں جہاں بھی سفید سرکہ فروخت ہوتا ہے وہ مصنوعی طور پر سرکہ کے تیزاب سے تیار ہوتا ہے۔ جبکہ قدرتی اجزاء سے تیار ہونے والے سرکہ کا رنگ بھورا یا گہرا براؤن ہوتا ہے۔ اسے سفید نہیں کیا جا سکتا۔ پاکستان میں غذائی اجزاء کو تیار کرنے والے مشہور ادارے جب سرکہ لاتے ہیں تو وہ مصنوعی ہوتا ہے۔ صرف دو ایسے ادارے ہیں جو خالص سرکہ بناتے ہیں۔ مگر ہمارے سرکہ ساز اس بارے میں بڑے دیانتدار ہیں بوتل کے لیبل پر واضح الفاظ میں "مصنوعی بنا ہوا۔ یعنی SYNTHETIC ہمیشہ مرقوم ہوتا ہے۔

سرکہ سازی

وہ سرکہ جو، جو سے تیار ہوتا ہے ذرا مختلف انداز میں بنتا ہے۔ جو کے دانے توڑ کر ان کو بار بار گرم پانی سے گزارا جاتا ہے۔ اس سے نشاستہ کی پوری مقدار پانی میں حل ہو کر نکل جاتی ہے۔ اب اس پانی میں خمیر ملا کر اسے خمیر اٹھانے کے لیے لکڑی کے کنستروں میں رکھ دیتے ہیں۔ ان کو ڈھانپنے کے باوجود ان کے اطراف میں ہوا کی آمدورفت کے لیے سوراخ رکھے جاتے ہیں۔ اس کا خمیر اٹھنے کے بعد جب اس میں سے کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس نکل جاتی ہے تو کنستر کے پیندے میں لگی ہوئی ٹونٹی کے ذریعہ سرکہ نکال لیتے ہیں مگر اوپر کا حصہ پھینک دیا جاتا ہے۔ سرکہ سازی کے عمل دوران اس میں بعض کارخانے مالٹ ایکسٹریکٹ علیحدہ سے شامل کرتے ہیں جس سے اس میں وٹامن ب کی مزید مقدار شامل ہوتی ہے۔ ذائقہ بہتر ہوتا ہے اور زیادہ مقوی بن جاتا ہے۔ اس سرکہ کو   کہتے ہیں

اور پاکستان میں بھی عام تیار ہوتا ہے۔

سرکہ بنانے کا جو طریقہ ہزاروں سال پہلے تھا آج بھی تقریباً وہی ہے۔ معدنی برتنوں میں سرکہ بنانے سے اس میں ان کی تاثیر اور ذائقہ آجاتے ہیں جو کہ ناپسندیدہ ہے۔ اسی دوران امریکہ میں نیو آرلینز والوں نے ترکیب میں کچھ تبدیلی کی اور کچھ فرق فرانس والوں نے ڈالا مگر دونوں طریقے مقبولیت نہ پا سکے اور آج بھی پرانے طریقے مروج ہیں۔

سرکہ سازی کا بنیادی عمل یہ ہے کہ کسی بھی مٹھاس یا نشاستہ والے محلول میں خمیر ملا کر اس میں خمیر اٹھاتے ہیں۔ اس طرح اس میں الکحل بنتی ہے اور کاربن ڈائی اکسائیڈ گیس خارج ہوتی ہے۔ اس الکحل سے جب آکسیجن ملتی ہے تو سرکہ بن جاتا ہے۔ محدود پیمانے پر سرکہ بنانے کے لیے خمیر یا YEAST POWDER اور مالٹ ایکسٹریکٹ کی بجائے سرکہ بنانے والے جراثیم کی ایک مقدار براہ راست بھی شامل کی جا سکتی ہے جیسے کہ ANGUILA ACETI یہ جراثیم محلول کو بہت جلد سرکہ میں تبدیل کر دیں گے مگر اس کا خوشبو اور ذائقہ وہ نہ ہو گا جو خمیر سے پیدا ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض صناع اوپر والی سطح کو کبھی نہیں دیتے۔ کیونکہ اس میں جراثیم کی "لاگ" ہوتی ہے۔ جسے آئندہ نیا گھان بنانے میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

یورپ میں ملنے والا سرکہ شرابوں سے براہ راست بھی تیار کیا جاتا ہے۔ ہر غیر شدہ شراب سے سرکہ بنتا ہے۔ مگر خوبی یہ ہے کہ اس میں نشہ نہیں ہوتا۔ لوگوں کو سرکہ پلانے کے بعد اس کو تیز کرنے کے لیے عمل کشید سے گزار کر دیکھا ہے۔ مگر اس میں تیزابیت زیادہ آجاتی ہے اور بہت سے فائدے نکل جاتے ہیں۔ اس لیے کشید شدہ یا DISTILLED VINEGAR خوردنی اور معالجاتی مقاصد کے لیے بے کار ہے۔

اطبائے قدیم کے مشاہدات:

اطبائے قدیم نے سرکہ کی تاثیر اس کی کیمیاوی ہیئت کی بجائے اس کے ماخذ سے

بیان کی ہے کہ سیب۔ بہی اور ناشپاتی سے بننے والا سرکہ مقوی ہوتا ہے۔ جامن اور تاڑی کا سرکہ ورم طحال کو کم کرتا ہے۔ اور ہچکی روکتا ہے۔ پیٹ سے نفخ کو نکالتا ہے۔ جنگلی پیاز کا سرکہ آواز کو صاف کرتا ہے۔ معدے کو قوت دیتا ہے۔ سنگ مثانہ میں مفید ہے۔ اس سے کلیاں کرنے سے مسوڑھے مضبوط ہوتے ہیں۔

حکیم غلام امام نے گڑ سے سرکہ بنانے کے لیے بارہ سیر گڑ کو ایک من پانی میں ڈال کر خمیر اُٹھانے کے بعد اس میں پودینہ ملا کر کشید کرنے کی ترکیب بیان کی ہے۔ انہوں نے "علاج الغربا" میں سرکہ بیک وقت دوا اور غذا قرار دیا ہے۔ ان کے کشید کردہ سرکہ کو "عرق نعناع" کہتے ہیں۔ اور عرق کو امراضِ معدہ اور بڑھی ہوئی تلی میں حکماء نے اکسیر قرار دیا ہے۔

سرکہ کھانے کے بعد معدہ کا فعل قوی ہو جاتا ہے۔ پیاس کی شدت کم ہو جاتی ہے وہ غذائیں جو آسانی سے ہضم نہیں ہوتیں۔ اگر ان کے ساتھ سرکہ شامل کر لیا جائے تو ہضم ہو جاتی ہیں۔ پیٹ سے سُدّے نکالتا ہے۔ انجیر کو دو روز تک سرکہ میں بھگو کر کھایا جائے تو بڑھی ہوئی تلی ٹھیک ہو جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تلی میں سرکہ کے لیے خصوصی رغبت ہے۔ اس لیے سرکہ کی جو بھی مقدار پیٹ میں جاتی ہے۔ وہ فوراً تلی میں داخل ہو جاتی ہے۔ اس لیے وہ ادویہ جو تلی کے علاج میں دی جائیں اگر ان کے ساتھ سرکہ بھی شامل کر دیا جائے تو اثر جلد ہوتا ہے۔ منقہ اور بیج کیر کو سرکہ کے ساتھ نہار منہ کھایا جائے تو پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔

سرکہ پینے سے شراب اور افیون کا نشہ اُتر جاتا ہے۔ چونکہ سرکہ بنیادی طور پر تیزابی صفات رکھتا ہے۔ اس لیے قلوی رجحان والی زہروں کے علاج میں سرکہ دینا صحیح معنوں میں علاج بالضد ہے۔ جیسے کہ کاسٹک سوڈا وغیرہ۔ اپریشن کے بعد مریض کو جو قے آتی ہے اس کو روکنے کے لیے رومال کو سرکہ میں تر کر کے مریض کے منہ پر ڈال دیا جاتا

ہے۔ بیہوشی کے بعد کی متلی رک جاتی ہے۔

ویدک طب میں بھی سرکہ کا ذکر کافی ملتا ہے۔ ویدوں نے ہیضہ کے علاج میں سرکہ کو مفید قرار دیا ہے۔ ایک نسخہ کے مطابق پیاز کے ٹکڑے کاٹ کر سرکہ میں بھگو دیئے جائیں۔ ہیضہ کی وبا کے دنوں میں اس پیاز کو کھانے سے ہیضہ نہیں ہوتا۔

اطباء قدیم نے سرکہ میں پکائے ہوئے گوشت کو جسے "سکباج" کہتے ہیں کمزور جسم والوں کے لیے مضر قرار دیا ہے۔ بلکہ یہ یرقان میں نافع ہے اور بھوک بڑھاتا ہے پھیپھڑوں سے نکلنے والا خون سرکہ پینے سے بند ہو جاتا ہے۔ شہد کے ساتھ سرکہ ملا کر پینے سے حیض کا درد اور کمی دور ہو جاتے ہیں جسم کے اکثر مقامات سے ہونے والے اندرونی جریانِ خون میں سرکہ پلانا مفید ہوتا ہے۔

سرکہ بیک وقت ٹھنڈا بھی ہے اور گرم بھی۔ پیاس کی شدت میں سرکہ کے ساتھ پانی اور نمک ملا کر دینے سے تسکین زیادہ اچھی طرح ہوتی ہے اور یہ نسخہ سن سٹروک سے بچاؤ کے لیے بھی از حد مفید ہے۔

سرکہ کے بیرونی استعمال:

بخار کی شدت کو توڑنے کے لیے مریضوں کے جسم پر پانی پھیرا جاتا ہے۔ اس کی عام ترکیب یہ ہے کہ تازہ پانی میں کپڑا بھگو کر مریض کے جسم پر پھیرتے ہیں۔ اطباء کا کہنا ہے کہ اس پانی میں اگر سرکہ ملا لیا جائے تو فائدہ زیادہ جلد ہوتا ہے۔

اپنے اثرات کے لحاظ سے سرکہ جراثیم کُش، دافع تعفن اور مقامی طور پر خون کی گردش میں اضافہ کرتا ہے۔ ان فوائد کی بنا پر یہ پھپھوندی سے پیدا ہونے والی تمام سوزشوں میں کمال کی چیز ہے۔ اس میں اگر کسی اور دوائی کا اضافہ نہ بھی کیا جائے تو چمبل، داد، اور رانوں کے اندرونی طرف کی خارش میں مفید ہے۔ پھپھوندی کے

علاج میں سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ پھپھوندی دواؤں کی عادی ہو جاتی ہے۔ اس لیے صحیح دوائی کے چند روزہ استعمال کے بعد فائدہ ہوتا رک جاتا ہے۔ بلکہ مؤثر دوائی کے استعمال کے دوران ہی مرض میں اضافہ ہونے لگتا ہے۔ ایسے میں ماہرینِ امراضِ جلد یہ تجویز کرتے ہیں کہ تھوڑے دنوں کے علاج کے بعد دوائی تبدیل کر دی جائے۔ انہی امراض کی بعض دواؤں سے مطلوبہ فوائد حاصل کرنے کے لیے انہیں مہینوں لگانا پڑتا ہے۔ حال ہی میں داءِ قوبا کے بارے میں ایک جرمن دوائی کے فوائد کے مشاہدات کی تفصیل جاری ہوئی ہے جس کے مطابق کچھ مریض ۲۸ ماہ تک زیرِ علاج رہے۔ سرکہ وہ منفرد دوائی ہے جس کی پھپھوندی عادی نہیں ہوتی اور یہ ہر حال میں اس کے لیے مفید ہے۔ حافظ ابنِ قیمؒ کے مشاہدات کی روشنی میں پھپھوندی سے پیدا ہونے والی سوزشوں کے لیے ایک نسخہ آزمایا گیا۔

برگ مہندی۔ سنا مکی۔ کلونجی۔ میتھرے۔ حب الرشاد۔ قسط شیریں کو ہم وزن پیس کر اس کے ایک پیالہ میں چھ پیالہ سرکہ ملا کر اسے دس منٹ ہلکی آنچ پر ابالا گیا۔ پھر کپڑے میں نچوڑ کر چھان کر یہ لوشن ہمہ اقسام کی پھپھوندی۔ داء الثعلب۔ بفہ میں استعمال کیا گیا۔ فوائد میں لاجواب پایا گیا۔ کسی بھی مریض کو بیس روز کے بعد مزید علاج کی ضرورت نہ رہی۔ جن مریضوں میں چھلکے تھے اور مقامی طور پر اکڑن تھی ان میں اسی نسخہ کو سرکہ کی بجائے زیتون کے تیل میں اسی تناسب کے ساتھ پکایا گیا اور دوائی آمیز تیل اس وقت تک لگایا گیا جب تک چھلکے اُتر نہ گئے اور اکڑن کم نہ ہوئی۔ اس کے بعد سرکہ والا مرکب پھر سے شروع کیا گیا۔ چونکہ ان تمام ادویہ کو اپنی افادیت کے بارے میں بارگاہِ نبوت سے سند حاصل تھی اس لیے کسی ناکامی کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ عرق گلاب میں سرکہ ملا کر ماتھے پر لگانے سے گرمی کا سر درد جاتا رہتا ہے۔ بعض نسخوں میں روغنِ گل یا زیتون کا تیل بھی تجویز کیا گیا ہے۔

گرم پانی میں نمک اور سرکہ ملا کر کلیاں کرنے سے دانتوں کا درد جاتا رہتا ہے۔

یہ عمل اگر بار بار کیا جائے تو مسوڑھوں سے سوزش کو بھی دور کر دیتا ہے۔ اسی مرکب کے غرارے کرنے سے حلق کی سوزش اور خناق میں بھی فائدہ ہوتا ہے۔ بچھو کے کاٹنے پر خالص سرکہ یا سرکہ میں قسط شیریں کو حل کر کے لگانے سے درد اور زہر جاتا رہتا ہے۔ پائیوریا کے لیے مفید ہے۔

اطبار قدیم نے پتی۔ خارشت اور حساسیت میں گنے کا سرکہ پلانے اور لگانے کی سفارش کی ہے سرخ اینٹ کو آگ میں سُرخ کر کے اس پر سرکہ چھینٹے دیتے سے جو دھواں نکلتا ہے دیدا سے زکام کے لیے مفید قرار دیتے ہیں۔ سرکہ میں گندھک ملا کر لیپ کرنے سے جوڑوں میں گنٹھیا کے درد کو فائدہ ہوتا ہے۔ ایک اور نسخہ کے مطابق اس میں گندھک کی بجائے میٹھا تیل ملا کر مالش کرنا بھی مفید ہوتا ہے۔ ہم نے سرکہ کے ساتھ حب الرشاد ابال کر اس میں زیتون کا تیل ملا کر جب دکھتے پٹھوں پر مالش کروائی تو ان کی اینٹھن میں بے انتہا مفید پایا۔

سر کی جلد اور بالوں کی بیماریوں کے لیے اساتذہ کے اکثر نسخے سرکہ ہی پر مبنی ہیں۔

بوعلی سینا کہتے ہیں کہ روغنِ گل میں ہم وزن سرکہ ملا کر خوب ملائیں۔ پھر موٹے کپڑے کے ساتھ سر کو رگڑ کر سر کے گنج پر لگائیں۔ انہی کے ایک نسخہ میں کلونجی کو توے پر جلا کر سرکہ میں حل کر کے لیپ کرنے سے گنج ٹھیک ہو جاتا ہے۔ بکری کے کھر اور بھینس کے سینگ کو جلا کر سرکہ میں حل کر کے سر پر بار بار لگانے سے گرے بال اُگ آتے ہیں۔ اسی مقصد کے لیے ادرک کا پانی اور سرکہ ملا کر لگانا بھی مفید ہے۔ بال اگانے کے لیے کاغذ جلا کر اس کی راکھ سرکہ میں حل کر کے لگانے کے بارے میں بھی حکماء نے ذکر کیا ہے۔ عرق النساء اور اعصابی دردوں میں حب الرشاد اور جو کا آٹا سرکہ میں حل کر کے لیپ کرنا مفید ہے۔

سرکہ بطور غذا۔ سرکہ غذا کے طور پر یا سُنّتِ نبویؐ کے مطابق سالن کی صورت

میں تومدتوں سے مستعمل ہے۔ اب اس کے واقع تعفن اثرات اور جراثیم کش فائدے کو نئی افادیت میسر آ گئی ہے۔ سُرخ مرچوں کو پیس کر سرکہ میں پکا کر چینی چٹنی ——————
بنتی ہے۔ اس کا کمال یہ ہے کہ اگر اس کو کسی چیز میں ڈالیں
تو مرچ کا ذائقہ بُرا نہیں لگتا۔ انڈا اور زیتون ملا کر سرکہ کو خوب چلانے سے
MYONAISE چٹنی بنتی ہے۔ اسے تلے ہوئے گوشت کے قتلوں پر لگا کر کھائیں تو ذائقہ لاجواب ہو جاتا ہے۔ ثابت ران یا گوشت کے بڑے ٹکڑوں کو پکانے سے پہلے پچھنے لگا کر سرکہ لگایا جاتا ہے۔ اس سے گوشت کے سخت ریشے گل جاتے ہیں۔ چینی کھانوں کی اکثریت میں سرکہ ایک جزو لاینفک ہے۔

سرمہ ـــــ اثمد

ANTIMONY
ANTIMONY SULPHIDE

سرمہ ایک سیاہ رنگ، چمکدار پتھر ہے جو مصر، افریقہ، ایران اور عراق میں پایا جاتا ہے۔ ہندوستان میں یہ وزیرستان کے علاقہ میں ملتا ہے۔ پاکستان میں سرمہ کا پتھر باجوڑ، چترال اور کوہستان کے علاقہ میں پایا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ دنیا کا بہترین سرمہ اصفہان اور چترال میں پایا جاتا ہے۔

کیمیاوی طور پر سرمہ کا پتھر ANTIMONY کی کچ دھات (ORE) ہے۔

احادیثِ نبویؐ۔

زمانہ قدیم سے مصری عورتیں اپنی آنکھوں میں سرمہ لگا کر ان کو خوبصورت بناتی رہی ہیں۔ مگر ان کے طبی فوائد کا تاریخ طب میں پہلی مرتبہ اظہار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی سے ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خیر اکحالکم الاثمد۔ یجلوا البصر و ینبت الشعر

(ابن ماجہ، ترمذی، مسند احمد، ابن حبان، الحاکم، الطبرانی)

(تمہارے سرموں میں سب سے بہترین اثمد ہے۔ یہ بینائی کو روشن کرتا ہے۔ اور بال اُگاتا ہے)۔

یہی روایت احمد، ترمذی، الحاکم اور ذہبی نے سالم بن عبداللہؓ سے بھی بیان

کی۔ جسے انہوں نے اپنے والدِ محترم سے سُنا۔

حضرت بریدہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ثلاث یزدن فی قوۃ البصر، الکحل الاثمد والنظرۃ الی الخضرۃ والنظرۃ الی وجہ حسن

(ابوالحسن ء اقی فی فوائد)

(تین چیزیں بینائی میں اضافہ کرتی ہیں اثمد کا سرمہ۔ سبزے کو دیکھنا، اور خوبصورت چہروں کا دیدار)

حضرت عبدالرحمان بن نعمان بن معبدؓ بن ہوذۃ الانصاری اپنے والدِ گرامی سے روایت کرتے ہیں۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر بالاثمد المروح عند النوم۔ (ابوداؤد)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اثمد کا مروح سرمہ رات سوتے وقت استعمال کیا جائے)

ابوعبید اس کی تفسیر میں بتاتے ہیں کہ مروح سے مراد وہ سرمہ ہے جس میں کستوری ملائی گئی ہو۔

سرمہ لگانے کے بارے میں سنّتِ نبویؐ کی کیفیت حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

کانت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم مکحلۃ یکتحل منھا ثلاثا فی کل عین۔ (ابن ماجۃ)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی۔ جس میں سے وہ ہر آنکھ میں تین مرتبہ لگایا کرتے تھے)

اسی عمل مبارک کی مزید تفصیلات انہی نے ایک دوسری جگہ بیان فرمائی ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اکتحل یجعل فی الیمنی ثلاثا یبتدی بہا، یختم بہا و فی الیسری ثنتین۔ (ترمذی)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سرمہ لگاتے تو دائیں آنکھ میں تین سلائیاں لگاتے۔ اس کی ترکیب یہ تھی کہ دائیں سے شروع کرتے اور اسی پر ختم کرتے اس طرح بائیں میں دو سلائیاں پڑتیں)۔

امام احمد بن حنبلؒ کی تشریح کے مطابق ہر آنکھ میں تین تین سلائیاں لگائی جائیں۔ ان کی فقہ پر عمل کرنے والے پہلے ایک آنکھ میں تین مرتبہ لگا کر پھر دوسری میں تین لگا لیتے ہیں۔

محدثین کے مشاہدات :

سرمہ افریقی ممالک سے بھی آتا ہے مگر اصفہان کا سرمہ سب سے عمدہ ہوتا ہے سرمہ کو عربی میں "حجر الکحل" کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ یہ چمکدار اور سیاہ ہے جس میں ریت اور مٹی ہوتے ہیں۔ یہ آنکھوں اور ان کے اعصاب کو تقویت دیتا ہے زخموں کے اُوپر اور آس پاس جو فالتو گوشت نمودار ہو جاتا ہے۔ سرمہ اسے زائل کرتا ہے۔ ان کو مندمل کرتا ہے۔ ان سے غلاظت نکالتا ہے اور بند راستے کھول دیتا ہے۔

اس فائدے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے KELOIDS کے چند مریضوں پر سرمہ کے بعض مرکبات کا تجزیہ کیا گیا۔ مقصد یہ تھا کہ سرمہ ایسے مرکب کی شکل اختیار کرے جو زخم پر اثر انداز ہو سکے۔ اس غرض کے لیے SULPHIDE کا پانچ فیصدی

مرہم وسیلین اور چار فیصدی مرہم زیتون کے تیل میں بنائی گئی KELOIDS سے مراد جلد پر وہ فالتو تنہ ہے جو زخموں اور خاص طور پر آگ سے جلنے کے بعد نمودار ہوتی ہے، طب قدیم و جدید میں اسی بیماری کا کوئی آسان علاج موجود نہیں۔ اکثر اوقات جلد کا متاثر ٹکڑا کاٹ کر نکال دیا جاتا ہے اور اس کے بعد اس پر ایکسرے کی شعاعیں ڈالی جاتی ہیں اگر یہ صورت دو تین جگہوں تک محدود ہو تو فائدہ ہو سکتا ہے اور اگر پورے جسم پر ہو تو پھر جگہ جگہ کو کاٹنا اور بجلی لگانا ممکن نہیں سرمہ کی مرہم اس اندھیرے میں روشنی کی پہلی کرن ہے۔

ہم نے یہ دوائی ذاتی طور پر چار مریضوں میں استعمال کی ہے (زیادہ پر اس لیے ممکن نہ ہو سکا کہ یہ بیماری اتنی عام نہیں) ان میں سے ہر ایک کو فائدہ ہوا۔

زکام کے دوران آنکھوں سے بہنے والا پانی سرمہ سے خشک ہو جاتا ہے۔ اور آنکھ کی سُرخی جاتی رہتی ہے اسے چکنائی میں حل کر کے آگ سے جلے ہوئے زخموں پر لگانا از حد مفید ہے۔

وہ لوگ جو باقاعدہ سرمہ لگاتے ہیں ان کی بینائی بڑھاپے میں بھی کمزور نہیں ہوتی۔

سرمہ کے بارے میں جدید اعتراضات:

پاکستان میں سرمہ کا پتھر چند مقامات پر دستیاب ہے کانکنی سے جتنا بھی حاصل ہوتا ہے وہ قومی ضروریات میں کام آجاتا ہے۔ بازار میں فروخت نہیں ہوتا۔ بازار میں ملنے والے تمام سرمے آزاد کشمیر سے حاصل ہونے والے سیلسہ کے پتھر سے بنتے ہیں جو کہ نہ تو ANTIMONY ہے اور نہ ہی اس سے وہ فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سرمہ کے بارے میں بیان فرمائے۔

ویدک طب میں سیلسہ کا سرمہ "کرشن سرمہ" کے نام سے باقاعدہ مذکور ہے

کیونکہ ان لوگوں کو سرمہ کے پتھر اور اس کی کیمیادی حیثیت سے آشنائی نہ تھی۔ دریائے سندھ کی بالائی وادی سے ملنے والے اس پتھر کو جلا کر اس کے ساتھ سیماب۔ نرپھلا اور بھیم سینی کافور آنکھوں میں لگانے کے لیے ویدک نسخوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ جن میں سے اکثر آنکھوں کے لیے مقامی طور پر مضر اور غشائے مخاطی سے جذب ہونے کے بعد جسم میں سیماتی اثرات کا باعث ہو سکتے ہیں۔ کرشن سرماہر گز ارشادات کے مطابق نہیں اور اسے استعمال کرنا بیماری کو دعوت دینے کے برابر ہے۔

کراچی کے ایک ڈاکٹر صاحب نے سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے حال ہی میں ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ سرمہ آنکھوں کے لیے مضر ہے۔ ان کے اس اظہار پر رائے حاصل کرنے کے سلسلہ میں امراض العیون کے مسلمہ ماہرین میں پروفیسر سید واصف قادری۔ پروفیسر راجہ ممتاز علی خان۔ پروفیسر محمد منیر الحق صاحبان سے دریافت کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ سرمہ بلاشبہ آنکھوں کے لیے مفید ہے۔ یہ اکثر بیماریوں کا علاج ہے اور متعدد بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ کئی ایک استادوں نے بتایا کہ وہ اسے ذاتی طور پر بھی استعمال کرتے ہیں اور اس کے فوائد کے زندہ ثبوت ہیں۔

مسلمانوں میں سرمہ سُنّتِ نبویؐ کے طور پر رائج ہوئے اب چودہ سو سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اسے کروڑوں نہیں اربوں افراد نے استعمال کیا اور اتنے طویل عرصہ کے مشاہدات کے بعد بھی اس کے مضر اثرات کے بارے میں کوئی شہادت میسر نہیں سُنّت پر عمل کرنے کے مشتاق ساری عمر باقاعدگی سے سرمہ لگاتے رہے ان کی بینائی نہ تو بڑھاپے میں بھی کمزور ہوئی۔ نہ ان کی پلکوں کے بال گرے اور نہ ہی سر سے گرنے والی بفہ نے ان کی پلکوں میں سوزش پیدا کی۔ کچھ دن ہوئے انگلستان میں بھی کسی نیم خواندہ ماہر کے مشورہ پر وہاں سرمہ کی درآمد پر پابندی لگائی گئی تھی۔ خیال تھا کہ اس سے آنکھوں کو نقصان ہوتا ہے۔ اس باب میں جب مزید تحقیق ہوئی تو پتہ چلا کہ اثمد کے خالص سرمہ

کے استعمال سے کسی کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ جن کو تکلیف ہوئی انہوں نے "کرشن سرمہ" استعمال کیا تھا۔ ویدک طب میں سیسہ کے سرمہ کو کرشن سرمہ کہتے ہیں۔

جدید مشاہدات:

حکومت ہند کے یونانی ادویہ کے شعبہ کی تحقیقات کے مطابق آنکھوں کے لیے سرمہ بنانے کا بہترین نسخہ یہ ہے۔

سرمہ کے پتھر کو پہلے آگ میں رکھ کر سُرخ کر لیا جائے۔ پھر اکیس دن بارش کے پانی میں بھگو کر رکھیں۔ پھر اسے ۱۲ گھنٹے ترپھلا کے پانی میں جوش دیں۔ وہاں سے نکال کر خشک کر کے سونف کے عرق میں اتنا کھرل کریں کہ باریک ریشمی کپڑے سے چھن کر نکل جائے۔ اب یہ آنکھوں میں لگانے کے قابل ہو گیا۔

اس نسخہ میں بارش کا پانی ایک ایسی چیز ہے۔ جسے قرآن مجید نے مبارک قرار دیا محدثین اس کی احادیث میں متعدد روایات بیان کرتے ہیں۔

سرمہ کی باریکی کے بارے میں حکیم مفتی فضل الرحمان کا طریقہ یہ تھا کہ وہ اسے پیس کر چینی کی تھالی میں پھیلا کر دھوپ میں لے جاتے تھے۔ وہاں تھالی کو معمولی حرکت دیتے تھے اگر ذرات بڑے ہوں تو ان سے سورج کی شعاعیں منعکس ہوتی ہیں۔ اگر سرمہ پوری طرح باریک ہو تو اس سے شعائیں منعکس نہیں ہوتیں۔

بھارتی ماہر علم ادویہ ندکارنی تجویز کرتا ہے کہ سرمہ میں سہاگہ بریاں پھٹکڑی بریاں قلمی شورہ اور سنگِ بصری ملا کر اسے لیموں کے عرق میں کھرل کر کے استعمال کریں۔

بہ سبب محقق اس امر پر متفق ہیں کہ سرمہ آنکھوں کے لیے مفید ہے۔

سُرمہ کے دیگر استعمال: محدثین کرام نے سرمہ کو عفونت والے زخموں اور ایسی

سوزشوں اور خلیاتی بیماریوں میں تجویز کیا ہے جن میں گوشت بڑھ جائے یا زائد گوشت پیدا ہو گیا ہو۔ جیسے کہ آنکھ میں ناخونہ بڑھتے ہوئے گوشت والا لاہوری پھوڑا مثال ہے۔ انگریزی میں بھی اس کا تقریباً یہی نام ہے البتہ یہ BAYER - LEISHM کہلاتا ہے۔ اس کی ایک قسم خون میں داخل ہو کر بخار کی ایک صنف پیدا کرتی ہے۔ جسے انگریزی میں "کالا آزار" کہتے ہیں۔ طب جدید میں اس بیماری کے جتنے بھی علاج آزمائے گئے آخر بیکار رہے۔ لوگوں نے شنگرف اور سنکھیا کے مرکبات بھی دیئے مگر بات نہ بنی آخر سرمہ آزما گیا۔ اس کا ایک مرکب۔ STIDGLUCOL بڑا مفید ثابت ہوا۔ یہ حقیقت میں سرمہ کے ساتھ گلوکوس کا اشتراک تھا۔ پھر ایک اور مرکب۔ STIBATIN آیا جس میں سرمہ کے ساتھ گلوکوس اور ٹارٹرک ایسڈ مشترک تھے۔

جنوبی امریکہ کے ممالک۔ افریقی براعظم اور مصر میں طفیلی کیڑوں سے پیدا ہونے والی دو بیماریوں اذیت پہنچانے اور جسموں کو بیکار کر دینے میں بڑی بدنام ہیں۔ کیڑے اندر گھس کر سوزش اور جریان خون کا باعث ہوتے ہیں۔ دوسری بیماریوں میں دوران خون میں رکاوٹ آنے سے شدید قسم کے ورم آتے ہیں۔ ان کو SCHISTOSOMIASIS اور کہتے ہیں۔ اس خطرناک بیماری کے علاج کا سہرا مصری ڈاکٹر محمد خلیل کے حصہ میں آیا۔ انہوں نے سرمہ کے ساتھ ایک کیمیاوی اشتراک میں FOUADIN نامی ٹیکے تیار کئے۔ یہ ٹیکے آج بھی دنیا کی معتبر ترین دوا ساز جرمن کمپنی BAYER تیار کر کے دنیا بھر میں مکمل کورس کی صورت فروخت کر رہی ہے۔ امریکن دوا سازوں کو اس میں زک محسوس ہوئی اور انہوں نے آج کل اپنی ایک ایجاد ان بیماریوں کے لیے تیار کی ہے۔ مگر اس کی بنیاد SOD ANTIMONYL TARTARATE ہے۔ جو کہ سرمہ کے پتھر سے بنتی ہے۔

ہومیوپیتھک

اس طریقہ علاج میں بیزاری۔ میلی زبان، نہانے سے بیماری بڑھنے

گرمی بری لگے۔ جوڑوں میں درد ہیں۔ گفتگو میں بیزاری۔ جسم گرم۔ کبھی کبھی آنکھیں۔ چہرے پر کیل مہاسے۔ بھوک کم کھٹے کو جی چاہے۔ متلی۔ کھانسی۔ ایگزیما۔ بوڑھوں میں اونگھتے رہنے کی عادت میں ANTIMONY دیتے ہیں۔ اور اگر آلات تنفس میں مسلسل سوزش پرانی ہو جائے۔ سونگھنے کی حس ختم ہو جائے گلے میں خراش محسوس ہو نمونیہ اکثر ہو تو سنہری ANTIMONY SUPLHURATUM دیتے ہیں۔

سنا مکی — سنا

SENNA

CASSIA ANGUSTIFOLIA

سنا ایک خودرو جھاڑی ہے جو حجازِ مقدس کے پہاڑوں پر پیدا ہوتی ہے اس کے پتے دندانوں والے اور پودا ایک میٹر کے قریب بلند ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ پہاڑوں پر چرنے والی بکریاں ان پتوں کو شوق سے کھاتی ہیں اس لیے حجازی بکروں کا گوشت مسہل ہوتا ہے۔ اس مفروضہ میں حقیقت نہیں کیونکہ حجاز کے تمام بڑے شہروں میں بکرے کا گوشت کھایا جاتا ہے اور کسی کو اسہال نہیں ہوتا۔ حجاز کی سنا کا پودا اپنی شکل، صورت اور فوائد میں دوسری تمام اقسام سے مختلف ہے۔ توریت مقدس میں آیا ہے۔

..... خدا کا فرشتہ ایک جھاڑی میں سے آگ کے شعلہ میں اس پر ظاہر ہوا۔
اس نے نگاہ کی اور کیا دیکھتا ہے کہ ایک جھاڑی میں آگ لگی ہوئی ہے
پر وہ جھاڑی بھسم نہیں ہوئی۔ (خروج ۲ : ۳)

اس آیت میں کوہ طور پر ایک جھاڑی کا ذکر آیا ہے۔ لوگوں نے اس جھاڑی کو سنا کی جھاڑی قرار دیا ہے۔ یہ مفروضہ درست نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید نے طور سینا کی خصوصی زراعت زیتون کو قرار دیا ہے۔ دوسری طرف مغربی محققین نے یہ بات حتمی طور پر ثابت کر لی ہے کہ سنا کا اصل وطن مکہ معظمہ اور اس کے اطراف ہیں ۹۰۰-۸۵۰ء کے درمیان ایک عرب سنا کا پودا مصر لایا۔ جس کی وہاں کاشت کی گئی۔ مصر کی زمین نے اس پودے کو قبول کر لیا اور اب دریائے نیل کے پورے ڈیلٹا میں سوڈان، اسوان وغیرہ میں

سنا کی باقاعدہ زراعت ہوتی ہے۔ چونکہ سنا کے ذخیرے اسکندریہ اور پورٹ سوڈان کی بندرگاہوں سے مغربی ممالک جاتے ہیں اس لیے وہ اسے اسکندریہ کی سنا ALEXANDRIA SENNA کہتے ہیں۔ پودا مکہ کا ہے۔ اسی بیج سے یہ مصر میں کاشت ہوا مگر اس کے باوجود یہ شکل وصورت میں اپنی مادری سنا سے مختلف ہے اس لیے ماہرین نباتات اس کو CASSIA ANGUSTIFOLIA کہتے ہیں۔

طب میں سنا کا استعمال دسویں صدی سے پہلے کتابوں میں نہیں ملتا اور یہ بات طے ہے کہ اسے دوائی کے طور پر عرب اطباء نے دسویں صدی عیسوی سے شروع کیا۔ وہاں سے مغربی اطباء کو پسند آئی۔ بھارتی اطباء سنا سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے اسے جنوبی ہند میں کاشت کیا۔ ترچنا پلی۔ میسور اور پانڈیچری کے علاقہ کی سنا کو خصوصی نام دیئے گئے ہیں اور علم نباتات میں یہ CASSIA LANCEOLATA کہلاتی ہے کیونکہ اس کے پتے نشتر کی مانند ہوتے ہیں۔ کرنل چوپڑا نے یہ قرار دینے کی کوشش کی ہے کہ بھارتی سنا کی شکل وصورت سنا مکی کی طرح ہے اس لیے یہ دونوں LANCEOLATA ہیں۔ یہ درست نہیں۔ ان کی کیمیاوی ساخت۔ اثرات اور پتوں کی لمبائی مختلف ہے۔ اسی طرح پنجاب اور سندھ میں بھی سنا کی کاشت کافی ہوتی ہے۔ بازار میں سنا کی ایک قسم "سکھری سنا" میسر ہے۔ جہاں تک قبض کشائی کا تعلق ہے اس میں کوئی کمی نہیں۔ لیکن جہاں سنا کے دوسرے طبی فوائد کا تعلق ہے یہ مکی قسم سے گھٹیا ہے۔

حجازی سنا مکی کو مقامی لوگ عشرق، کہتے ہیں اس کی پھلی گول۔ اس کے پتے دونوں طرف سے چکنے ہوتے ہیں۔ ان کا رنگ سبزی تاثل زرد ہوتا ہے۔

ارشاداتِ نبوی : حضرت اسماء بنت عمیسؓ حضرت ابوبکرؓ کی بیگم تھیں۔ روایت

فرماتی ہیں۔

قلت قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما ذا کنت نستمشین قلت بالشبرم قال حار جار ثم استمشیت بالسنا فقال لو کان شیء یشفی من الموت کان السنا والسنا شفاء من الموت۔ (ابن ماجہ)

(مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ میں کونسا مسہل استعمال کرتی ہوں۔ میں نے عرض کی کہ شبرم، انہوں نے فرمایا کہ وہ تو بہت گرم ہے اس کے بعد سے میں سنا کا استعمال کرنے لگی کیونکہ انہوں نے فرمایا اگر کوئی چیز موت سے شفا دے سکتی ہوتی تو وہ سنا تھی۔ اور سنا موت سے شفا ہے)

اس حدیث میں ارشاد ہوا۔ کہ کوئی چیز اگر موت سے شفا دے سکتی تو سنا ہوتی۔ پھر اس کے ساتھ ہی یہ بیان ہوا کہ سنا موت سے شفا ہے۔ یہ حدیث کے اپنے متن کے خلاف ہے۔ انہی محترمہ سے ترمذی نے انہی الفاظ میں روایت کیا ہے مگر اس روایت میں " السناء شفاء من الموت کے الفاظ نہیں۔ ترمذی کے علاوہ یہ روایت مسند احمد۔ ابوداؤد اور مستدرک الحاکم میں بھی واضح الفاظ میں آخری ابہام کے بغیر موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن ام حزام رض کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبلتین والی نماز پڑھی۔ روایت فرماتے ہیں۔

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علیکم بالسنا والسنوت فان فیھما شفاء من کل داء الا السام قیل یا رسول اللہ وما السام قال الموت۔

(ابن ماجۃ، الحاکم، ابن عساکر)

(میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ تمہارے لیے
سنا اور سنوت موجود ہیں۔ ان میں ہر بیماری سے شفا ہے سوائے سام کے۔
میں نے پوچھا کہ حضورؐ سام کیا ہے۔ فرمایا۔ موت)

ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ روایت فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وللشبرم فانہ حار و بارد علیك بالسنا والسنوت
فان فیھما دوا من کل شیء الا السام۔ (طبری)

(حضورؐ نے شبرم کے بارے میں فرمایا کہ وہ گرم ہے۔ تمہارے لیے ٹھنڈک
سنا اور سنوت میں ہے۔ ان میں ہر چیز کی دوا ہے۔ موت کے سوا)

حضرت ابو ایوب انصاری رضؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔

السنا والسنوت فیھما دواء من کل داء۔ (ابن عساکر)

(سنا اور سنوت میں ہر بیماری سے شفا ہے)۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان خیر ما تداویتم بہ السعوط و اللدود والحجامۃ
والمشی۔ (ترمذی)

(تم جو علاج کرتے ہو ان میں سے بہترین علاج ناک میں دوائی ڈالنا منہ میں
ایک طرف دوائی ڈالنا۔ پچھنے لگانا اور چلنا ہے)

اس حدیثِ مبارکہ میں " المشی " کا لفظی مفہوم تو پیدل چلنا ہے۔ یعنی پیدل چلنا۔
بذاتِ خود ایک علاج ہے۔ مگر اس کی تشریح میں حافظ ابن القیمؒ کہتے ہیں
کہ مشی سے مراد پیٹ کا چلانا یعنی مسہل کے ذریعہ آنتوں سے غلاظت کا اخراج کر کے
جسم کو ہلکا کرنا ہے۔ اسی اصول کو سامنے رکھیں تو مشی میں مدر البول ادویہ بھی آجائیں گی۔

کیونکہ انسانی جسم سے غلاظت اور زہریلے عناصر کے اخراج کا ایک اہم اور قابلِ اعتماد ذریعہ پیشاب بھی ہے۔ ابن القیمؒ اس حدیث کو سنا کی تعریف اور اہمیت قرار دیتے ہیں۔
حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ثلاث فیهن شفاء من كل داء الا السام، السنا والسنوت
وقال محمد نسيت الثالثة۔ (النسائی)

ایک دوسری روایت میں انہی کے الفاظ یوں ہیں۔

ثلاث فیهن شفاء من كل داء الا السام: السنا والسنوت،
قالوا: هذا السنا عرفناه فما السنوت؟ قال: لوشاء
الله لعرفكموه قال محمد، نسيت
الثالثة

(تین چیزوں میں شفا ہے۔ سوائے موت کے۔ سنا اور سنوت۔ پھر کہا کہ سنا کو تو تم جانتے ہو سنوت کیا ہے؟ اللہ نے چاہا تو میں تمہیں بتاؤں گا۔ پھر کہا محمدؒ نے کہ میں تیسری چیز بھول گیا ہوں)

حضرت انسؓ سے یہ روایت جس واسطہ سے میسر آتی ہے۔ وہ اگرچہ صرف نسائی میں نہیں بلکہ اور کتابوں میں بھی ہے۔ لیکن راوی کو ان سے سنوت کے بارے میں آگاہی نہ ہو سکی۔ اور راوی تیسری چیز بھی بھول گئے۔

سنا اور سنوت کے بارے میں روایات ابنِ مندۃ سے لے کر ابنِ عساکر تک اور ابو نعیم سے نسائی۔ ابن ماجہ اور طبری تک میں موجود ہیں۔ اس تواتر سے بات کی سچائی تو معلوم ہو گئی لیکن راویانِ احادیث سے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ سنوت سے مراد کیا ہے؟

السنّوت کیا ہے؟

السنا اور سنوت والی حدیث ابن ماجہ میں بھی بیان ہوئی

اس کی تشریح میں محمد ابن یزید ابن ماجہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی عمرو بن بکر سکسکی نے یہ حدیث ابن ابی عبلہ سے سنی تھی جن کا ارشاد تھا کہ سنوت اصل میں "ثبت" ہے جو کہ سویہ ہے۔ سویہ سے مراد وہ دانے ہیں جو سونف کی طرح کے ہوتے ہیں اور جن سے بچوں کے پیٹ سے نفخ اور ہوا نکالنے والی مشہور دوائی گرائپ واٹر بنتی ہے۔ دوسرے لوگوں سے تحقیق کے بعد وہ کہتے ہیں یہ وہ شہد ہے جو گھی کی مشکوں میں رکھا ہوا۔ اس کی سند میں وہ یہ شعر بیان کرتے ہیں۔

هم السمن بالسنوت لا السن بينهم

(ہم ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح ہیں جیسے کہ شہد کے ساتھ گھی)

علامہ وحید الزمان اسے شہد اور سونف قرار دیتے ہیں۔

محدثین کرام کی تحقیقات اور بزرگانِ سلف میں محدث عبد الطیف بغدادی کہتے ہیں کہ جب سنا کو ایسے شہد میں اچھی طرح ملالیا جائے جو گھی والی مشک میں رکھا گیا ہو تو یہ سنوت ہے۔ کیونکہ یہ دونوں اس کے مصلح ہیں۔ امام ابن القیم نے سنوت کی تشریح میں آٹھ امکانات کو بیان کیا ہے۔

۱۔ یہ شہد ہے۔

۲۔ یہ گھی کے منتکیزے کا جوہر ہے جو کہ گھی کے اوپر سیاہی مائل آجاتا ہے۔ یہی رائے عمرو سکسکی کی ہے۔

۳۔ یہ زیرہ (کمیون) کی طرح کی چیز ہے۔ ابن الاعرابی کی یہ رائے معتبر نہیں۔

۴۔ یہ کرمانی زیرہ ہے۔

۵۔ ابو حنیفہ دینوری اسے رازیانج قرار دیتے ہیں۔ جسے محدثین نے سونف قرار دیا ہے۔

۶۔ یہ شبت ہے۔ شبت کا ترجمہ سویا اور سویا کا ساگ بھی کیا گیا ہے۔

۷۔ حافظ ابوبکر السنی (محدث اور مصنف الطب النبویؒ) کی تحقیق کے مطابق یہ کھجور ہے۔
۸۔ یہ اصل میں وہ شہد ہے جو گھی کی مشک میں رکھا گیا ہو۔ کیونکہ شہد اور گھی دونوں اس کے مضر اثرات کی اصلاح کر سکتے ہیں۔

ابن القیمؒ محدث عبداللطیف بغدادیؒ کی آخری رائے کو زیادہ قرین قیاس تسلیم کرتے ہیں۔ محدث محمد بن احمد ذہبیؒ بھی عبداللطیف بغدادی کی رائے کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ سنا کے استعمال سے پیٹ میں ہلکی سی خیزش ہو سکتی ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ کسی ایسی چیز کا شامل ہونا ضروری ہے جو پیٹ سے ہوا نکال سکے اور قولنج کو رفع کرے جیسے کہ سونف۔ سویا۔ زیرہ۔ کھجور۔ ان میں سے ہر ایک کی صلاحیت یہی ہے۔ گھی آنتوں کو نرم کرتا ہے۔ اور شہد کا سرالریاح ہے۔ اس لیے مذکورہ آٹھ میں سے کوئی بھی سنا کے ساتھ مصلح بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

محدثین کے مشاہدات :

محدثین کرام نے زیادہ کاوش سنوت کی ماہیت کو متعین کرنے پر صرف کی ہے۔ حجاز میں مسہل کے لیے شبرم کا استعمال عام تھا۔ شبرم سے آنتوں میں سوزش ہونے کے ساتھ خون بھی آنے لگتا تھا۔ اس سے جلد پر دانے بھی نمودار ہو جاتے تھے اس لیے حاذق اطباء نے عہدِ رسالتؐ سے پہلے اور بعد شبرم کو انسانی استعمال کے ناقابل اور خطرناک دوائی قرار دیا ہے۔ حدیث میں دو مرتبہ "حار" کے لفظ کو محدث ابو عبید "حارٌ و جارٌ" قرار دیتے ہیں جس کے معنی تو وہی ہیں مگر شدت کا اظہار ہے۔ ابو حنیفہ دینوری بھی دوسرا لفظ "جارٌ" سمجھ کر اس کی مضرت پر زور دیتے ہیں۔

سنا حجاز کی ایک خودرو نباتات ہے۔ جس کی عمدہ ترین قسم مکہ میں پائی جاتی ہے۔ یہ پیٹ سے صفراء کو خارج کرتی ہے۔ سوداء کو نکالتی اور دل کے پردوں کو تقویت دیتی ہے

پٹھوں اور عضلات سے اینٹھن کو دور کرتی ہے۔ بالوں کو گرنے سے روکتی اور صحت مند بناتی ہے۔ جسمانی دردوں کو مٹاتی ہے۔ اس کے استعمال کی بہترین صورت اس کا جوشاندہ ہے۔ اس جوشاندہ کو پکاتے وقت اگر بنفشہ اور منقیٰ بھی شامل کر لیا جائے تو زیادہ مفید ہوگا۔ اس جوشاندہ کے پانچ ماشہ ایک معقول مقدار ہے۔

سنا جلدی امراض خاص طور پر پھوڑے پھنسیوں۔ خارش اور جسم پر پڑنے والے داغوں کے لیے بہترین دوائی ہے۔ اس کا لگانا مفید ہے۔

ذہبیؒ کی تحقیقات کے مطابق سنا ان ادویہ میں سے ہے جن کے فوائد لا انتہا ہیں اور اطباء قدیم نے جہاں بھی بات سمجھ میں نہ آئی وہاں سنا کا استعمال کیا۔ ان کے خیال میں اس کی افادیت کی اہم وجہ یہ رہی ہے کہ اس کے استعمال سے جسم کے غلیظ مادے باہر نکل جاتے ہیں اور اس طرح غلاظتوں کے اخراج سے جسم میں تندرستی کا عمل شروع ہو جاتا ہے ابن سینا نے اسے امراضِ قلب میں کام آنے والی ادویہ میں سرفہرست قرار دیا ہے۔ یہ جوڑوں کے درد کو دور کرتی ہے۔ دماغ سے وسوسوں کو نکالتی ہے اس بنا پر بعض اطباء نے اسے مرگی میں مفید پایا ہے۔

الرازی تجویز کرتے ہیں کہ سنا کے سفوف سے اس کا جوشاندہ بہتر ہے۔ اسے پکاتے وقت اس میں شاہترج کی شمولیت غلاظتوں کے اخراج میں زیادہ مفید ہوگی۔ لیکن وہ شاہترج کے علاوہ منقیٰ اور بنفشہ کو بھی ضروری سمجھتا ہے۔ البتہ مٹھاس کے لیے اس میں کھانڈ ضرور ملائی جائے۔ یہ جوشاندہ چار سے سات ماشہ تک استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس کے استعمال سے کمر درد۔ بواسیر۔ جوڑوں کا درد اور خارش دور ہو جاتے ہیں اگر اسے سرکہ کے ساتھ پکایا جائے تو یہ جلدی امراض کو دور کرتی ہے۔ اس کے لگانے سے سر میں سکری (لفہ) ایگزیما۔ پھنسیاں اور بال گرنے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

اطباء قدیم کے مشاہدات ؛ سنا کی بہترین قسم مکہ معظمہ سے حاصل ہونے

والی ہے۔ اس کے علاوہ سنا کی تمام قسمیں خواہ وہ مصری ہوں یا بھارتی فوائد میں کم تر ہیں۔ پکی سنا کے پتے سبز اور پھول زرد ہوتے ہیں۔ اس کی پھلی چپٹی کی بجائے گول ہوتی ہے۔ جب تیز ہوا چلتی ہے۔ تو اس میں سے خشخاس کی مانند دانے نکل کر پھیل جاتے ہیں۔ انہی دانوں سے نئے پودے ظہور میں آتے ہیں۔

اسے ادویہ مسہلہ میں اعلیٰ مقام ہے۔ یہ سوداوی، صفراوی اور بلغمی مادوں کو جسم سے نکالنے کا شاندار ملکہ رکھتی ہے۔ اس وجہ سے دمہ میں پھنسی ہوئی بلغم نکل جاتی ہے۔ دماغی نالیوں میں پھنسی ہوئی رطوبتیں نکلنے سے درد شقیقہ، مرگی، عرق النسار، گنٹھیا۔ اور پرانے سر درد میں مفید ہے۔ قلب کے عمل کو تقویت دیتی ہے۔ دماغ سے وسواس نکالتی ہے۔ خون صاف کرتی ہے اور پیٹ کے کیڑے مار دیتی ہے۔

سنا کو مفرد استعمال کرنا مناسب نہیں اس کے جوشاندہ میں گلاب کے پھول اور روغنِ بادام ملا لینا زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ گلاب کے پھول، ماشہ۔ آدھ سیر دودھ گائے کے ساتھ ایک تولہ برگ سنا پکا کر اس میں کھانڈ ملا کر پینا زیادہ منفعت بخش ہوتا ہے۔

اگر اسے تھوڑی مقدار میں دیا جائے تو ملین ہے۔ زیادہ مقدار میں مسہل ہے۔ اس سے پیٹ میں مروڑ اٹھتے ہیں۔ مگر ریوند چینی کی طرح بعد میں ردِ عمل کے طور پر قبض نہیں ہوتی۔ پیٹ سے سنا کی خاصی مقدار خون میں داخل ہو جاتی ہے۔ پھر پیشاب کے ذریعہ اسے سرخ رنگ دے کر خارج ہوتی ہے۔ ماں کے دودھ میں بھی اس کا اخراج ہوتا ہے جس سے بچوں کو دست لگ جاتے ہیں۔ سنا کے استعمال کے لیے جوشاندہ کے علاوہ خیسانده کی ترکیب بھی ہے۔

برگ سنا - سونٹھ تراشیدہ - آب مقطر

۲- اونس ۲½ گرام ایک لیٹر ان کو چینی کے برتن میں آدھ گھنٹہ پڑا رہنے دیں۔ اس کے بعد اس خیسانده کی خوراک ۲ تولہ ہے۔ ویدک طب میں اس

خیسانده کا نسخہ دوسری صورت میں ہے۔

برگِ سنا ۔ تراشیدہ سونٹھ ۔ لونگ (قرنفل) پانی

۲½ تولہ ۳½ تولہ ۳½ تولہ ۲۵ تولہ ۔ ان کو ایک گھنٹہ

ہلانے کے بعد قبض کے مریضوں کو ۳½ سے ۵ تولہ کی مقدار میں دیا جائے ۔ اس کے پینے کے آدھ گھنٹہ بعد پیشاب میں سرخی آجاتی ہے ۔ اس کی قولنجی صلاحیت کھانڈ ملانے سے بھی کم ہوجاتی ہے ۔ نمک کے ساتھ کھانے سے چہرہ شفاف ہوتا ہے ۔ چھاچھ کے ساتھ کھانے سے پرانا بخار ٹوٹ جاتا ہے ۔ بکری کے دودھ کے ساتھ کھانے سے بدن فربہ ہوتا ہے ۔ اونٹنی کے دودھ کے ساتھ کھانے سے سر کا بادی کا درد جاتا رہتا ہے ۔ املی کے پتوں کے ساتھ کھانے سے جنون اور مرگی میں فائدہ ہوتا ہے ۔ ڈھاک کے رس کے ساتھ کھانے سے منہ کی بدبو رفع ہوتی ہے ۔ آملہ کے رس کے ساتھ کھانے سے کوڑھ اور مقعد کے پھوڑے میں مفید ہے ۔ بکری کے دہی کے ساتھ کھانے سے زہر اُتر تا ہے انار کے دانوں کے رس کے ساتھ کھانے سے پیٹ سے ریاح نکل جاتے ہیں ۔ ادرک کے رس کے ساتھ کھانے سے بدہضمی رفع ہوتی ہے ۔ انگوروں کے رس کے ساتھ کھانے سے آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے لیے نرگنڈی کے رس کے ساتھ کھانے سے بادی اور دل کا گھٹنا کم ہوتا ہے ۔ نیم کے پتوں کے رس کے ساتھ کھانے سے برص مٹتا ہے ۔ پیپل کے دانوں (دار فلفل) کے ساتھ کھانے سے پاگل پن جاتا رہتا ہے ۔

اگر اسے ایک ماہ مسلسل کھایا جائے تو اعضاء جسمانی مستحکم ہوجاتے ہیں ۔ اور بال سیاہ ہو جاتے ہیں ۔ اگر چالیس روز کھایا جائے تو بدن سے خوشبو آنے لگتی ہے ۔

مقامی طور پر سنا ہر قسم کی خارش رفع کرتی ہے برگِ حنا ۔ شاہترہ اور سرکہ کے ساتھ پکا کر لگانے سے اگیزیما ۔ پھوڑے پھنسیاں رفع ہوتے ہیں ۔ مہندی کے ساتھ ملا کر سر پر لگانے سے بال سیاہ ہوتے ہیں اور سر کی پھنسیاں ٹھیک ہونے کے علاوہ بال

بڑھتے اور گنج مٹتا ہے۔

کیمیاوی تجزیہ : علاج کی غرض سے سنا کے پتے اور کونپلین استعمال کی جاتی ہیں۔ باور کیا جاتا ہے کہ ان کی کیمیاوی ہیئت میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ اس کا نباتاتی نام عبرانی زبان کے لفظ CASSIA سے حاصل ہوا ہے جس کے لفظی معنی کسی چیز کو کاٹ دینے کے ہیں کیونکہ یہ قاطع قبض ہے۔ اس کی کونپلیں سوکھے ہوئے ثمر کے تجزیہ سے اس میں بیروزہ۔ آکسلیٹ کے علاوہ سبز رنگ دینے والا عنصر TRI-HYDROXY FLANONE پایا جاتا ہے۔ جسے KAEMPOPHANOL بھی کہتے ہیں اس کے اجزاء عامل کا تعلق ANTHRONES سے ہے۔ جن کی قسمیں SENNOSIDES A - B C - D معلوم ہوئی ہیں۔ یہ اصل میں EMODIN ANTHR ONE GLUCOSIDES ہیں یہ وہ گروہ ہے جو مصبّر میں بھی کسی قدر سے پایا جاتا ہے۔ اسی بنا پر یہ تمام نباتات ANTHRACENE PURGATIVES کے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔

حال ہی میں ماہرین کیمیا نے ANTHRASQUINONES سے ایک جراثیم کش دوائی DONOMYCIN حاصل کی ہے۔ اب تک کی تمام جراثیم کش ادویہ ANTIBIOTICS پھپھوندی سے حاصل ہوتی ہیں۔ لیکن کسی کیمیکل سے کھانے والی جراثیم کش دوائی حاصل کرنے کا پہلا تجربہ ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس دوائی کو حاصل کرنا اتنا آسان ہے کہ ایک چھوٹی سی لیبارٹری میں یہ عمل انجام دیا جا سکتا ہے۔ DONOMYCIN ایک ایسی دوائی ہے جو مدتوں تک مؤثر رہ سکتی ہے۔ درجہ حرارت میں تبدیلی اس کی افادیت کو متاثر نہیں کرتی اور یہ نہ صرف عام پیپ پیدا کرنے والے جراثیم ہلاک کر سکتی ہے بلکہ GRAM NEGATIVE جراثیم کی ایسی قسموں پر بھی اثر انداز ہوتی ہے جن پر دوسری ادویہ بیکار پائی گئی ہیں۔ انسانی جسم اسے آسانی سے قبول کر لیتا ہے اور اس کے مضر اثرات کم ہیں اور جراثیم میں اس کے عادی ہو جانے کی استعداد نہیں ہوتی۔ اس لیے اسے مریض

کو شفا یابی تک اطمینان سے دیا جا سکتا ہے۔

(B - A) SENNOSIDES مسہل اور ملین اثرات کے لیے عام طور پر اس کے استعمال کئے جاتے ہیں اور انہی کی موجودگی کی شرح کی بنا پر اس کے تاثر کا مقام متعین کیا جاتا ہے۔

CHRYSOPHANIC ACID SENNA اس کے علاوہ اس میں

PHOECRETIN ___ TARTARIC ACID _____ MUCILAGE

PICRIN VEGETABLE SALTS MUCILAGE پائے جاتے ہیں۔

اطباء جدید کے مشاہدات:

طبّ جدید میں قبض کو توڑنے کے لیے اب تک پانچ ہزار سے زائد ادویہ مستعمل رہی ہیں۔ آج سے پچاس سال پہلے کی ادویہ کی فہرست بھی سینکڑوں میں تھی۔ مگر آج کے دوافروش کے پاس صرف تین ایسی ادویہ ہیں جو اس غرض سے کام آتی ہیں جن میں سے ایک سنا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک ہزار سالوں پر محیط طویل مشاہدات کے بعد سنا وہ منفرد دوائی ہے جس کی مقبولیت اور اہمیت آج بھی وہ ہے جو ہزار سال پہلے تھی۔

برٹش فارما کوپیا کوڈیکس نے اسے بطور ملین سرکاری طور پر تسلیم کیا ہے۔ اس کے معیار کے مطابق بھارتی سنا کے بیجوں پر چوڑائی میں دھاریاں پڑی ہوتی ہیں۔ جبکہ مصری سنا کے دانوں پر جالی سی بنی ہوتی ہے۔ ان کے سرکاری معیار کے مطابق بھارتی سنا میں SENNOSIDES-A + B کی مقدار ½۲۔ ا فیصدی ہونی چاہیئے جبکہ مصری میں یہ مقدار ۴ – ۲ فیصدی ہونی چاہیئے۔

مسلمہ مرکبات OFFICIAL PREPARATIONS

۱۔ سناکی گولیاں SENNA TABLETS ان میں اجزاء عامل SINNOIDES کی مقدار ۷۰ ملی گرام فی گولی ہونا ضروری ہے۔

۲۔ LIQUORICE COMPOUND POWDER اس کے اجزاء کا سرکاری تناسب حسب ذیل ہے۔

برگ سنا ۔ گندھک ۔ ملٹھی ۔ سونف ۔ کھانڈ

۱۶۰ گرام ۸۰ گرام ۱۶۰ گرام ۸۰ گرام ۵۲۰ گرام یہ تمام چیزیں باریک پیس کر ملائی جائیں۔ مقدار خوراک ۲ سے ۳ چھوٹے چمچے۔

۳۔ LIQUID EXTRACT SENNA اس کا نسخہ یہ ہے۔

برگ سنا	روغن کشنیز	الکحل	آب مقطر
۱۰۰ گرام	CORIANDER OIL ۶ ملی لیٹر	۲۵۰ ملی لیٹر	۱ لیٹر

اس کے علاوہ غیر سرکاری طور پر اس کا جزو عامل SENNO SIDE صاف کر کے ٹیکہ کی صورت میں دستیاب ہے۔ جسے زیر جلد یعنی HYPODERMIC-IC-INJECTION کے ذریعہ بطور مسہل استعمال کیا جاتا ہے اور اس کا نام SEINNATIN ہے۔

جلدی امراض میں سنا ایک لاجواب دوائی ہے۔ اسے مہندی اور کلونجی کے ساتھ ملا کر اگر سرکہ میں حل کر کے استعمال کیا جائے تو یہ پھپھوندی سے پیدا ہونے والی تمام بیماریوں اور خاص طور پر ان حالتوں میں جب زخموں پر تکلیف دہ چھلکے آئے ہوں، میں کمال کی دوائی ہے۔ ہومیو پیتھک طریقۂ علاج میں بھی سنا کو کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ ہاضمہ کی خرابی کی وجہ سے جب آکسلیٹ اور یوریٹ زیادہ مقدار میں پیدا ہو رہے ہوں تو سنا کا استعمال ان کے اخراج کا باعث ہوتا ہے۔ پیشاب میں آکسلیٹ آنے آئندہ کی پتھری کا پیش خیمہ ہونے کے ساتھ ساتھ جلن اور ذہنی پریشانی کا باعث ہوتے ہیں۔ کیونکہ یوریٹ اور آکسلیٹ پیشاب

یں حل نہیں ہوتے اور مریض کو سفید رطوبت کی صورت میں علیحدہ نظر آتے ہیں جسے ان پڑھ معالج جریان قرار دیتے ہیں۔ ایسے مریضوں کے لیے سنا مکی کا ملٹھی اور سونف کے ساتھ مرکب بڑے شاندار اثرات رکھتا ہے۔ کیونکہ اس کے چند روزہ استعمال سے پیشاب میں آنے والی سفید رطوبتیں ختم ہو جاتی ہیں۔

سنامکی کا مسلسل استعمال گردوں۔ پتہ اور مثانہ سے پتھری کو حل کرکے نکالنے میں شہرت رکھتا ہے۔

شہد — عسل

HONEY

MEL

قرآن مجید نے شہد کی مکھی کو اتنی اہمیت دی کہ ایک سورۃ اس کے نام سے نازل کی اور اس کے کمالات کی تعریف فرمائی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مکھی اور اس سے حاصل ہونے والے عناصر میں انسانی زندگی کے لیے افادیت پائی جاتی ہے۔ شہد کی عام مکھی کو علم الحیوانات میں APIS MELIFICA کہتے ہیں۔ یہ حیوانات کے APIS خاندان کی ایک رکن ہے جبکہ اسی خاندان کے اور اراکین جو شکل و صورت میں اس سے ملتے جلتے ہیں اسی قسم کا کام کرتے ہیں۔

بہت سے جانور۔ پرندے۔ کیڑے مکوڑے سے تحفظ ذات کے لیے گھر بناتے ہیں مگر جس طرح کا خوبصورت گھر۔ اس کا انتظام۔ شہد کی مکھی کرتی ہے کسی اور پرند اور چرند کے یہاں نہیں ملتا۔ مکھیوں کا چھتہ چھ کونوں والے خانوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ جن کی دیواریں موم سے بنتی ہیں۔ ان میں دراڑوں اور سوراخوں کو بند کرنے کے لیے درختوں کی کونپلوں سے بیروزہ کی طرح کا ایک لیسدار مادہ PROPOLIS حاصل کیا جاتا ہے۔ ان چھتوں میں درجہ حرارت کو قائم رکھنے کے لیے ایئر کنڈیشن کا مربوط انتظام ہے اور مکھیاں اپنے ناپسندیدہ حالات میں شدید جدوجہد کی ایک فعال زندگی گزارتی ہیں۔ ہر چھتے میں ایک ملکہ ہوتی ہے جو روزانہ ایک ہزار کے قریب انڈے دیتی ہے۔ کارکن مکھیاں ان انڈوں سے بچے نکالتے۔ ان کو غذا مہیا کرنے اور ان کے لیے رہائشی کمرے تیار کرنے میں ہمہ وقت مصروف رہتی ہیں۔ ان کی آبادیوں میں بے کار افراد کو قتل کر دیا جاتا ہے۔

کارکن مکھیاں تمام دن اڑتی ہوئی پھولوں سے " مار الحیات " NECTAR تلاش کرتی ہیں۔ ہر پھول کے نیچے مٹھاس کا ایک قطرہ ہوتا ہے۔ مکھیاں اس کی تلاش میں ڈال ڈال منڈلاتی ہیں اور جہاں سے مل جائے اسے اپنے منہ کی تھیلی میں رکھ کر چھتے کو لوٹ جاتی ہیں اور اپنی برادری کو اس علاقہ میں مزید مار الحیات کی موجودگی یا غیر موجودگی کی اطلاع بھی دیتی ہیں۔ ابتدائی طور پر اس مار الحیات میں ۸۰۔۵۰ فیصدی پانی ہوتا ہے۔ چھتے میں لے جا کر اسے گاڑھا کیا جاتا ہے اور جب اس سے شہد بنتا ہے تو اس میں پانی کی مقدار ۱۸۔۱۶ فیصدی کے درمیان رہ جاتی ہے۔

یہ مکھیاں خط استوا کی حدت سے لے کر برفانی میدانوں کی پرورت تک میں زندہ رہ سکتی ہیں۔ مگر ان کے چھتے کا اندرونی درجہ حرارت ۹۳°F کے قریب رہتا ہے۔ اگر آس پاس کا موسم ۵۰۔۱۲ تک بھی گرم ہو جائے تو چھتہ متاثر نہیں ہوتا۔ ٹھنڈک میں زیادتی کی وجہ سے ذخیرہ پر گزر اوقات اور خوشگوار موسم کا انتظار کرتی ہیں۔

ایک چھتہ سال میں تقریباً ۵۰ کلوگرام مار الحیات حاصل کر کے اس سے شہد تیار کرتا ہے۔ چھتوں میں شہد کے علاوہ موم اور پولن کے دانے بھی ذخیرہ کیے جاتے ہیں۔ پھولوں کی پتیوں کے درمیان ان کے تولیدی اعضاء ہوتے ہیں۔ مکھی جب اس کو چرنے کے لیے کسی پھول پر بیٹھتی ہے تو نر پھولوں کے تولیدی دانے اس کے جسم کو لگ جاتے ہیں جن کو POLLEN کہتے ہیں۔ پولن کے دانے لگی مکھی جب دوسرے پھول پر بیٹھتی ہے ہے تو اس کے نسوانی حصے ان دانوں کو اپنی جانب کھینچ کر بارووری حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح مکھی کی اڑان زراعت کے لیے ایک نہایت مفید خدمت سرانجام دیتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ امریکہ میں پیدا ہونے والی ۹۰ اقسام کی زرعی پیداوار کی ترویج اور باروری صرف شہد کی مکھی کی مرہونِ منت ہے۔ پولن کے جو دانے بچ جاتے ہیں۔ ان کو چھتے میں لے جا کر کارکنوں کی خوراک میں لحمی اجزاء کے طور پر شامل کر دیا جاتا ہے۔ ان کی کچھ

مقدار شہد میں بھی موجود ہوتی ہے۔ مغربی ممالک کے بہت سے لوگوں کو موسم بہار میں حساسیت کا دورہ پڑتا ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ حساسیت فضا میں اڑانے والے پولن کے دانوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس لیے جب یہ دانے شہد میں ملے ہوئے ایسے لوگوں کی غذا میں شامل ہوتے ہیں تو ان کو اس کے استعمال سے بھی حساسیت ہو جاتی ہے۔ علمی طور پر ایسا ہونا ممکن ہے۔ مگر ہم نے اپنی چالیس سالہ طبی زندگی میں ایسے مریض پانچ سے زیادہ نہیں دیکھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اکثر مریضوں میں شہد کی اپنی افادیت حساسیت پر غلبہ پا لیتی ہے۔

چھتوں سے شہد حاصل کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک تو ان کو نچوڑ کر شہد نکالا جائے اور دوسرے میں ان میں گھاؤ لگا کر شہد نکال لیا جاتا ہے۔ پہلے میں موم اور دوسری چیزیں بھی شامل ہوتی ہیں جبکہ دوسری میں خالص شہد کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔

شہد دنیا کی قدیم ترین غذاؤں اور دواؤں میں سے ہے۔ مصر قدیم میں لاشوں کو حنوط کرنے کے عمل میں بھی شہد استعمال ہوتا تھا۔ مصری مقابر میں بادشاہوں کی غذا کے ذخیروں میں شہد بھی رکھا جاتا تھا۔ پانچ ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے بعد یہ شہد خراب نہ ہوا۔ البتہ رنگ کالا پڑ گیا تھا۔ سولھویں صدی کے غرقاب جہاز اب جب برآمد ہوئے تو ان سے شہد کے جو برتن نکلے ان کا شہد صدیوں میں بھی خراب نہ ہوا۔

شہد کی زراعت

آسمانی کتابوں اور تجربات سے لوگوں کو شہد کی اہمیت سے روز بروز زیادہ واقفیت ہوتی جا رہی ہے جس کی وجہ سے اس کو تجارتی پیمانہ پر تیار کرنے کی ضرورت پیدا ہو گئی ہے۔ دنیا کی مارکیٹ میں اس وقت چین، امریکہ۔ روس، جرمنی۔ آسٹریلیا کنیڈا۔ میکسیکو۔ بڑے ممالک ہیں۔ مشرقِ وسطیٰ میں اسرائیل اور قبرص کا شہد بھی بڑا

مقبول ہے۔

شہد کا ذائقہ اور رنگت اس فصل پر منحصر ہوتا ہے جس کے پھولوں سے مکھیوں نے شہد حاصل کیا۔ اگرچہ آج کل کی تجارتی ضروریات مکھیوں کو اتنی مہلت نہیں دیتیں کہ وہ پھول پھول پھر کر "ماءالحیات" جمع کریں۔ اس کے باوجود بعض جگہوں خاص کر چین سے خصوصی کھیتوں کا شہد حاصل ہوتا ہے۔ پچھلے دنوں وہاں سے نیم کے درختوں سے حاصل ہونے والا شہد دیکھنے کا موقع ملا۔ اگرچہ رنگت میں سیاہی مائل تھا مگر ذائقہ میں ہلکی سی کڑواہٹ اس کو لذیذ بنا رہی تھی۔ چین کے لوگ عام مشروب کے طور پر شہد استعمال کرتے ہیں۔ اس لیے ان کی صحت بہتر اور شہد کی کاشت زیادہ ہوتی ہے۔

اندازہ لگایا گیا ہے کہ آج کل دنیا میں ہر سال ۔ ۔ ۔ ۰۰۰,۰۰۰,۵ کلو شہد سالانہ پیدا ہوتا ہے۔ جن میں امریکہ اور روس کی برآمد یکساں طور پر ۔۔۔۰۰۰,۰۰۰,۳ کلو بنائی جاتی ہے۔ ارجنٹائن اور میکسیکو سے کریم والا شہد اور کینیڈا سے ایسا شہد برآمد ہوتا ہے جس میں گلوکوس وغیرہ کی مقدار ۵۰ فیصدی تک ہوتی ہے۔

شہد سے یورپ میں مٹھائیاں اور بسکٹ بنتے ہیں۔ برٹش فارماکوپیا کے مشورہ کے مطابق کھانسی کے بعض شربت اس سے بنائے جاتے ہیں۔ اور بعض ممالک میں شہد سے ایک خاص قسم کی شراب کشید کی جاتی ہے جسے MEAD کہتے ہیں۔ باور کیا جاتا ہے کہ یہ جگر کو خراب نہیں کرتی۔ حالانکہ یہ مفروضہ غلط ہے۔ کیونکہ جگر اور اعصاب کو خراب کرنا الکحل کا خاصہ ہے اور وہ اس میں معقول مقدار میں موجود ہوتی ہے۔

ارشاداتِ قرآنی

قرآن مجید میں ایک سورۃ خصوصی طور پر شہد کی مکھی کے بارے میں موجود ہے۔ جس میں فرمایا گیا۔

واوحی ربك الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا ومن الشجر ومما یعرشون. ثم کلی من کل الثمرات فاسلکی سبل ربك ذللا یخرج من بطونها شراب مختلف الوانه فیه شفاء للناس ان فی ذلك لاٰیة لقوم یتفکرون۔ (النحل: ۶۸، ۶۹)

(تمہارے رب نے شہد کی مکھی پر وحی بھیجی کہ وہ پہاڑوں۔ درختوں کی بلندیوں پر اپنا گھر بنائے۔ پھر وہ ہر قسم کے پھلوں سے رزق حاصل کرے اور اپنے رب کے متعین کردہ راستہ پر چلے ان کے پیٹوں سے مختلف رنگ کی رطوبتیں نکلتی ہیں جن میں لوگوں کے لیے شفا رکھی گئی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نشانیاں ہیں تاکہ لوگ ان پر غور و فکر کر کے فائدہ اٹھائیں)

اس آیت مبارکہ میں تین اہم نکات ہیں کہ شہد کی مکھی کے ٹھکانے بلندیوں پر ہوں گے۔ وہ پھلوں سے اپنا رزق حاصل کرے گی اور اس کے منہ اور پیٹ سے متعدد اقسام کے جوہر خارج ہوں گے۔ "مختلف الالوان" کا مطلب صرف یہ نہیں کہ ان کے رنگ جدا جدا ہوں گے بلکہ ان کی قسمیں کئی ہوں گی اور ظاہر ہے کہ ہر قسم کے فوائد علیحدہ ہوں گے۔ اس امر کی نشان دہی اور ان میں انسانوں کے لیے شفا کا سراغ دینے کے بعد قرآن مجید ہم سے یہ توقع کرتا ہے کہ ہم ان کے بارے میں تحقیقات کریں۔ ان کے منہ اور پیٹ سے نکلنے والی رطوبتوں کا پتہ چلائیں اور ان کے فوائد کو معلوم کر کے اپنی بہتری کے لیے کام میں لائیں۔

وانہار من عسل مصفی ولھم فیھا من کل الثمرات۔ (محمد: ۱۵)

(جنت میں ملنے والی عمدہ اشیاء کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ وہاں پر عمدہ اور

خالص شہد کی نہریں ہوں گی اور ان لوگوں کے لیے ہر قسم کے پھل ہوں گے)

قرآن مجید میں جنت میں رکھی گئی چیزوں کا مختلف مقامات پر جو تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان میں زیادہ طور پر پھل۔ موتی۔ مونگے قیمتی دھاتیں اور زیورات ہیں مگر ان کے ساتھ وہاں پر بہنے والی نہروں میں چار چیزیں مذکور ہیں۔ دودھ ایسا لذیذ کہ پینے والے پسند کریں اور اس کا ذائقہ تبدیل نہ ہوگا۔ وہ شراب جو خوش ذائقہ ہے۔ شفاف پانی اور خالص شہد شہد اتنی عمدہ اور اہم چیز ہے کہ اسے جنت کے بہترین مشروبوں میں سے قرار دیا گیا۔

یاایھاالنبی لم تحرم ما احل اللہ لك تبتغی مرضات ازواجك واللہ غفور رحیم۔ (التحریم ۱)

(اے نبیؐ! تم کسی ایسی چیز کو کیوں حرام کر رہے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال کر دیا ہے۔ کیا تم ایسا کر کے اپنی بیویوں کی مرضی پوری کر رہے ہو ؟ تمہارا رب بخش دینے والا اور رحم کرنے والا ہے)

اللہ تعالیٰ نے شہد کو جو اہمیت عطا فرمائی یہ سورہ مبارکہ اس باب میں ایک دلچسپ پس منظر بیان کرتی ہے۔ امہات المومنینؓ نے دیگر خواتین کی طرح آپس کی چپقلش میں سرکار کو آلودہ کرنے کی ایک کوشش کی جس کا حال صحیح بخاری میں یوں مذکور ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب الحلوی والعسل۔ وکان اذا انصرف من العصر دخل علی نسائہ فیدنو من احداھن فدخل علی حفصۃ بنت عمرؓ فاحتبس اکثر ما کان یحتبس فغرت فسالت عن ذلك فقیل اھدت لھا امراۃ من قومھا عکۃ عسل، فسقت النبی

صلى الله عليه وسلم منه شربة ، فقلت : اما
والله لنحتالن له ، فقلت لسودة بنت زمعة !
انه سيدنو منك ، فاذا دنا منك فقولى :
اكلت مغافير فانه يقول لا ، فقولى له : ما
هذه الريح اجد ؟ سيقول لك سقتنى حفصة
شربة عسل ، فقولى : جرست نحله
العرفط وساقول ذلك ، وقولى له انت يا
صفية ذلك ، قالت تقول سودة فوالله
ماهو الا ان قام على الباب ، فاردت ان اناديه
بما امرتنى فرقا منك ، فلما دنا منها ، قالت
له سودة : يا رسول الله اكلت مغافير ؟ قال :
"لا" قالت : فما هذه الريح التى اجد منك ؟
قال سقتنى حفصة شربة عسل . قالت
جرست نحله العرفط فلما دار الى
قلت له نحو ذلك ، فلما دار الى صفية
قالت له مثل ذلك . فلما دار الى حفصة
قالت له : يا رسول الله الا اسقيك منه ؟
قال . "لا حاجة لى فيه" قالت سودة والله
لقد حرمناه ، فقلت لها : اسكنى .

(بخارى ومسلم)

در رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حلوہ اور شہد بہت پسند تھے ۔ ان کا دستور تھا کہ

وہ جب عصر سے فارغ ہوتے تو وہ ازواج کے پاس جاتے۔ ان میں سے کسی
ایک کے ساتھ جیل بھی کرتے۔ ایک روز جب وہ حفصہؓ بنت عمرؓ کے یہاں گئے
تو ان کا قیام معمول سے زیادہ دیر رہا۔ میں نے پتہ کروایا تو معلوم ہوا کہ اس کی قوم کی
کسی عورت نے اسے شہد کی ایک کپّی تحفہ میں دی ہے۔ اس نے حضور کو اس میں
سے شربت پلا کر زیادہ دیر روک لیا۔ میں نے اس پر قسم کھائی کہ میں اس کے توڑ
میں منصوبہ بناؤں گی۔ میں نے اس بارے میں سودہؓ بنت زمعہ سے کہا کہ جب
وہ تمہارے پاس آئیں تو کہنا کہ کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے۔ (مغافیر ایک بدبُودار
گوند تھی جو کہ عرفط کی جھاڑیوں سے حاصل ہوتی تھی اور حضورؐ بدبُو کو سخت ناپسند
کرتے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان کی ناپسندیدہ ترین چیز کا تذکرہ کراہت دلانی
چاہی) وہ کہیں گے کہ نہیں۔ پھر کہنا کہ پھر آپ سے یہ بدبُو کیسی آرہی ہے؟ وہ کہیں
گے میں نے تو حفصہؓ کے یہاں سے فقط شہد کا شربت پیا ہے۔ تب کہنا کہ ایسا
لگتا ہے کہ شہد کی مکھی عرفط کے درخت سے بھی رس چوس آئی ہوگی۔ اور میں بھی
ایسا ہی کہوں گی۔ پھر صفیہؓ سے مخاطب کر کے کہا کہ وہ بھی منصوبہ کے مطابق حضورؐ
سے ایسا ہی کہے۔ ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ ناگہاں حضورؐ تشریف لے آئے
اس وقت میرا جی چاہا کہ ان کو منصوبہ سے آگاہ کر دوں مگر اتنے میں وہ سودہ
کے قریب آ گئے۔ اور اس نے کہا "یارسول اللہ" کیا آپ مغافیر کھا کر آئے ہیں۔
انہوں نے کہا "نہیں" پھر اس نے کہا، تو آپ کے منہ سے یہ بدبُو کیسی آرہی
انہوں نے کہا کہ میں نے تو حفصہؓ کے یہاں سے صرف شہد پیا ہے۔ پھر اس نے کہا
ممکن ہے شہد کی مکھی عرفط کے درخت سے رس چوس آئی ہو۔ پھر وہ میری طرف
متوجہ ہوئے تو میں نے بھی اسی طرح کہا۔ اس کے بعد جب وہ صفیہؓ کی جانب متوجہ
ہوئے تو اس نے بھی وہی کچھ کہا۔

اگلے دن جب وہ حفصہؓ کے گھر گئے اور اس نے اُن سے شہد پینے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مجھے خواہش نہیں۔ اس پر سودہؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم نے اسے ان کے لیے حرام کروادیا۔ میں نے اسے کہا کہ چپ رہے۔

یہی روایت امام بخاریؒ نے عبید بن عمیرؓ کے توسط سے حضرت عائشہؓ سے جب بیان کی تو اس میں شہد پلانے والی زوجہ محترمہ کا نام زینبؓ بنت جحش مذکور ہے۔ اور حضرت حفصہؓ کا اسمِ گرامی سودہؓ کی جگہ بیان ہوا۔ اس روایت میں اہم بات یہ ہے کہ انہوں نے سارا منصوبہ سننے کے بعد فرمایا۔

"میں آئندہ کبھی شہد نہ پیوں گا۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے اوپر شہد حرام کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ التحریم اتاری اور فرمایا کہ بیویوں کی خواہش کو پورا کرنے کے لیے آپ اس چیز کو جو کہ حلال ہے۔ اپنے اوپر حرام نہ کر لیجیے۔

تمام واقعہ یہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کو کتنی اہمیت عطا فرمائی کیونکہ اگر ان کی تصیح نہ کی جاتی اور وہ آئندہ زندگی شہد سے کنارہ کش رہتے تو ان کی اُمت کا کوئی شخص شہد پر متوجہ نہ ہوتا اور اس طرح اُمتِ مسلمہ ایک مفید خوراک اور لاجواب دوا سے محروم ہو جاتی۔

کُتبِ مقدسہ

.... کچھ اس شخص کے لیے نذرانہ لیتے جاؤ۔ جیسے تھوڑا سا روغنِ بلسان۔ تھوڑا سا شہد۔ کچھ گرم مصالحہ اور مر۔ اور پستہ اور بادام

(پیدائش ۱۲-۱۱ : ۴۳)

یہاں پر شہد کو ان چیزوں میں شمار کیا گیا جو اتنی اہمیت رکھتی ہیں کہ ان کو تحفہ میں

دیا جائے۔

..... میں اترا ہوں کہ ان کو مصریوں کے ہاتھ سے چھڑاؤں اور اس ملک سے نکال کر ان کو ایک اچھے اور وسیع ملک میں جہاں دودھ اور شہد بہتا ہے۔ یعنی کنعانیوں اور حتیوں اور اموریوں فرزیوں اور حویوں اور یبوسیوں کے ملک میں پہنچاؤں۔ (خروج ۸ : ۳)

اسی باب کی آیت نمبر ۱۸، ۱۷ میں اسی بات کی تکرار ہے کہ قوم کو دودھ اور شہد کی نہروں والی مملکت میں آباد کیا جائے گا۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں جنت کی نشانیاں ہیں۔

..... اور موسیٰ سے کہنے لگے کہ جس ملک میں تو نے ہم کو بھیجا تھا۔ ہم وہاں گئے اور واقعی دودھ اور شہد اس میں بہتا ہے۔ (گنتی ۲۷ : ۱۳)

اسی قسم کی ایک جنتِ ارضی کی تعریف میں فرمایا گیا۔

وہ ایسا ملک ہے جہاں روغن دار زیتون اور شہد بھی ہے۔

(استثنا ۹ - ۸ : ۸)

شہد کے فوائد کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہوا۔

دیکھو میری آنکھوں میں ذرا سا شہد چکھنے کے سبب سے کیسی روشنی آئی۔

(سموئیل - ۴۴ - ۴۳ : ۱۴)

اسی باب میں مذکور ہوا۔

..... اور شہد اور مکھن اور بھیڑ بکریاں اور گائے کے دودھ کا پنیر داؤد کے اور اس کے ساتھ کے لوگوں کے کھانے کے واسطے لائے۔

(سموئیل ۲۹ - ۱۷)

وہ دریاؤں کو دیکھنے نہ پائے گا۔

یعنی شہد اور مکھن کی بہتی ندیوں کو۔ (ایوب ۱۷ - ۲۰)

زبورِ مقدس میں شہد کو اہمیت دیتے ہوئے ارشاد ہوا۔

وہ سونے سے بلکہ بہت کندن سے بھی زیادہ پسندیدہ ہیں وہ شہد سے بلکہ چھتے کے ٹپکوں سے بھی شیریں ہیں۔ (زبور۔ ۱۰۔ ۲۰)

اپنے بیٹے کو نصیحت ہوتی ہے۔

"اے میرے بیٹے تو شہد کھا کیونکہ وہ اچھا ہے۔ اور شہد کا چھتا بھی۔ کیونکہ وہ مجھے میٹھا لگتا ہے۔" (امثال۔ ۱۳ : ۲۴)

شہد کو بطور صفت قرار دے کر ارشاد ہوا۔

اے میری زوجہ! تیرے ہونٹوں سے شہد ٹپکتا ہے۔ شہد و شیر تیری زبان تلے ہیں۔ (غزل الغزلات ۱۱ : ۴)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت اور ان کی خوراک کے بارے میں ارشاد ہوا۔

..... وہ اس کا نام عمانوئیل رکھے گی۔ وہ دہی اور شہد کھائے گا جب تک کہ وہ نیکی اور بدی کے رد و قبول کے قابل نہ ہو۔

(یسعیاہ۔ ۱۵ : ۷)

انجیلِ مقدس میں مسیح کے حواریوں کی خوراک کے بیان میں ارشاد ہوا۔

"یہ یوحنا اونٹ کے بالوں کی پوشاک پہنے اور چمڑے کا پٹکا اپنی کمر سے باندھے رہتا تھا۔ اور اس کی خوراک ٹڈیاں اور جنگلی شہد تھا۔ (متی۔ ۴ : ۳)

ارشاداتِ نبویؐ

حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ روایت فرماتے ہیں۔

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قتل

اربع من الدواب۔ النملۃ، والنحلۃ والھدھد و الصور۔ (ابوداؤد، دارمی)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار حشرات کو مارنے سے منع فرمایا۔ چیونٹی شہد کی مکھی۔ ہدہد اور چڑی ممولا)

چیونٹی۔ ہدہد اور چڑی ممولا (غالباً نیلیر) چونکہ درختوں کو نقصان دینے والے کیڑوں کو کھاتے ہیں۔ اس لیے ان کو مارنا لوگوں کا خود اپنا نقصان ہے اور یہی کیفیت شہد کی مکھی کے بارے میں ہے۔

حضرت ابوسعید الخدریؓ روایت فرماتے ہیں۔

قد جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اخی استطلق بطنہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسقہ عسلا۔ فسقاہ ثم جاء فقال سقیتہ فلم یزدہ الا استطلاقا۔ فقال لہ ثلث مراۃ ثم جاء الرابعۃ فقال اسقہ عسلا فقال لقد سقیتہ فلم یزدہ، الا استطلاقا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدق اللہ وکذب بطن اخیک فسقا فبرأ۔ (بخاری ومسلم)

(ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیان کیا کہ اس کے بھائی کو اسہال ہو رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے شہد پلاؤ۔ وہ پھر آکر کہنے لگا کہ شہد پینے سے اسہال میں اضافہ ہوا۔ انھوں نے پھر فرمایا کہ شہد پلاؤ۔ اسی طرح وہ حال بیان کرتا تین مرتبہ آچکا تو چوتھی مرتبہ ارشاد ہوا کہ اسے شہد پلاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سچ کہا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ

جھوٹ کہتا ہے۔ اس نے پھر شہد پلایا تو مریض تندرست ہو گیا)۔

یہ حدیث علم العلاج اور ماہیئت مرض کے بارے میں ایک روشن راہ ہے۔ کیونکہ اسہال کا سبب آنتوں میں سوزش ہے۔ جو کہ جراثیم یا ان کی زہروں یعنی TOXIN یا وائرس سے ہو سکتی ہے۔ اگر ایسے مریض کی آنتوں میں حرکات کو فوری طور پر بند کر دیا جائے تو سوزش بدستور رہے گی یا زہریں وہیں رہ جائیں گی۔ اس لیے علاج کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ پہلے آنتوں کو صاف کیا جائے۔ پھر جراثیم مارے جائیں۔ شہد میں یہ صلاحیت تھی کہ وہ یہ دونوں کام کر سکتا تھا۔

اسہال کے جدید علاج میں آجکل یہ کوشش ہو رہی ہے کہ بار بار کی اجابتوں سے مریض کے جسم سے نمکیات نکل جاتے ہیں جس کی وجہ سے اس کی موت بھی ہو سکتی ہے یا پانی کی کمی سے گردے بیکار ہو جاتے ہیں۔ اس کا حل یہ تلاش کیا گیا ہے کہ مریض کو نمک اور گلوکوس کا ایک مرکب پانی میں گھول کر بار بار پلاتے ہیں۔ پاکستان میں یہ ORS کے نام سے مشہور ہے۔

شہد میں یہ تمام چیزیں موجود ہیں۔ پانی میں گھول کر شہد دینے کا مطلب یہ ہے کہ مریض کو نمکیات کی مکمل ضروریات کے ساتھ توانائی مہیا کرنے والے عناصر بھی حاصل ہوں اور اس طرح نہ صرف کہ وہ صحیح طریقہ سے تندرست ہو گا بلکہ بعد میں کوئی پیچیدگی یا کمزوری بھی نہ ہو گی۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من لعق العسل ثلاث غدوات فی کل شھر لم یصبہ عظیم من البلاء۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

(جو شخص ہر مہینہ میں کم از کم تین دن صبح صبح شہد چاٹ لے اس کو اس مہینہ میں کوئی بڑی بیماری نہ ہو گی)۔

یہ ہمارا ذاتی تجربہ ہے کہ باقاعدہ شہد پینے والے کو دل۔ گردوں اور پیٹ کی کوئی بیماری نہیں ہوتی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دو اہم ارشادات منقول ہیں۔

کان احب الشراب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم العسل۔ (بخاری)

(پینے والی چیزوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد سب سے زیادہ پسند تھا)

انہوں نے اپنی پوری زندگی میں روزانہ شہد پیا۔ اور ہمیشہ تندرست رہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یحب الحلوی و العسل۔ (بخاری)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حلوہ (مٹھاس) اور شہد بہت زیادہ پسند تھے)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیکم بالشفائین: العسل والقرآن۔ (ابن ماجہ، مستدرک الحاکم)

(تمہارے لیے شفا کے دو مظہر ہیں۔ شہد اور قرآن)

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ

ان کان فی شیء من ادویتکم خیر ففی شرطۃ محجم او شربۃ عسل۔

(تمہاری دواؤں میں سے کسی چیز میں بھلائی کا اگر کوئی عنصر ہے تو وہ پچھنے لگانے اور شہد پینے میں ہے)۔

مسند احمد میں اسی حدیث میں عسل کے بعد مذکور ہے۔

"او لدغۃ بنار توافق داء وما احب ان اکتوی"

(یا آگ سے جلانا بھی بیماری کے مطابق ہے۔ مگر میں آگ سے جلانے کو پسند

نہیں کرتا ہے

مسند احمد میں عقبہ بن عامر رضؓ سے بھی تقریباً یہی الفاظ مروی ہیں۔ بخاری اور ابنِ ماجہ نے یہی ارشادِ گرامی الفاظ کے معمولی ردوبدل کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے روایت کیے ہیں۔

الشفاء فی ثلاثۃ۔ شربۃ عسل وشرطۃ محجم وکیۃ نار، وانھی امتی من الکی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان الخاصرۃ عرق الکلیۃ اذا تحرک اذی صاحبھا فداوھا بالماء المحرق والعسل۔

(ابوداؤد، مستدرک الحاکم، ابونعیم، الحارث)

(خاصرہ گردے کا ایک اہم حصہ ہے۔ جب اس میں سوزش ہوجائے تو گردے والے کو بڑی تکلیف ہوتی ہے . . . . اس کا علاج جلے ہوئے پانی اور شہد سے کیا جائے)

خاصرہ سے مراد گردے کا بطن ہے جسے طب میں PELVIS کہتے ہیں۔ محدثین نے جلے ہوئے پانی سے مراد اُبلا ہوا پانی لیا ہے۔ مگر صحابہ کرام رضؓ نے سنت کی پیروی میں "ماء المحرق" کی جگہ ہمیشہ بارش کا پانی استعمال کیا ہے۔

"کنز العمال" میں مسند فردوس کے حوالہ سے حضرت انس بن مالک رضؓ سے ایک روایت کا خلاصہ ان الفاظ میں ملتا ہے۔ جو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی ہے۔

درھم حلال یشتری بہ عسلا ویشرب بماء المطر شفاء من کل داء۔ (مسند فردوس)

(اپنی حلال کی کمائی کے درہم سے شہد خرید کر اسے بارش کے پانی میں ملا کر پینا

تقریباً سبھی بیماریوں کا علاج ہے)

حضرت خثرمؓ بن حسان بن عامر بن مالک بیان کرتے ہیں۔

بعثت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من وعك بی والتمس منه دواء وشفاء فبعث الی بعكة من عسل۔ (مسند عامر بن مالك، ابن عساكر، ابن ابی شیبة، ابن مندة)

(میں بیمار ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گرامی میں ملتجی ہوا کہ وہ مجھے دوا اور دُعا سے فیض یاب کریں۔ انہوں نے جواب میں مجھے شہد کی کپی روانہ فرمائی)

بیمار نے دوا طلب کی تھی۔ جس کے جواب میں شہد عطا فرمایا گیا۔ مطلب صاف ظاہر ہے تم اسے پیو۔ ٹھیک ہو جاؤ گے۔

حضرت علیؓ بن ابوطالب روایت فرماتے ہیں۔

اذا اشتکی احدکم فلیسئل امراته ثلاثة دراهم او نحوها فلیشتر بها عسلا ولیأخذ من ماء السماء فیجمع هنیئا مریا وشفاء ومبارکا۔

(ابن المنذر، ابن ابی حاتم، احمد بن الفرات)

(تم سے جب کوئی بیمار ہو تو اپنی بیوی سے تین درہم یا اس سے کچھ کم لے کر اس کا شہد خرید لائے۔ پھر اس میں آسمان کا پانی ملا کر انہیں خلوصِ دل کے ساتھ پی لے کہ مبارک بھی ہے اور شفا کا مظہر بھی)

حمید بن زنجویہ۔ سیوطی اور رزین نے حضرت عبد اللہؓ بن عمر کا ایک دلچسپ عمل ان کے غلام نافعؓ سے بیان کیا ہے۔

كان لا يشكو قرحة ولا شيئا الا جعل عليه عسلا حتى الدمل، اذا كان به طلاه عسلا فقلنا له تداوى

الدمل بالعسل ؟ — فقال الیس یقول اللہ۔
"فیہ شفاء للناس"

(وہ جب بھی بیمار ہوئے یا ان کو کوئی زخم ہوتا فوری طور پر علاج کرتے۔ حتیٰ کہ اگر ان کو پھنسی بھی نکلتی تو اس پر شہد لگاتے تھے۔ ہم نے ایک روز تعجب سے کہا کہ کیا آپ پھنسی پر شہد لگاتے ہیں؟ فرمایا! "کیا خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ اس میں لوگوں کے لیے شفاء ہے)

مسند احمد بن حنبلؒ میں متعدد روایات اس امر کی ہیں کہ جسمانی کمزوری، تھکن اور مختلف امراض کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی شہد کا شربت اور کبھی دودھ میں شہد ملا کر پیا لوگوں کو بھی ایسے ہی تلقین فرمائی۔

عن ابن عباس قال اول ما سمعنا بالفالوذج ان جبرائیل علیہ السلام ارسل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان امتك تفتح علیهم الارض فیفاض علیهم فقال الدنیا حتی انهم لیا کلون من الفالوذج۔

"فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما الفالوذج قال یخلطون السمن والعسل جمیعًا۔ فشهق النبی صلی اللہ علیہ وسلم لذالك شهقة" (ابن ماجۃ)

(حضرت عبداللہؓ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ ہم نے ابھی فالودہ کے بارے میں نہ سنا تھا کہ ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور فرمایا کہ آپ کی امت بہت سے ملکوں کو فتح کرے گی اور ان کو بہت زیادہ مال و دولت ملے گی اور وہ فالودہ کھائیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ فالودہ کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ گھی اور شہد کو ملا کر اسے بناتے ہیں

اس پر آپ رونے کی آواز نکال کر روئے۔

حضرت جابرؓ بن عبداللہ روایت فرماتے ہیں۔

اهدی للنبی صلی اللہ علیہ وسلم عسل فقسم بیننا لعقة لعقة فاخذت لعقتی ثم قلت یا رسول اللہ ازداد اخری۔ قال نعم۔ (ابن ماجة)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفہ میں شہد آیا۔ انہوں نے ہم سب کو تھوڑا تھوڑا چاٹنے کے لیے مرحمت فرمایا۔ میں نے اپنا حصہ چاٹ کر مزید کی عرض کی اور انہوں نے قبول فرمائی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم پانے والے صحابہ کرامؓ بھی شہد کو بہت پسند کرتے تھے۔ امہات المؤمنینؓ میں اس کی پسند کا یہ عالم تھا کہ ایک صاحب مسئلہ پوچھنے حضرت عائشہؓ صدیقہ کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ ایک اندھے کو سنگترے کی قاشیں چھیل کر ان کو شہد میں ڈبو کر کھلا رہی ہیں۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ نابینا حضرت ام مکتومؓ ہیں جن کے خلوص کو اللہ تعالیٰ نے اتنی اہمیت دی۔ کہ ان کے متعلق قرآن مجید کی ایک سورۃ نازل ہوئی۔ اور اسی اہمیت کے اعتراف میں وہ ان کی ذاتی طور پر خاطر و مدارات کر رہی تھیں۔ خاطر داری کے لیے انہوں نے سنگترہ پسند فرمایا جو کہ عرب میں اب بھی نہیں ہوتا۔ اس لحاظ سے وہ تحفہ چیز تھی جس کے ساتھ شہد ملا کر اس کی لذت اور افادیت میں اضافہ ہو گیا۔

محدثین کے مشاہدات

جب عوف بن مالک الاشجعی بیمار ہوئے تو اپنے بیٹے سے کہا کہ وہ کسی گھر سے بارش کا رکھا ہوا پانی مانگ لائے۔ اس نے مقصد پوچھا تو فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

"وانزل من السماء ماء مبارکۃ۔"

(ہم نے آسمان سے ایک برکت والا پانی اتارا ہے)

پھر فرمایا کہ شہد لاؤ اور اس کی توضیح میں فرمایا کہ قرآن مجید نے اس کی اہمیت کی سند یوں عطا کی ہے۔

"فیہ شفاء للناس"

(اس میں لوگوں کے لیے بیماریوں سے شفا رہے)

اس کے بعد زیتون کا تیل طلب فرمایا اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ قرآن مجید نے اسے کتنی اہمیت عطا کی ہے۔

"من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ"

(یہ زیتون کے مبارک درخت سے ہے)

انہوں نے ان تینوں چیزوں کو ملایا اور پی گئے۔ دو تین دن میں تندرست ہو گئے یہ واقعہ ابوالعباس احمد بن علی العبیدی المقریزی نے بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ حضرت عوف بن مالک ہمیشہ شہد کا سرمہ لگایا کرتے تھے۔

ابن کثیرؒ نے حضرت علیؓ کا ایک نسخہ بیان کیا ہے کہ مریضوں کو ہدایت کرتے تھے کہ قرآن مجید کی کوئی آیت کاغذ پر لکھ کر اسے بارش کے پانی سے دھو کر اس پانی میں شہد ملا کر پی لیں شفایاب ہو جائیں گے۔

جامع الاصول میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا نسخہ مذکور ہے کہ قرآن مجید کی کوئی بھی آیت لکھ کر اس پر شہد لگا دیا جائے۔ پھر اس کو چاٹ لیں شفا ہو جائے گی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ قرآن مجید اور شہد کو شفا کا مظہر قرار دیا ہے اس لیے ان دونوں بزرگوں نے قرآن مجید کی صفت شفا سے استفادہ حاصل کرنے کے لیے اس کے ساتھ شہد کو شامل کر لیا۔ کیونکہ اس کی شفا کا انکشاف بھی قرآن مجید نے کیا اور وہ

خود اپنی خاصیت کا یوں اظہار کرتا ہے۔

"ما ھو شفاء و رحمۃ للمؤمنین"

(اس میں شفا کے علاوہ اور کچھ نہیں لیکن یقین کرنے والوں کے لیے)

محدثین کرام نے زیادہ توجہ اس حدیث پر دی ہے جس میں ابو سعید الخدریؓ اسہال کے مریض کی تین۔ چار۔ مرتبہ آمد کے بعد شفا ر بیان کرتے ہیں۔ اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ کذب بطن اخیک ۔ اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ شہد ایک یا دو مرتبہ پلانا بیماری کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے کافی نہیں۔ ضرورت اس کی تھی کہ وہ بار بار پیئے تاکہ بیماری پیدا کرنے والے جراثیم ہلاک ہو جائیں ۔ اس کے بعد شہد کی مزید مقدار اس لیے مطلوب ہوئی کہ وہ ان مردہ جراثیم اور ان کی زہروں کو پیٹ سے نکال دے اور اس طرح مریض کو شفا طبی نقطہ نظر سے مکمل طور پر ہوئی۔ کیونکہ اجابتوں کی کثرت کو کم کر دینا علاج نہ تھا۔ یہ مظاہرہ اس اہم حقیقت کی دلالت کرتا ہے کہ شہد پیٹ میں موجود مختلف بیماریوں کے جراثیم ہلاک کرتا۔ آنتوں کے زخموں کو مندمل کرتا اور تندرستی کو بحال کرتا ہے۔ یہ علاج اسہال کے درجہ اول اور ثانیہ میں از حد مفید رہے گا۔

آج تک کے اطبا کا طریقہ یہ رہا ہے کہ وہ اسہال کے مریضوں کا علاج ایسی ادویہ سے کرتے ہیں جو قابض ہوتی ہیں اور مریض بھی یہی چاہتا ہے کہ بار بار کی حاجت سے نجات پائے۔ مگر یہ عمل مریض کی اپنی صحت کے لیے خطرناک ہے۔ کیونکہ آنتوں کی حرکات کو روک کر دل کو مفلوج کیا جا سکتا ہے۔ دوسری صورت میں جراثیم وہاں مقیم رہ کر مستقل طور پر سوزش پیدا کرتے رہیں گے اور ان کی زہریں اعصابی نظام کے لیے مستقل خطرہ بنی رہیں گی۔ اس علاج سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی الٰہی سے علم طب پر مکمل عبور حاصل تھا اور انہوں نے وہی کچھ کیا جو ایک حاذق اور معاملہ فہم معالج کو کرنا چاہیئے۔

بہترین شہد فصل ربیع کا ہے۔ اس کے بعد موسم گرما کا اور پھر سردی کا۔ اطباء اس امر پر متفق ہیں کہ یہ بہترین دوا اور بہترین ٹانک ہے۔ کیونکہ یہ جسمانی قوتوں کو جلا دیتا ہے۔ یہ مقوی بدن ہے۔ معدہ کو طاقت دیتا ہے۔ بھوک بڑھاتا ہے۔ بوڑھوں کو توانائی اور مخرج بلغم ہے۔ پیٹ کو نرم کرتا ہے۔ باؤلے پن میں مفید ہے۔ یہ ادویہ کو حل کر کے ان کے اثرات کو بڑھانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اگر اس میں گوشت رکھ دیا جائے تو تین ماہ تک اسے گلنے نہیں دیتا۔ اسی طرح یہ تین ماہ تک سبزیوں کو بھی محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اسی لیے علماء نے اسے "الحافظ الامین" کا لقب دیا ہے۔

اگر اسے جسم پر لگایا جائے تو یہ ایک عظیم نعمت ہے۔ جوؤں کو مار دیتا ہے۔ بال ملائم اور لمبے کرتا ہے۔ اس کا سرمہ آنکھوں کو روشن کرتا ہے۔ اس کا منجن دانتوں کو چمکاتا اور مسوڑھوں کی حفاظت کرتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شہد کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا کہ

"علیکم بالشفائین العسل والقرآن"

تو یہ اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ ایک روحانی امراض کے لیے دوسرا جسمانی کے لیے یکساں طور پر مفید ہی نہیں بلکہ دونوں اقسام کی صحت کو تحفظ دیتا ہے۔ شہد کو اگر غذا کہیں تو مکمل غذا ہے۔ اگر اسے مشروب قرار دیں تو مفرح اور مقوی مشروب ہے اور پیاس کو تسکین دیتا ہے۔ جسم سے صفرا کو زائل کرتا ہے۔ محدثین نے سرکہ کو اس کا مصلح قرار دیا ہے۔ اسے صبح نہار منہ کھانا یا پینا معدہ کو ہر قسم کی غلاظت سے پاک کر دیتا ہے۔ جگر، گردوں اور مثانہ سے غیر مطلوبہ عناصر کو خارج کرتا ہے۔ محدث عبد اللطیف بغدادیؒ کہتے ہیں کہ اکثر بیماریوں میں شہد دوسری چیزوں سے اس لیے افضل ہے کہ یہ جسم کے سدوں کو کھولتا۔ غلاظتوں کو حل کر کے نکالتا اور جسم کو دھو کر صاف کر دیتا ہے اور اطباء عرب نے اسے اس لیے بھی فضیلت دی ہے کہ

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یشرب کل یوم قدح عسل ممزوجا بالماء علی الریق ۔ (ابن القیم ، ذہبی)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح نہار منہ پانی میں شہد گھول کر اس کا پیالہ پیا کرتے تھے)۔

ان کے اس عمل کو سامنے رکھیں تو ہماری توجہ ان کی تندرستی اور اپنی صحت کو قائم رکھنے کے امور کی جانب مبذول ہو جاتی ہے۔ اس غرض کے لیے وہ شہد کے علاوہ کم کھاتے تھے۔ کھجور یا منقہ کا پانی پینے تھے۔ تیل پیتے تھے۔ سرمہ لگاتے تھے۔ پیدل چلتے تھے اور گندی غذا اور چکنائیوں کی کثرت سے پرہیز کرتے تھے۔

وہ طب الاجساد اور طب الارواح پر دسترس رکھنے کے ساتھ ان کو عملی طور پر دکھاتے تھے تاکہ لوگ زمینی اور روحانی امراض سے محفوظ رہیں۔

محدثین کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے شہد میں مختلف بیماریوں سے بچاؤ اور علاج کی جو صلاحیت رکھی ہے وہ اسی طرح ہے جیسے کہ قرآن مجید سینہ کے جملہ مسائل کے لیے خواہ وہ شکوک اور شبہات ہی کیوں نہ ہوں شفا ہے۔

ابن القیمؒ بیان کرتے ہیں کہ شہد ایک ایسی منفرد چیز ہے کہ جو دوا اور غذا ہونے کے ساتھ ساتھ کسی بھی نسخہ میں کسی فکر کے بغیر شامل کی جا سکتی ہے۔ اطباء قدیم نے شہد کا ذکر بطور مٹھاس کے کیا ہے۔ وہ اس کے جملہ کمالات سے آشنا نہ تھے۔ البتہ مصریوں کے محفوظ کر دینے والے اثرات سے واقفیت تھی۔ کیونکہ یہ لاشوں کے اجسام کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اس کے فوائد سے مکمل واقفیت عہدِ رسالت اور اس کے بعد ہوئی ہے۔ کیونکہ جب قرآن مجید نے اسے شفاء کا مظہر بنایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے فوائد کا عملی مظاہرہ دکھایا تو دیکھنے اور سننے والے مجبور ہو گئے کہ اس کے افادات پر ایمان لائیں۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قرار دیا ہے کہ قرآن اور شہد میں شفاء

ہے تو ان میں ان فوائد کی موجودگی ایک یقینی امر ہے۔ اگر کسی کا قرآن سے علاج کیا جائے تو اس سے شفا حاصل کرنے کے لیے اس پر ایمان اور یقین کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن نے اپنی شفائی صفت کے لیے مؤمنین کی تخصیص کی ہے۔ اور اگر اس سے کسی کو شفا نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس پر خود یقین نہیں رکھتا تھا۔ جیسے کہ حضرت ابوہریرہ رضؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"من لم یستشف بالقرآن فلا شفاہ اللہ"

اسی موضوع پر ابنِ قانع نے رجاء الغنوی رضؓ سے یہ حدیث بیان کی ہے۔

استشفو بما حمد اللہ بہ نفسہ قبل ان یحمدہ خلقہ و بما مدح اللہ بہ نفسہ الحمدللہ و قل ھو اللہ احد، فمن لم یشفہ القرآن فلا شفاہ اللہ۔

ان دونوں روایات میں قرآن سے شفاء حاصل کرنے کی ترکیب بیان کرنے کے بعد یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ جس کسی کو قرآن سے بھی شفاء حاصل نہ ہو سکے تو پھر وہ یہ سمجھ لے کہ اب شفایاب ہونا اس کی قسمت میں نہیں۔

ابنِ القیمؒ قرآن اور شہد سے شفا کو ایمان اور یقین سے مشروط کرتے ہیں۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طب وحی الٰہی سے وجود میں آئی۔ وہ نبوّت کی روشنی ہے۔ جبکہ دوسرے علاج قیافہ پر مبنی ہیں اور یہاں پر کسی غلطی یا شبہ کا کوئی امکان نہیں جب قرآن نے شہد میں شفاء کا پتہ بتایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مختلف صورتوں میں تصدیق کی ہے تو پھر اس پر شبہ کرنا ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔

شہد بلاشبہ ایک جامع اور مکمل غذا ہے۔ یہ جسم سے فاسد مادوں کو نکالنے کے علاوہ زہریلے اثرات سے بچاتا ہے جیسے کہ زہریلی کھنبی کھانے کے بعد یا افیون کا

نشہ اتارنے کے لیے اسے پانی میں گھول کر دینا کافی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عاداتِ مبارکہ کے بارے میں یہ ثابت ہے کہ وہ اسے پانی میں گھول کر پیتے تھے اور ہمیشہ خالی پیٹ یا نہار منہ استعمال فرمایا۔ اس عادت مبارکہ میں حکمت یہ تھی کہ یہ فوراً جذب ہوکر معدہ سے غلاظت کو نکالتا۔ معدہ کے خم کو صاف کرتا۔ اور جسم کو جملہ امراض سے محفوظ رکھتا ہے اسی عادت کا فائدہ حضرت ابوہریرہ رضؓ کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس نے مہینے میں تین روز بھی شہد چاٹ لیا وہ اس ماہ کسی بڑی بیماری میں مبتلا نہ ہوگا۔"

ان کی شہد پینے کی عادت کا فائدہ ان کی حیات مطہرہ کے مطالعہ سے ثابت ہے کہ وہ کبھی ایک دن کے لیے بھی نہ تو بیمار ہوئے اور نہ کسی سفر یا جنگ کے دوران اپنی کمزوری یا تھکن کا اظہار فرمایا وہ نبوت کے عہدہ جلیلہ پر تقریباً ۲۴ سال متمکن اور فائز رہے۔ اور اس طویل عرصہ میں ان کی زندگی کے ہر پل کی خبر ہمیں میسّر ہے۔ انہوں نے روزانہ شہد پی کر یہ واضح کر دیا کہ اگر کوئی یہ عادت اپنا لے تو پھر وہ عام طور پر تندرست ہی رہے گا۔

اطبائے قدیم کے مشاہدات :

قدیم مصر کے حکمار شہد سے واقف تھے۔ لاشوں کے محفوظ کرنے کے عمل میں شہد استعمال کیا جاتا تھا۔ شاہی دستر خوان پر شہد ہمیشہ موجود رہتا تھا اور جب بادشاہ مرتے تھے تو ان کی ضروریاتِ زندگی مقابر میں ان کے ساتھ دفن کی جاتی تھیں۔ کھدائی کے دوران ہر مقبرے سے شہد کی کپیاں برآمد ہوئی ہیں۔ کمال کی بات یہ ہے کہ آٹھ ہزار سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود یہ شہد انسانی استعمال کے قابل پایا گیا۔ اس میں اگر کوئی تبدیلی واقع ہوئی تو صرف اتنی کہ اس کا رنگ سیاہی مائل ہو گیا تھا۔ لوگوں نے اسے کھایا اور ذائقہ ٹھیک ٹھاک تھا۔

آریو ویدک طب کی مشہور کتاب "سسشرت" میں شہد کی آٹھ آٹھ قسمیں مذکور ہیں۔

۱۔ **مکشیکا** : یہ وہ شہد ہے جسے عام مکھیاں جمع کرتی ہیں۔

۲۔ **بھرا مارا** : یہ شہد سیاہ رنگ کی مکھیوں کا ہوتا ہے اور اس مکھی کو بھی بھرا مارا کہتے ہیں۔ یہ شہد بلغم۔ کھانسی۔ بخار اور نکسیر میں دوسری اقسام سے زیادہ مفید ہے۔

۳۔ **کشودھارا** : یہ چھوٹے جسم کی چمک دار مکھی کا شہد ہے جس کی عام خاصیات تو مکشیکا کی مانند ہیں۔ لیکن آنکھوں کی بیماریوں میں تریاق ہے۔

۴۔ **پوتیکا** : یہ چھوٹے قد کی سیاہ مکھی کا شہد ہے جو اپنے حجم میں تتلیوں سے ملتی جلتی ہے۔

۵۔ **چھاترا** : یہ بھڑ کی شکل کی زرد مکھی ہے جس کا چھتہ چھتری کی شکل کا ہوتا ہے۔ یہ شہد خون کی قے۔ تلی۔ پیٹ کے کیڑوں۔ سوزاک۔ ہسٹریا۔ متلی اور زہروں کے علاج میں زیادہ مفید ہے۔

۶۔ **ارگما** : یہ جنگلی شہد ہے۔ جو بھرا مار اقسم کی مکھی جمع کرتی ہے۔ مگر اس مکھی کا رنگ سنہری ہوتا ہے۔ یہ شہد امراضِ چشم۔ بواسیر۔ ہیضہ۔ کھانسی۔ تپ دق۔ یرقان اور زخموں کے علاج میں مفید ہے۔

۷۔ **اودلاکا** : یہ حقیقت میں شہد نہیں بلکہ یہ ایک بدبودار گاڑھی رطوبت ہے۔ سفید چیونٹوں کے بلوں میں ملتی ہے۔

۸۔ **دالا** : یہ وہ شہد ہے جو صاف کیے بغیر پھولوں میں ہوتا ہے یہ پیٹ میں صفرا اور تیزاب پیدا کرتا ہے۔ بلغم کو نکالتا ہے۔ متلی اور سوزاک سے شفا دیتا ہے۔

ہندو دیومالا کے مطابق بھگوان برہما نے انسانوں کی بھلائی کے لیے طب کا علم اسنی کمار کو یاد کروایا جس کے نسخے بعد میں سسشرت کی شکل میں مرتب ہوتے۔ ایک

اندازہ کے مطابق یہ کتاب تین ہزار سال سے زیادہ پرانی ہے۔

قرآن مجید نے فرمایا ہے کہ ہر قوم اور ہر ملک میں وہاں کے حالات کے مطابق خدا کا پیغام لے کر انبیاء کرام تشریف لاتے رہے۔ طب کا علم ہمیشہ سے آسمانی قرار دیا جاتا ہے۔ اس لیے ممکن ہے کہ ہندوستان میں تشریف لانے والے پیغمبروں نے یہاں کے رہنے والوں کو بھی زمین پر اس نادر روزگار تحفہ کے بارے میں باخبر کر دیا ہو۔ ویدوں نے شہد کی جن آٹھ قسموں کا ذکر کیا ہے۔ وہ حقیقی نہیں۔ ان میں سے کم از کم دو شہد نہیں اور دو کا وجود مشتبہ ہے۔ مگر وہ اپنے نسخوں میں شہد کو سوزاک، امراضِ بطن۔ امراضِ اعصاب۔ امراضِ العین۔ ہیضہ اور دوسری متعدد بیماریوں میں بڑے وثوق سے استعمال کرتے ہیں۔

بوعلی سینا اور قانون کی شرح کرنے والوں نے شہد کی ماہیت کے بارے میں کہا ہے کہ

"یہ ایک قسم کی شبنم خفی ہے جو پھولوں اور نباتات پر گرتی ہے۔ اس کو ایک نیش دار مکھی چوس کر اپنے چھتے میں کھانے کے واسطے جمع کر لیتی ہے۔"

یہ وہ ابتدائی دور تھا جب لوگوں کے پھلوں پھولوں اور حیوانات کے بارے میں ثقہ معلومات میسر نہ تھیں۔ اسی ضمن میں "مشکاۃ اللائذین فی علم الا قرابادین" کے مؤلف محمد اختری عبدالفتاح لکھتے ہیں۔

"شہد جوہر نشکری ہے۔ جو ایک قسم کی مکھی سے حاصل ہوتا ہے اور باعتبار قانون اور مکافات کے کبھی جما ہوا ہوتا ہے اور کبھی پتلا کبھی سفید زردی مائل ہے۔"

اطبائے قدیم کے نزدیک وہ شہد جو چھتے سے ٹپک کر از خود گر رہا ہو وہ سب سے عمدہ ہے۔ جبکہ چھتے سے نچوڑ کر نکالا گیا ہوا موم سے آمیز ہوتا ہے۔ جس میں موم نہ

ہو۔ سُرخ رنگ۔ گاڑھا۔ شفاف۔ خوش مزا اور خوشبودار ہو وہ سب سے عمدہ ہوتا ہے
فصل ربیع کا شہد موسمِ گرما سے بہتر ہوتا ہے۔ جو شہد پرانا ہو گیا ہو وہ مضر ہے بعض اطباء
نے دو سال پرانے شہد کو زہریلا قرار دیا ہے۔

ماء العسل بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ دو گنی مقدار کے پانی میں اسے اتنا جوش
دیں کہ ایک حصہ اڑ جائے اور اس دوران سطح کے اوپر سے جھاگ اتارتے رہیں۔ اگر اسے
مرکب بنانا چاہیں تو پانی کی بجائے عرقیات از قسم بید مشک۔ گلاب۔ بادیان یا کیوڑا استعمال
کیے جا سکتے ہیں۔ یہ مرکب کم ملین ہے۔ بلکہ بلغمی مزاج والوں کے لیے قابض ہے۔

شہد بلغم لزج کو نکالتا ہے۔ سدہ کھولتا ہے۔ ردی رطوبتیں نکالتا ہے۔ اگر
کثرت سے کھایا جائے تو استسقاء یرقان۔ عسر البول۔ ورم طحال۔ فالج۔ لقوہ۔ زہروں کے
اثرات۔ امراضِ سر و سینہ میں مفید ہے۔ پیاس کو بجھاتا ہے۔ پتھری کو خارج کرتا ہے
معدہ۔ باہ اور بصارت کو قوت دیتا ہے۔

شہد کھانے سے پیشاب۔ دودھ اور حیض میں اضافہ ہوتا ہے۔ جگر کو قوت ملتی
ہے اور گردہ مثانہ کی پتھری کو توڑ کر نکالتا ہے۔ اسے کمیون یعنی زیرہ کے پانی کے ساتھ
اسے پینا عضتہ الکلب اور زہروں کے علاج میں مفید ہے۔ بعض اطباء کا کہنا ہے کہ اگر
کوئی عورت نہار منہ شہد پئے اور اس کے بعد اس کے پیٹ میں مروڑ پیدا ہو تو وہ حاملہ ہے
پیٹ بڑھ جانے اور استسقاء کی بیماری میں شہد ایک لاجواب دوائی ہے۔ بیس گرام شہد
تین گنا پانی میں ملا کر کافی دن پینے سے پیٹ سے پانی نکل جاتا ہے۔

شہد کو کندر کے ساتھ ملا کر دینے سے سینہ اور پھیپھڑوں کا تنقیہ ہوتا ہے۔ یہ
پتھری نکالنے میں زیادہ مفید ہے۔ یرقان کو دور کرتا ہے۔ بارتنگ کے پانی میں شہد
کو گھول کر حقنہ کرنے سے بڑی آنت کے زخم مندمل ہو جاتے ہیں۔ بو علی سینا اسے
مقوی معدہ قرار دیتا ہے۔ اگر اسے عرقِ گلاب میں حل کر کے پئیں تو اور زیادہ مفید ہے۔

یہ آنتوں کے ورم کو تحلیل کرتا ہے۔

شہد کی بعض قسموں کو بلغمی اور صفراوی مزاج والوں کے لیے قابض بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ اطباء تجویز کرتے ہیں کہ ان مزاجوں کے لوگ اسے سرکہ کے علاوہ استعمال نہ کریں۔ اگر کسی کی آنتوں میں زخم ہوں اور ان زخموں یا مزمن سوزش کی وجہ سے اسے بار بار اجابت ہو رہی ہو تو ان مریضوں میں شہد چونکہ زخموں سے جلن اور التہاب دور کرے گا اس لیے نتیجہ میں قبض ہو جائے گی۔ جیسے سرکہ ملا کر دور کرنا علم الامراض کے مطابق بھی درست عمل نہ ہوگا۔ ایسے میں شہد کے ساتھ جو کا دلیا جو کا پانی شامل کرنا مرض کو دور کرنے میں بھی مفید ہوگا اور ردِعمل کے طور پر قبض بھی نہ ہوگی۔

مقامی استعمال:

دانتوں کے لیے شہد ایک بہترین ٹانک ہے۔ اسے سرکہ میں حل کر کے دانتوں پر ملنا ان کو مضبوط کرتا ہے اور مسوڑھوں کے ورم دور کرنے کے علاوہ دانتوں کو چمکدار بناتا ہے۔ گرم پانی میں شہد اور سرکہ کے ساتھ نمک ملا کر غرارے کرنے سے گلے اور مسوڑھوں کا ورم جاتا رہتا ہے۔ شہد میں انزروت اور نمک ملا کر بہتے کان میں ڈالنے سے پیپ بند ہو جاتی ہے۔ قلمی شورہ پانی میں بھگو کر اس میں شہد ملا کر کان میں ڈالنا ثقل سماعت میں مفید ہے۔

حساسیت میں شہد

انگلستان میں سالفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر لاری کرافٹ نے حساسیت اور موسم بہار میں حساسیت کی وجہ سے ہونے والے بخار کے ۲۰۰ مریضوں پر تجربات کے بعد ثابت کیا ہے کہ یہ عوارض کسی اور دوائی کو شامل کیے بغیر صرف شہد سے ٹھیک

ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر کرافٹ کے مطابق یہ شہد باغوں سے حاصل کیا گیا ہو اور اسے بار بار یا زیادہ گرم نہ کیا گیا ہو۔ گندم کے آٹے میں شہد ملا کر مرہم سی بنا کر پھوڑے پھنسیوں اور اورام حارہ پر لگانا ان کو مندمل کر دیتا ہے۔ شہد میں سرکہ اور نمک ملا کر چھائیں پر لگانے سے داغ دُور ہو جاتے ہیں۔ روغن گل میں ملا کر گندے زخموں پر بطور مرہم لگانے سے ان کی عفونت رفع کر کے انہیں ٹھیک کر دیتا ہے۔ عرقِ گلاب میں شہد ملا کر بالوں میں لگانے سے جوئیں مر جاتی ہیں۔ بال ملائم اور چمکدار ہو جاتے ہیں۔ چھائیں کو دور کرنے میں سرکہ کی نسبت قسط شیریں کے ساتھ شہد کا مرکب بعض اطباء کے نزدیک زیادہ مؤثر ہے۔ چونکہ یہ اندر کی رطوبتیں بھی کھینچ کر نکال سکتا ہے، اس لیے عرق النساء کے درد میں اس کا لیپ بڑا مفید ہے۔

شہد کی کیمیائی ہیئت :

ایک ملی لیٹر شہد کا وزن ۲۰ء۰ پر ۱ء۳۶ سے ۱ء۳۵ گرام ہوتا ہے۔ اس میں پانی کی مقدار اگرچہ موسم۔ درجہ حرارت، اور آس پاس کی زراعت سے تبدیل ہوتی رہتی ہے لیکن امریکی معیار کے مطابق اس میں ۱۸ء۸۸ فیصدی پانی ہوتا ہے۔

دنیا کے شہد پیدا کرنے والے ممالک میں امریکہ۔ روس، چین میکسیکو۔ آسٹریلیا۔ ارجنٹائن اور سائپرس شامل ہیں۔ عام طور پر شہد میں ۴ء۶ فیصدی موم ہوتی ہے۔ مگر موم کی مقدار شہد نکالنے کے طریقہ اور چھتے کی آبادی پر بھی منحصر ہے۔ اگر چھتے ٹپک کر اپنے آپ ٹپکنے لگیں تو ایسے شہد میں موم بہت کم ہو گی۔ اسی طرح کٹ لگا کر نکالے ہوئے شہد میں موم کی مقدار کم ہوتی ہے جبکہ چھتے کو نچوڑ کر نکالنے کی صورت میں موم زیادہ ہوتی ہے۔ شہد کو گرم کریں تو یہ موم سے پہلے پگھل جاتا ہے۔ موم ۴ء۵۰ ۱ پر پگھلتی ہے۔

جسم انسانی کی ساخت میں جتنے بھی کیمیاوی مرکبات استعمال ہوتے ہیں یا انسان کو

ان کی ضرورت رہتی ہے۔ان میں سے ہر عنصر شہد میں موجود ہے۔اشیائے خوردنی میں حیاتین کی موجودگی کے بارے میں اصول یہ ہے کہ بعض خوراکیں ایسی ہیں جن میں حل پذیر وٹامین ہوتے ہیں اور بعض ایسی ہیں جن میں چکنائی میں حل ہونے والے وٹامین از قسم A-D-E-K پائے جاتے ہیں۔شہد وہ منفرد مرکب ہے جس میں ہر قسم کے وٹامین موجود ہیں۔

شہد میں موجود مشہور عناصر۔مٹھاس۔فرکٹوس۔فارمک ایسڈ۔فرازی تیل۔موم اور پولن POLLENGRAINS ہوتے ہیں۔۴۰،۶۰ ــــ ۵۰ پر شہد دانے دار بن جاتا ہے۔اس کے اجزاء میں اہمیت مٹھاس کو ہے۔کیمیاوی طور پر مٹھاس کی سب سے مشکل قسم نشاستہ ہے جب ہم روٹی کی صورت میں نشاستہ منہ میں ڈالتے ہیں تو چبانے کے دوران تھوک کا جوہر PTYALIN نشاستہ کو گلوکوس میں تبدیل کر دیتا ہے۔جس سے ہم لقمہ کو چباتے چباتے مٹھاس محسوس کرنے لگتے ہیں۔قرآن مجید نے مکھیوں کے منہ میں متعدد قسم کے جوہروں کی نشاندہی کی ہے۔اور علم کیمیا کی ترویج سے اس ارشادِ ربانی کی صداقت کا عمل یوں معلوم ہوا ہے۔کہ یہ پھولوں سے حاصل ہونے والی چیزوں اور خاص طور پر پولن کے دانوں میں موجود نشاستہ کو فرکٹوس میں تبدیل کر دیتی ہیں۔اسی طرح مکھی کے راستہ میں چینی بھی آتی ہے۔جسے کیمیاوی طور پر SUCROSE کہتے ہیں۔مکھی کے منہ میں ایک ہاضم جوہر INVERTASE کے نام سے پایا جاتا ہے۔وہ چینی یا دوسری نشاستہ دار چیزوں کو آسان ساخت کی مٹھاسوں یا INVERT SUGARS میں تبدیل کر دیتے ہیں۔عام شہد میں مٹھاسوں کی شرح اس طرح بیان کی گئی ہے۔

۱۲٪ ــــ ۸۰   ۹۳٪ ــــ ۶۰

جبکہ کینیڈا میں پیدا ہونے والے شہد کا معیار یہ ہے۔

۷،۶٪ ــــ ۵،۰   ۷۸٪ ــــ ۶۰

پاکستان کونسل برائے سائنٹفک ریسرچ لاہور کی لیبارٹری میں علم الغذا کے ماہر ڈاکٹر فرخ حسین شاہ نے بازار سے شہد کے ۲۵ نمونے حاصل کیے جن میں سے ۲۰ معیار سے کم تھے۔ اس کے بعد انہوں نے واہ۔ چھانگا مانگا جنگل اور زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ذریعہ مختلف فصلوں کے شہد کا تقابلی جائزہ لیا اور یہ اعداد و شمار جاری کیے ہیں۔

INSOLUBLE SOLIDS　SUCROSE　ASH　MOISTURE

کونپلوں کا شہد ۱۳٫۵، ۰٫۵۲ ۶۶٫۶۰، ۶٫۷، ۰٫۱۵ .

لوکاٹ کا شہد ۱۸٫۹، ۰٫۶ ۶۴٫۵، ۲٫۸، ۰٫۱۵ .

سرسوں کا شہد ۱۶٫۸، ۰٫۶۱ ۷۰٫۲، ۲٫۳، ۰٫۱۵ .

سنگتروں کا شہد ۱۲٫۴، ۰٫۵۶ ۷۱٫۴، ۱٫۲، ۰٫۲۰

(واہ)

سنگتروں کا شہد ۱۳٫۵، ۰۰٫۵۸ ۶۹٫۲، ۲٫۲، ۰٫۵۰

(زرعی یونیورسٹی)

گلاب کا شہد ۱۷٫۴، ۰۰٫۵۴، ۵۸٫۰، ۱۰٫۰، ۰٫۵۰

(واہ)

گلاب کا شہد ۱۲٫۲۰، ۰۰٫۵۵، ۵۸٫۵، ۹٫۸، ۰٫۵۰ .

زرعی یونیورسٹی

جنگل شہد ۱۳٫۸، ۰٫۶۸، ۶۲٫۱، ۳٫۳، ۰٫۳۲

(چھانگا مانگا)

اس جائزہ سے اہم نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ شہد میں موجود عناصر فصل۔ موسم اور علاقہ کے مطابق تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

مکھی جب خوراک کی تلاش میں پھرتی ہے تو یہ ضروری نہیں کہ وہ ہر مرتبہ پھولوں پر ہی جائے۔ اسے راستہ میں گنے کا رس۔ گڑ۔ راب۔ کھانڈ کے ڈھیر یا مصری کی ڈلیاں بھی میسر آسکتی ہیں۔ شہد کی مکھیاں پالنے والے ادارے اور کمپنیاں اپنی کھپت کو بڑھانے کے لیے چھتوں کے قریب کسی سستی قسم کی مٹھاس کا ڈھیر لگا دیتے ہیں۔ مکھیاں چھتوں سے اڑتی ہیں ان ڈھیروں پر بیٹھ کر وہاں سے مٹھاس لے کر لوٹ آتی ہیں۔ اس کو مکھیوں کے جوہر — DIASTASE اور INVERTASE فرکٹوس میں تبدیل کر دیتے ہیں کیونکہ یہ چھتوں میں چینی کا وجود پسند نہیں کرتیں۔ اگر کسی چھتہ میں چینی ملتی ہے۔ تو یہ وہی مقدار ہوتی ہے۔ جو ابھی تبدیلی کے مرحلہ سے نہیں گزری۔ مٹھاس کے ڈھیروں سے حاصل ہونے والا شہد بالکل خالص ہوتا ہے۔ مگر اس کا معیار وہ نہیں ہوتا جو پھولوں سے حاصل ہونے والے شہد کا ہوتا ہے۔ ان میں لحمیات نہیں ہوتے اور کیمیاوی عناصر کی مقدار بھی برائے نام ہوتی ہے۔ قدرتی طریقہ سے حاصل ہونے والے شہد میں اضافی تاثیریں بھی شامل ہوتی ہیں۔ مثلاً چین سے آنے والا نیم کا شہد اگرچہ سیاہی مائل اور کسیلا ہوتا ہے مگر وہ کسی بھی دوائی سے زیادہ مصفی خون ہوتا ہے۔ یوکلپٹس کا شہد تیز اور بدبودار ہوتا ہے۔ جبکہ یہ زکام اور کھانسی میں بڑا مفید ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی اور گائے کے دودھ کی احادیث میں ایک اہم نکتہ بیان فرمایا ہے کہ یہ ہر قسم کے درختوں پر چرتے ہیں۔ اسی طرح شہد کی مکھی کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ ہر قسم کے پھولوں سے رس چوستی ہے اور ان کے پولن اس کے جسم سے لگے ہوتے ہیں۔ اس لیے باہر سے آنے والی خوبصورت بوتلوں کا شہد خالص تو ضرور ہے مگر معیار کے لحاظ سے گھٹیا ہوتا ہے۔

مکھیاں جب بھنبھناتی ہیں تو اپنے پروں کی حرکت سے شہد کو پنکھا کر کے اس کا پانی اڑا کر شہد کو گاڑھا کرتی ہیں۔ عام طور پر شہد میں یہ عناصر ہوتے ہیں۔

POTASSIUM	SODIUM	CALCIUM
۳۵	۷٫۱	۷٫۷
PROTEINS	WAX	CARBOHYDRATES
۰٫۶ – ۲٫۶۷	۴٫۶	۷۴٫۳
PHOSPHORUS	SULPHUR	CHLORINE
۳۲٫۳	۰٫۸	۲۶٫۳
MAGNESIUM	COPPER	IRON
۲٫۰	۰٫۰۴	۰٫۲۰

ایک سو گرام شہد میں عناصر کے اس تناسب کے علاوہ یہ جسم انسانی کو حرارت کے ۳۰۰ حرارے بھی مہیا کرتا ہے۔

لاہور کارپوریشن کے پبلک انالسٹ عارف شاہ نے شہد میں کیمیاوی عناصر کی موجودگی پر خصوصی تحقیقات کی ہیں۔ انہوں نے اس میں لیتھیم بھی پایا اور ان کی تحقیق کے مطابق پاکستانی شہد میں پانی کی مقدار ۲۰ فیصدی جبکہ برطانوی معیار بھی اس کے قریب ہے البتہ امریکہ اور کینیڈا میں پانی اس لیے کم ہوتا ہے کہ وہ قدرتی شہد استعمال نہیں کرتے۔

شہد کی مکھیاں بھی دوسرے جانداروں کی طرح بیمار ہوتی ہیں۔ اگر یہ کسی دوسرے چھتے کا شہد کھا لیں تو اکثر بیمار پڑ جاتی ہیں۔ کیونکہ وہاں کی بیماریاں ان تک آ جاتی ہیں۔ مکھیوں کی زندگی کو آجکل کا سب سے بڑا خطرہ کیڑے مارنے والی ادویہ سے ہے۔ فصلوں اور گھروں سے کیڑے ختم کرنے کے لیے جو ادویہ استعمال ہوتی ہیں ان میں سے ہر ایک ان مکھیوں کو بھی مار سکتی ہے۔ چونکہ آجکل فصلوں پر سپرے کرنے کا رواج ہو چکا ہے۔ اس لیے مکھیوں کی تعداد کم ہونے لگی ہے اور یہی صورتِ حال پرندوں

کی بھی ہے۔ برطانیہ اور امریکہ میں مکھیاں پالنے والے اپنی مکھیوں کو کھانڈ میں FUMAGILLIN ملا کر کھلاتے ہیں جس سے ان کو کرم کش ادویہ سے نقصان کا احتمال کم ہو جاتا ہے۔

پاکستان میں خالص خوراک کے قوانین کے تحت تجزیہ کرنے کے لیے درج ذیل معیار مقرر ہے۔

پانی یا نمی		۲۵ فیصدی سے زائد نہ ہو
راکھ	ASH	۰٫۵ فیصدی
چینی	SUCROSE	۱۰ فیصدی
	REDUCING SUGAR	۶۰ فیصدی سے کم ہو
	FIEHME'S TEST	اگر اس کا رنگ گلابی ہو جائے تو شہد میں چینی یا شربت کی ملاوٹ ہے۔
لاہور کی فوڈ لیبارٹری میں		آخری ٹیسٹ کے علاوہ

BROWN'S TEST مزید اطمینان کے لیے کرتے ہیں۔ اگر اس کے پھول کا رنگ گلابی سے زرد ہو جائے تو شہد میں ملاوٹ موجود ہے۔ عارف شاہ پچھلے بیس سال سے اشیاء خوردنی کے معیار کا تجزیہ کر رہے ہیں ان کی رائے میں شہد کے یہ معیاری ٹیسٹ ہر طرح سے جامع اور مکمل ہیں۔ ان کے ذریعہ شہد میں ملاوٹ کا یقیناً پتہ چل جاتا ہے۔

لوگوں نے شہد کی پہچان کے لیے کئی طریقے مشہور کیے ہیں۔ ایک میں نمک کی ڈلی شہد میں ملاتے ہیں۔ اگر شہد نمکین ہو جائے تو ملاوٹ والا ہے۔ خالص شہد میں نمک حل نہیں ہوتا۔ ٹیسٹ غلط نہیں۔ لیکن اس میں ۲۵ فیصدی پانی بھی ہوتا ہے جس میں نمک حل ہو سکتا ہے۔ اس لیے ذائقہ نمکین ہو جانے کے باوجود شہد خالص ہو سکتا ہے۔

کہتے ہیں کہ خالص شہد روٹی پر لگا کر کتے کو کھلایا جائے کتا شہد نہیں کھاتا۔ جبکہ شیرہ کھا لیتا ہے۔ یہ بھی کوئی معیار نہیں۔ کیونکہ عین ممکن ہے کہ کتا کسی وقت کھانے کے موڈ ہی میں نہ ہو۔ جس کا غلط مطلب نکل سکتا ہے۔

شہد آسانی سے پانی میں حل نہیں ہوتا۔ جب خالص شہد قطرہ قطرہ پانی کے پیالہ میں ٹپکایا جائے تو یہ قطرے ثابت و سالم پیندے تک چلے جاتے ہیں۔ جبکہ شربت یا شیرہ کا قطرہ پیندے تک جانے سے پہلے ٹوٹ کر حل ہو جاتا ہے۔

پھولوں کے تولیدی دانے مکھی کے جسم کو چپک جاتے ہیں۔ یہ اور مکھیوں کے اپنے ساختہ لحمیات بھی شہد میں ہوتے ہیں۔ یہ لحمیات کی ایک خاص قسم ہے جو جسم کے دفاعی نظام کی ترویج میں اہم مقام رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ لحمیات کی قسم کے عناصر PROTEINS منہ کا لعاب اور رنگ دار مادے بھی شہد میں موجود ہوتے ہیں۔

شہد کی مکھی کی اگرچہ کئی قسمیں ہیں۔ مگر ان میں سے ہر قسم ڈنگ مارنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس ڈنگ کا سیال دانے دار ہوتا ہے۔ جو انجکشن کی مانند جسم میں داخل کیا جاتا ہے۔ جب یہ جسم میں داخل ہوتا ہے تو وہاں پر جلن اور درد ہوتے ہیں۔

دو انچ مربعہ رقبہ سرخ ہو جاتا ہے۔ پھر حساسیت شروع ہوتی ہے اور ورم آجاتا ہے۔ یہ ورم ڈنگ والی جگہ پر بھی ہو سکتا ہے اور پورے جسم پر ہونے کے ساتھ ساتھ سانس کی نالیوں میں آکر تنفس میں رکاوٹ سے موت کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ مگر ایسا عام طور پر نہیں ہوتا۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ڈنگ کو کھرچ کر نکال دیا جائے۔ اور حساسیت کا علاج کیا جائے۔

مکھیاں دھوئیں سے ڈرتی ہیں۔ ان کو سکھا کر پیس کر ہومیوپیتھک طریقہ علاج میں مختلف بیماریوں میں استعمال کرتے ہیں۔ طب جدید میں مکھی کے ڈنگ کا ایملشن بنا کر FORAPIN کے نام سے بازار میں ملتا ہے۔ اس کو لگانے سے جلن ہوتی ہے۔ مگر

یہ گنج پر بال اگانے اور جوڑوں کے دردوں میں بڑا مفید ہے۔

جدید مشاہدات :

شہد ایک مکمل غذا اور قابلِ اعتماد دوا ہے۔ اس میں قدرت نے مختلف اجزا کو اس خوبصورتی سے ترتیب دیا ہے کہ دنیا کی کسی بھی بیماری میں اسے استعمال کرنا نقصان کا باعث نہیں ہوتا۔ ذیابیطس کے مریضوں کو مٹھاس کی ممانعت ہوتی ہے۔ شہد میٹھا ہے۔ مگر اس کے باوجود شوگر کی بیماری میں مضر نہیں۔ چونکہ اس میں گلوکوس اور چینی نہیں ہوتے اور اگر ہوں بھی تو ان کے ساتھ مکھیوں کے منہ سے نکلنے والے جوہر شامل ہوتے ہیں اس لیے وہ جسم میں جا کر کسی خرابی کا باعث نہیں بنتے۔

ایک پاکستانی سیاست دان کو ذیابیطس کی بیماری تھی۔ وہ سالانہ پڑتال اور علاج کے لیے نیویارک پالی کلینک میں داخل ہوئے۔ ان کو بیس دن زیرِ مشاہدہ رکھنے کے بعد ڈاکٹروں نے اشیائے خورد و نوش کی ایک فہرست تیار کر کے دی کہ اگر وہ اس فہرست کے اندر رہیں گے تو ان کی بیماری قابو میں رہے گی۔ اس فہرست میں کسی قسم کی مٹھاس شامل نہ تھی۔ انہوں نے ڈاکٹروں سے پوچھا کہ اگر وہ چائے۔ دودھ۔ دہی کو میٹھا کرنے کے سکرین کی بجائے شہد ڈال لیا کریں تو کیسا رہے؟ ڈاکٹروں نے اس عمل کی شدید مخالفت کی تو انہوں نے ان کو بتایا کہ وہ اس سارے عرصہ میں روزانہ چھ بڑے چمچے شہد پیتے رہے ہیں اور شہد کی اتنی معقول مقدار کے باوجود ان کے پیشاب اور خون میں شکر کی مقدار بڑھ نہ سکی۔ ڈاکٹروں کو بتایا گیا کہ قرآن نے شہد کو شفا بتایا ہے اور اس سے نقصان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ہم نے اپنے ذاتی مشاہدے میں ہزاروں مریضوں کو شہد پلایا۔ بعض مریضوں میں خون میں شکر کی مقدار پہلے دو تین دن گڑ بڑ رہی۔ مگر اس کے بعد اس میں کمی آ گئی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اصول علاج یہ ہے کہ وہ اکثر ادویہ کو کسی ملاوٹ کے بغیر نہار منہ دینا پسند فرماتے ہیں۔ وہ خود نمازِ فجر سے متصل اور عصر کی نماز کے بعد شہد نوش فرماتے تھے۔ اس ترکیب پر ان کو اتنا اعتماد تھا کہ صبح صبح شہد پینے والوں کو ہر خطرناک بیماری سے مامون رہنے کا مژدہ سنایا۔ اس اصول کو ہم نے جسمانی کمزوری اسہال۔ آنتوں کی سوزش اور معدہ کے السر میں استعمال کیا۔ السر اور التہابِ معدہ کے مریضوں میں نیند سے بیدار ہوتے کے بعد تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔ اس وقت ان کو جب شہد پلایا گیا تو پندرہ سے بیس دن میں اکثر علامات جاتی رہیں۔

سترہ دن کے ایک بچے کو بار بار قے ہو رہی تھی۔ ہسپتال والوں نے معدہ کے منہ کی رکاوٹ تشخیص کر کے اپریشن تجویز کیا۔ اس بچے کو اپریشن سے دو دن پہلے اُبلے پانی میں شہد ملا کر دن میں پانچ چھ مرتبہ تھوڑا تھوڑا پلایا گیا۔ اتنے مختصر عرصہ میں پیٹ ٹھیک ہو گیا اور اپریشن کی ضرورت نہ رہی۔

پھوڑے پھنسیوں بلکہ شب چراغ CARBUCLE کا سب سے بڑا سبب قوتِ مدافعت کی کمی ہوتی ہے۔ اطباء قدیم اسے جگر کی خرابی قرار دیتے تھے اور حال ہی میں سویڈن کے ایک طبی ادارے نے تحقیقات کے بعد انکشاف کیا ہے کہ جن کو بار بار پھنسیاں نکلتی ہیں۔ ان کے جگر کا فعل درست نہیں ہوتا۔ اس کی روشنی میں پھوڑے پھنسیوں بلکہ ایسے نوجوانوں کو جن کے چہروں پر کیل اور مہاسے نکل رہے تھے ایسے اوقات میں جب ان کا پیٹ خالی ہو دن میں چار سے چھ بڑے چمچے شہد پانی میں گھول کر پلایا گیا۔ جہاں کمزوری زیادہ نظر آئی وہاں ناشتہ میں جو کا دلیا یا دو اونس پنیر شامل کر دیا گیا۔ اکثر مریض ایک ہفتہ میں ٹھیک ہو گئے۔

امراضِ بطن

معدہ اور آنتوں کے السر کا جدید علاج دو سے پانچ سال تک کیا جاتا ہے۔ علاج میں ایسی ادویہ بھی استعمال ہوتی ہیں جن کے اعصابی نظام اور ذہن پر مضر اثرات ہوتے ہیں۔ علاج کی وجہ سے مریض کند ذہن اور سست ہو جاتا ہے۔ بہترین علاج کے باوجود اکثر السر آہستہ آہستہ سرطان میں تبدیل ہو کر یا جریانِ خون کی وجہ سے موت کا باعث بنتے ہیں۔

ان مریضوں کو طبِ نبوی کی روشنی میں صبح اُٹھتے ہی دو بڑے چمچے شہد کا شربت ناشتہ میں جو کا دلیا شہد ڈال کر اور عصر کے وقت شہد کا شربت دیا گیا۔ اکثریت کے لیے اتنا علاج ہی کافی ہو گیا۔ جہاں تکلیف اور کمزوری زیادہ تھی وہاں بہی دانہ کا لعاب نکال کر اس میں شہد ملا کر ہر دو گھنٹے کے بعد گھونٹ گھونٹ پلایا گیا۔ اللہ کے فضل سے کبھی ناکامی نہ ہوئی۔ چونکہ زیتون کا تیل بھی زخموں کو مندمل کرنے اور پیٹ کی تیزابیت کو مارنے کی صلاحیت رکھتا ہے اس لیے دن کے گیارہ بجے اور رات سوتے وقت ایک سے تین بڑے چمچے زیتون کا تیل بھی دیا گیا۔ سات سال کے عرصہ میں ایسا صرف ایک مریض دیکھنے میں آیا جسے فائدہ نہ ہوا۔ ورنہ السر کی ہر قسم ایک سے دو ماہ میں ٹھیک ہو گئی۔ البتہ احتیاطاً کے طور پر نہار منہ کا شہد اور سوتے وقت کا زیتون چھ ماہ مزید جاری رکھا گیا۔

نہار منہ شہد پینے سے پرانی قبض ٹھیک ہو جاتی ہے۔ کھٹے ڈکار آنے بند ہو جاتے ہیں اور اگر پیٹ میں ہوا بھر جاتی ہو تو وہ نکل جاتی ہے۔

امراضِ جگر اور یرقان

جگر اور پتہ کی خرابیاں اور وائرس کی وجہ سے سوزش یرقان کا باعث ہوتے

ہیں۔ شراب نوشی کی وجہ سے جگر خراب ہو جاتا ہے یہی خرابی استسقاء اور CIRRHOSIS کی وجہ سے موت کا باعث بن جاتی ہے۔ گندے اوزاروں سے ٹیکے لگوانے کے بعد اکثر لوگ یرقان کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جدید علاج میں مریض کو لحمیات امینو نیائی ترشے اور گلوکوس کا محلول دیتے جاتے ہیں۔ ایک عام مریض کے تندرست ہونے اور یرقان دور ہونے میں تقریباً تین ماہ لگتے ہیں۔

ایسے تمام مریضوں کو اُبلے ہوئے پانی یا بارش کے پانی میں شہد دیا گیا۔ شہد کی مقدار بیماری کی شدت کے مطابق بڑھائی گئی ایک اولمپک کھلاڑی یرقان کی وجہ سے ٹیم سے خارج ہو رہا تھا۔ اس نے ایک ہفتہ میں دو کلو شہد پیا اور تندرست ہو گیا اور کھیلوں میں پوری توانائی کے ساتھ شریک ہوا۔

اطباء قدیم نے افیون۔ پوست اور بھنگ کے نشہ کو زائل کرنے کے لیے گرم پانی میں شہد مفید بتایا ہے۔ شہد پینے والوں کو دوسروں کی نسبت نشہ ویسے بھی کم چڑھتا ہے۔ کیونکہ شہد جگر کے فعل کو بیدار رکھتا ہے اور پوری تندہی سے جسم میں داخل ہونے والی زہروں کو ختم کر دیتا ہے۔ پینے سے جسم پر ہونے والے سمیاتی اثرات زائل ہو جاتے ہیں۔

امراض البول :

گردوں میں سوزش براہِ راست نہیں ہوتی۔ عام طور پر گلے کی مسلسل خرابی یا کسی اور مقام پر سوزش کی وجہ سے جراثیم گردوں تک آتے ہیں۔ سوزش کے علاوہ گردوں کی دوسری بیماریاں پیٹ کی خرابی۔ غذا میں آگسلیٹ اور یوریٹ والے مرکبات کی کثرت۔ پانی کی کمی۔ پیشاب کو روکے رکھنا۔ وٹامین A کی مسلسل کمی اور پیشاب کی نالی میں بدچلنی سے ہونے والی جنسی بیماریاں اور پتھری ہیں۔ حسنِ اتفاق سے طب نبویؐ میں ان میں سے ہر بیماری

کا حتمی اور یقینی علاج موجود ہے۔ امراضِ گردہ کے بارے میں اصولِ علاج حضرت عائشہؓ کی روایت سے میسر ہے۔

ان الخاصرة عرق الكلية اذا تحرك اذى صاحبها فداوها بالماء المحرق والعسل۔

اس حدیثِ مبارکہ کے مطابق گردہ اور اس کے خاصرہ کی بیماریوں کے علاج میں اُبلے ہوئے پانی کے ساتھ شہد تجویز فرمایا گیا۔ گردوں میں سوزش کے علاوہ بعض دیگر اسباب کی بنا پر ایک کیفیت HYDRONEPHORSIS اکثر ہو جاتی ہے۔ اس میں خاصرہ پھیل جاتا ہے۔ یہ پھیلاؤ گردے سے پیشاب کے اخراج میں رکاوٹ یا پتھری یا سوزش کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ان تمام حالتوں میں مریض کو ابلے پانی میں شہد ملا کر دن میں کئی بار پلایا جائے تو اس سے گردے کی سوزش میں کمی آتی ہے۔ آگسلیٹ یا یوریٹ کے ذرے پھنسے ہوں تو نکل جاتے ہیں اور گردے کا پھیلاؤ کم ہونے لگتا ہے۔ اگرچہ شہد میں جراثیم کش عناصر موجود ہیں اور صرف اسی کا استعمال بھی سوزش کو ختم کرنے کے لیے کافی ہے البتہ اس کی فعالیت میں اضافہ کے لیے قسط البحری دی جا سکتی ہے۔ کیونکہ اس کا دافعِ تعفن اور جراثیم کش ہونا اب جدید تحقیقات سے بھی ثابت ہو چکا ہے۔ قسط۔ ہندبا۔ ذریرہ کلونجی۔ الثفا میں سے ہر ایک جراثیم کش ہے اور گردے سے پتھری کو نکالتا ہے۔ انجیر پتھری کے علاوہ آگسلیٹ اور یوریٹ نکال سکتی ہے۔ ان تمام چیزوں کو حالات کے مطابق مختلف صورتوں میں شہد کے ساتھ دینا گردوں کے اکثر و بیشتر مسائل کا حل ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے "جو" کو مختلف صورتوں میں استعمال فرمایا۔ اطبار جدید ایک عرصہ سے بخار کے مریضوں کو جو کا پانی پلاتے آئے ہیں۔ ہم نے اس پانی میں جب شہد شامل کیا تو اس کی افادیت امراض البول میں اور نمایاں ہو گئی۔ پیشاب لاتے۔ تیزابیت کو دور کرتے اور اکثر اوقات عفونت کو دور کرنے میں شہد اور جو کے پانی سے

بہتر کوئی چیز نہیں ۔ وہ مریض جو پیشاب آور مکسچر پینے آئے تھے چار دن بریانی پینے کے بعد اس کے مداح بن گئے ۔ شہد کے ساتھ جو کا مسلسل استعمال سوزش کے علاوہ پتھری بھی نکال سکتا ہے ۔

امراضِ تنفس میں شہد

گلے سے لے کر پھیپھڑوں تک کی ہر سوزش میں گرم پانی میں شہد اکسیر کا حکم رکھتا ہے ۔اس باب میں ندکارنی رقمطراز ہے ۔

"بڑھاپے میں تین اہم مسائل ہوتے ہیں جسمانی کمزوری ۔بلغم اور جوڑوں کا درد ۔ اتفاق سے شہد کے استعمال سے یہ تینوں مسائل آسانی سے حل ہو جاتے ہیں ۔"

کھانسی اور گلے کی سوزش میں اگرچہ شہد کے غرارے بھی مفید ہیں ۔مگر ایک کام کی چیز کو ضائع کرنے کی بجائے اسے گرم گرم اور گھونٹ گھونٹ پیا جائے تو نالیوں کے آخری سرے تک اثر انداز ہوتا ہے ۔ انفلوئنزا آج بھی لا علاج بیماریوں میں سے ہے عام طور پر اس میں شفا دس دن سے پہلے نہیں ہوتی اور تندرست ہونے کے باوجود مریض کو کمزوری اتنی ہوتی ہے کہ وہ چارپائی سے اُٹھ نہیں سکتا ۔ایسے مریضوں کو علالت کے دوران جب ۲ ۔ ۱ بڑے چمچے شہد دن میں تین سے چار مرتبہ پلایا گیا تو عرصہ علالت سمٹ کر تین سے چار دن رہ گیا اور تندرستی کے بعد کمزوری بالکل نہ ہوئی ۔اس تجربہ کا حوصلہ بھی برطانیہ کے ایک مؤقر طبی رسالہ LANCET سے ہوا ۔جس میں ڈاکٹر جی ڈبلیو ٹامس اپنے مشاہدہ میں لکھتے ہیں ۔

"نمونیہ کے ایک مریض پر جراثیم کش ادویہ کا اثر نہیں ہو رہا تھا ۔ اسے ایک ہفتہ میں ایک کلو شہد پلایا گیا ۔جس سے بخار بھی جلد ٹوٹ گیا اور مریض کو بعد

میں کوئی پیچیدگی بھی نہ ہوئی۔"

دمہ کے مریضوں میں نالیوں کی گھٹن کو دور کرنے اور بلغم نکالنے کے لیے گرم پانی میں شہد سے بہتر کوئی دوائی نہیں۔ مریضوں کو بتایا گیا کہ وہ دورے کی صورت میں اُبلتا پانی لے کر اس میں ۲ چمچ بھر شہد ملا کر بار بار پئیں اکثر و بیشتر مریضوں کا دورہ اسی سے ختم ہو گیا۔ مزید علاج کی ضرورت نہ پڑی۔

ابن القیمؒ نے شہد میں بہی کا مربہ بنانے کی جو ترکیب بتائی ہے۔ اس کے اور انجیر کے کھانسی کے علاج میں انجیر وغیرہ کے ساتھ مخرج بلغم نسخوں سے شاندار نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

تپ دق کے مریضوں کے لیے بارگاہِ رسالت سے زیتون کا تیل اور قسط کا ہدیہ میسر ہے۔ اگر قسط کو زیتون کے تیل میں ملانے کے بعد اس میں شہد ملا کر معجون بنائی جائے تو اس کی افادیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ تپ دق کے علاج میں ایک اہم ضرورت مریض کی کمزوری کو دور کرنا اور اس کی قوتِ مدافعت کو بڑھانا ہے۔ اس غرض کے لیے گرم پانی میں ۲ بڑے چمچے شہد نہار منہ اور عصر کے وقت اسے توانائی بھی مہیا کرتے ہیں اور اس کی سانس کی نالیوں کے ورم میں بھی مفید ہیں۔

جسمانی کمزوری اور شہد:

قرآن مجید نے فوائد حاصل کرنے کے لیے ایک بڑی پتے کی بات بتائی ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر صبح شہد کے شربت کا پیالہ نوش فرماتے ہیں اور کبھی یہ مشروب نمازِ عصر کے بعد پسند فرمایا جاتا ہے اور اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ اپنی پوری زندگی میں نہ تو کبھی بیمار پڑے اور نہ ہی کبھی تھکن

کا اظہار فرمایا۔ ان کی زندگی سے یہ سبق ہمارے اکثر مسائل کا حل ہے۔ ان اوقات میں جب پیٹ خالی ہو اور آنتوں کی قوتِ انجذاب دوسری چیزوں سے متاثر نہ ہو شہد پینا جسم کے اکثر و بیشتر مسائل کا حل ہے۔ یہ کسی بھی حالت۔ بیماری اور کمزوری میں بے کھٹکے پیا جا سکتا ہے۔

اکثر لوگ جسمانی اور ذہنی تھکاوٹ کو دور کرنے کے لیے مختلف قسم کے کشتے مارالمو یا ٹانک تلاش کرتے ہیں۔ یہ امر کسی شک و شبہ کے بغیر حقیقت ہے کہ شہد سے بڑھ کر تھکاوٹ۔ پژمردگی اور کمزوری کو دور کرنے والی چیز آج تک اس تختۂ زمین پر میسر نہیں آ سکی۔ امتحان کے دنوں میں طالب علموں کو شہد پلا کر دیکھا گیا اس سے وہ زیادہ دیر تک پڑھ سکے اور ان کی یادداشت اعتدال سے بہتر رہی۔ دل کے مریضوں کو اسے پینے کے دوران دورے نہیں پڑے۔ اپریشن اور علالت کے بعد کی کمزوری کے لیے شہد ایک بہترین انتخاب رہا ہے۔

حالات اگر زیادہ خراب ہوں تو چین کے ساختہ PEKINGROYAL JELLY کے ٹیکے مریضوں کو عصر کے وقت پلائے گئے۔ ایک دائم المریض معمر خاتون نے تین ٹیکے پینے کے بعد بتایا کہ یوں معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کسی نے تن بدن میں نئی روح پھونک دی ہے اور میری آنکھوں میں اب چمک آگئی ہے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ دنیا کے مشہور پہلوان ہرکولیس اور گولائتھ اپنی توانائی کو بڑھانے کے لیے شہد پیتے تھے۔ مشہور بھارتی سینڈو رام مورتی کی طاقت کا منبع بھی شہد تھا۔

استاذ محمد فراز الدقر مصری نے شہد کے افادات کے بارے میں ایک تالیف "العسل فیہ شفاءٌ للناس" شائع کی ہے۔ جس میں انہوں نے اپنے بعض مفید تجربات بیان کیے ہیں۔ مثلاً:

زیتون کا تیل اور شہد ملا کر اس میں لیموں کا عرق ملا کر گردے کی پتھری کے لیے بہت مفید ہے۔ شدید زکام میں گرم پانی میں شہد حل کر کے اس میں لیموں نچوڑ کر پلائیں۔ ان کے ایک اور نسخہ کے مطابق ایک ڈرام سہاگہ یا بورک ایسڈ۔ ادھ ڈرام گلیسرین اور آٹھ ڈرام شہد ملا کر کھانسی اور بخار میں دن میں چار مرتبہ بڑا چمچہ پلائیں۔

طبِ نبویؐ کے مشہور مرتب علی علاء الدین الکحال نے شہد کو اسہال کے علاوہ غذائی سمیت یعنی FOOD POISINING میں مفید قرار دیا ہے۔

مصری طبیب دکتور عزۃ مریدن نے اپنی کتاب الادویہ میں اسے جید غذا ایک ملین دوائی اور طبیعت میں لطافت پیدا کرنے والا قرار دیا ہے۔

استاذ محمد فراز الدقر نے اپنے مقالہ "الاستشفاء بالعسل" فی امراض جھاز الھضم" میں اسے امراضِ بطن کے لیے اکسیر قرار دیا ہے۔

بیرونی استعمال:

شہد میں آٹا ملا کر پھوڑوں کو پکانے کے لیے وید اسے مرہم کی صورت لگاتے ہیں۔ یہ عمل درست نہیں۔ کیونکہ مریض کو اگر شہد پلایا جائے اور وہی پھوڑے پر لگایا جائے تو اکثر پھوڑے پکنے کی بجائے وہیں ختم ہو جائیں گے۔

گلے کی سوزش کے لیے گرم پانی میں شہد کے غرارے اور پھریری سے شہد لگانا مفید ہے۔ موچ۔ پٹھوں کی اکڑن اور جوڑوں پر چوٹ کے علاج میں پاکستان کے پرانے پہلوان متاثرہ حصے پر پہلے پان والے چونے کا لیپ کر کے اس کے اوپر شہد کا لیپ کر کے روئی رکھ کر پٹی باندھ دیا کرتے تھے۔ اس لیپ سے جوڑوں کے یہ عوارض دو سے چار دن میں ٹھیک ہو جاتے تھے جس کا ہم نے ذاتی طور پر مشاہدہ کیا ہے اور کوئی بھی جدید دوائی پٹھوں اور جوڑوں کی اینٹھن کو اتنی آسانی اور جلدی سے درست

کرنے والی ابھی تک دیکھی نہیں گئی۔

ویدک طب میں شہد اور گھی کا آمیزہ جلے ہوئے زخموں کے لیے مفید بتایا گیا ہے جب گھی کی بجائے اسے روغنِ زیتون میں ہم وزن ملایا گیا تو فوائد اور بہتر ہو گئے ہاتھوں پر اگر چکنائی اور مشینوں کی سیاہی جمی ہوئی ہو تو ان پر شہد مل کر دھونے سے تمام داغ فوراً چھوٹ جاتے ہیں۔

دانتوں سے میل اور تمباکو کا لاکھا اتارنا ایک مشکل کام ہے۔ اس غرض کے لیے امراضِ اسنان کے معالجین کے پاس کئی روز جانا پڑتا ہے۔ ایک نسخہ کے مطابق سرکہ اور شہد ہم وزن ملا کر دانتوں پر منجن کریں تو داغ اتر جاتے ہیں اور مسوڑھوں کی سوزش جاتی رہتی ہے۔ ندکارنی نے پسا ہوا کوئلہ اور شہد ملا کر منجن تجویز کیا ہے۔ جبکہ امۃ اللطیف طاہرہ صاحبہ نے عام کوئلہ کی بجائے بادام کے چھلکوں کو جلا کر شہد اور سرکہ میں ملا کر لگایا تو دوسرے تمام نسخوں سے زیادہ مفید پایا۔ انہوں نے بادام کی راکھ کی جگہ کھجور کی گٹھلی کی راکھ کو اور زیادہ مفید قرار دیا ہے۔

شہد۔ ہومیوپیتھک طریقہ علاج میں:

ماہرینِ طب نے شہد کے ساتھ خوردنی نمک ملا کر اپنے طریقہ سے ایک مرکب تیار کیا ہے جس کا نام HONEY CUM SALT ہے اور استعمال میں ۳۰ سے ۶۰ کی پوٹینسی میں استعمال ہوتا ہے۔

اس کے استعمال کا صحیح موقع وہ ہے جب زچگی کے بعد رحم اپنی اصلی حالت میں لوٹ کر نہ آئے اور رحم میں سوزش کے ساتھ اس کے منہ پر سوجن ہو جائے اس کو دینے کی خصوصی علامات یہ ہیں کہ پسلیوں کے نیچے پیٹ کے بالائی حصہ میں ایک کونے سے دوسرے کونے تک جلن اور بوجھ محسوس ہو۔ رحم اپنی جگہ سے ٹل گیا ہو۔ فوطوں اور ان کے اوپر کی ہڈی میں درد کی لہریں یوں اٹھیں کہ جیسے پیشاب کی نالیوں میں درد ہو رہا ہو۔ ان علامات کے علاج میں یہ مرکب مفید ہے۔

شہد جراثیم کو مار دیتا ہے

علم الادویہ میں انقلابی ایجاد

جرمنی میں حال ہی میں ایک دوائی NORDISKE PROPOLIS کے نام سے تیار ہوتی ہے۔ جو کیپسول۔ دانتے دار شربت اور مرہم کی صورت میں برلن کی SANHELIOS کمپنی نے تحقیقات کے بعد مارکیٹ میں پیش کیے ہیں۔ اس کے اثرات کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ ڈنمارک کے پروفیسر لُنڈ کے انکشافات اور دنیا کے دوسرے ملکوں میں محققین نے یہ پتہ چلایا ہے کہ شہد میں ایک جرائم کش عنصر PROPILS کے نام سے موجود ہے۔ لیبارٹری تجربات کے مطابق یہ پیپ اور سوزش پیدا کرنے والے جراثیم کو ہلاک کرنے کی استعداد دوسری تمام ادویہ سے زیادہ رکھنے کے علاوہ جسم کی قوتِ مدافعت میں اضافہ بھی کرتا ہے۔

مختلف لیبارٹریوں میں مشاہدات کے مطابق اسے ناک۔ کان۔ گلا۔ آلات انہضام۔ نظامِ تنفس اور اعصاب کی ہر قسم کی سوزشوں میں کسی بھی دوائی سے زیادہ مفید پایا گیا۔

یہ وہ منفرد دوائی ہے جو وائرس کو بھی ہلاک کرسکتی ہے۔ انفلوئنزا اور زکام میں اس سے نہ صرف کہ مریض تندرست ہو گئے بلکہ اس نے جھلیوں کی جلن کو فوراً دور کر دیا۔

لندن کے مضافات میں کینٹ سے برطانوی اخبارات نے بتایا ہے کہ جوڑوں کی بیماریوں کے سینکڑوں پرانے مریض پروپالس کے استعمال سے شفایاب ہو گئے۔

شہد کی مکھّی ـــــ النحل

HONEY BEE

APIS MELFICA

علم الحیوانات کے بعض ماہر اب اسے ایک نئے نام APIS MELI FERA سے بھی پکارتے ہیں شہد کی مکھی اپنا گھر بنانے اور وہاں پر خوراک کا ذخیرہ کرنے کے سلسلہ میں جو جد وجہد کرتی ہے اس کا سب سے بڑا فائدہ انسانوں کو حاصل ہوتا ہے۔ اسی افادیت کو سامنے رکھ کر اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کو اتنی اہمیّت دی کہ قرآن مجید میں ایک سورۃ اس کے نام سے موسوم کی گئی اور اس کی کارگزاری کی تشریح یں فرمایا۔

واوحی ربك الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتاو من الشجر ومما یعرشون ۔ثم کلی من کل الثمرٰت فاسلکی سبل ربك ذللا یخرج من بطونھا شراب مختلف الوانه فیه شفاء للناس۔ ان فی ذٰلك لاٰیة لقوم یتفکرون۔ (النحل)

(تمہارے رب نے شہد کی مکھی پر وحی بھیجی کہ وہ پہاڑوں۔ درختوں اور دوسری بلندیوں پر اپنا ٹھکانا بنائے۔ پھر ہر قسم کے پھلوں سے خوراک حاصل کر کے اپنے رب کے متعین کردہ اسلوب پر گامزن رہے۔ ان کے پیٹوں سے مختلف قسم کی رطوبتیں نکلتی ہیں جن میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے ایسی نشانیاں ہیں جن پر لوگوں کو غور کرنا چاہیئے)

شہد کی مکھی کی عادات اور زندگی کے اسلوب اس سے حاصل ہونے والے

جوہروں کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید نے یہ بتایا ہے کہ مکھی کی عادات اور پیٹ سے خارج ہونے والی رطوبتیں کے علاوہ تمہارے غور کرنے کی اور بھی باتیں موجود ہیں۔ تم جب ان کا مطالعہ اور تحقیق کرو گے تو تمہیں کام کی اور بھی باتیں ملیں گی۔

قرآن مجید کی ان آیات کے بعد شہد سے علاوہ مکھی کی عادات کا مطالعہ ضروری ہو جاتا ہے۔ مکھی ہر قسم کے درجۂ حرارت میں زندہ رہ سکتی ہے۔ یہ ۱۲۰°F پر اپنا روزمرہ کا کام کرتی ہیں اور ۵۰ F تک کی سردی برداشت کر سکتی ہیں۔ یہ اپنے گھر کو اس کمالِ فن کے ساتھ بناتی ہیں کہ اندر کا درجۂ حرارت ۹۲°F رہتا ہے۔ اگر ہم ان سے یہ علم سیکھ لیں تو کسی اضافی مصارف کے بغیر اپنے گھروں کو ایک قابلِ قبول درجۂ حرارت پر رکھ سکتے ہیں۔

مکھی اپنا رزق حاصل کرنے کے لیے پھولوں کی جڑ سے مارالحیات تلاش کرتی ہے جس میں ابتدائی طور پر ۸۰ — ۵۰ فیصدی پانی ہوتا ہے۔ اسے چھتے میں لا کر جب یہ شہد میں تبدیل کرتی ہے تو پانی کی مقدار ۱۸ فیصدی کے قریب رہ جاتی ہے۔ اس کے پاس ایک ایسا طریقہ ہے جس سے یہ نمی کو کم کر سکتی ہے۔ موسم گرما میں کراچی اور خلیج عرب میں رہنے والے لوگ گرمی سے اتنے پریشان نہیں ہوتے جتنی تکلیف ہوا میں نمی کی زیادتی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اگر ہم مکھی سے نمی کم کرنے کا طریقہ سیکھ لیں تو ان مقامات کے رہنے والے سکھ کا سانس لیں۔

چھتے کے ہر خلنے میں ایک انڈا ہوتا ہے۔ اگرچہ چھتے پر ملکہ کی حکمرانی ہوتی ہے لیکن ضرورت پڑنے پر نئی ملکہ بنائی جا سکتی ہے۔ موسمی ضروریات کے تحت دس ملکائیں بھی بن سکتی ہیں اور حالات سازگار نہ ہوں تو ایک کے علاوہ باقیوں کو ختم کر دیا جاتا ہے چھتے کی آبادی بڑھتے یا موافق حالات ہوتے پر گشتی عملہ نیا مستقر تلاش کرتا ہے نئے گھر کی منظوری ہوتے پر ملکہ بیس ہزار مکھیاں لے کر نقلِ مکانی کر جاتی ہے۔ مگر

اپنا شہد ساتھ لے جاتی ہیں۔ پھولوں کے تولیدی دانے پھیلانا اس کی اضافی خدمت ہے۔ مگر دانوں کی کچھ مقدار یہ اپنے چھتے میں بھی لے جاتی ہیں جو کارکن مکھیوں کی غذا میں لحمیات کی ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔ چھتوں کی آبادی پوری منصوبہ بندی سے متعین کی جاتی ہے عام کارکن کی زندگی ۴۵ دن سے کم ہوتی ہے جبکہ ملکہ سال بھر کی عمر پاتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کی مکھی کو مارنے سے منع فرمایا ہے۔

اطبائے قدیم کے مشاہدات :

حکیم نجم الغنی خان رام پوری نے شہد کی مکھی کی عادات اور عملی زندگی پر "خزائن الادویہ" میں ایک مبسوط مقالہ تحریر کیا ہے۔ انہوں نے پولن کے دانوں کو پھولوں کا زیرہ قرار دیا ہے۔

"زاد المسافر" میں شیخ ابو جعفر احمد نے لکھا ہے کہ شہد کی مکھی کے بے پر کے بچوں کو لے کر ان کو سکھالیں۔ تین ماشہ سوکھے ہوئے بچے ہم وزن گندم کے آٹا میں ملاکر اس میں ڈیڑھ تولہ چینی شامل کریں اور اس میں پانی ڈال کر فالودہ بنائیں۔ یہ فالودہ روزانہ پینے سے جسم میں طاقت آجاتی ہے۔

شہد کی مکھی کو سکھا کر تیل میں پکا کر چھاننے کے بعد اس تیل سے دردوں کے لیے مالش کی جاتی ہے۔ اس میں تلنی مکھی کا جوہر اور دوسری ادویہ ملاکر جنسی کمزوری کے لیے طلا بھی بنائے جاتے ہیں۔ ایسے نسخوں کے اکثر اجزا خطرناک ہوتے ہیں جن کا استعمال مضر ہے۔

جدید مشاہدات :

شہد کی مکھی کا ڈنگ نکال کر اس کا محلول ایک جرمن فرم تیار کرتی تھی یہ پاکستان

میں بھی FORAPIN کے نام سے فروخت ہوتا رہا۔ یہ محلول جوڑوں کی سوزش۔ گنٹھیا اور نقرس میں بڑا مفید تھا۔ لگانے کا طریقہ یہ تھا کہ متاثرہ حصے پر اس کا کھلا کھلا لیپ کر دیا جائے۔ سات آٹھ منٹ کے بعد کھال جلنے لگے تو اسے دھو کر اتار دیا جائے یہ عمل دورانِ خون میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے۔ اس ترکیب کو ہم نے گنجوں کے بال اگانے کے لیے استعمال کیا۔ بال گرنے کے درجنوں اسباب ہیں ان میں سے ایک سبب یہ ہے کہ جب کوئی زیادہ دماغی کام کرتا ہے تو اس کے جسم کا سارا خون دماغ کی سمت چلا جاتا ہے اور کھوپڑی کی جلد خون کی کمی کا شکار ہو جاتی ہے اور اس سے بال گرنے لگتے ہیں۔ اس سبب کے علاج کے لیے جب شہد کی مکھیوں کے زہر کا محلول لگایا گیا تو دورانِ خون میں اضافہ ہوا اور بال گرنے رک گئے۔ بعض مریضوں میں نئے بال بھی آ گئے۔

ہومیوپیتھک طریقہ علاج

ہومیو طریقہ علاج میں شہد کی مکھی کو گلیسرین میں ایک خاص طریقہ سے حل کر کے ایک دوائی APIS MELIFICA نام کی تیار کی جاتی ہے۔ دوائی کا نام مکھی کے اپنے سائنسی نام پر ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ وہ تمام امراض جن میں علامات ایسی ہوں جیسے کہ مکھی نے ڈنگ مارا ہے میں یہ دوائی مفید ہو گی۔ مثال کے طور پر ورم۔ سرخ رنگ کی سوجن۔ ورم والی جگہ کو ہاتھ لگائیں تو حساسیت زیادہ اور معمولی لمس سے بھی درد ہو جو کہ سہ پہر کو بڑھ جائے۔ سارے جسم پر سوجن اور اس میں پانی بھر جائے۔ پیٹ میں پانی پڑا ہو۔ گردوں میں سوزش۔ نخاعی جھلیوں میں سوزش اور جھلیوں سے سیلان۔ دماغ کی جھلیوں کی سوزش جو تپ دق کے سرسام سے ملتی جُلتی ہے۔ حافظہ کی کمزوری دوسروں سے حسد۔ تھکاوٹ۔ بیزاری۔ بچوں میں سر کا بڑھ جانا یا اس میں پانی پڑنا

(HYDROCEPHALUS) ۔ آنکھوں میں تھکن اور درد۔ آنکھوں کا پھڑ پھڑانا۔ آنکھوں کے نیچے سوزش۔ ناک اور کان سرخ ہو جاتے ہیں۔ چہرہ سوجھ جاتا ہو۔ نیند میں ذات پلینے کی عادت۔ منہ اور زبان خشک، پیٹ میں جلن مگر پیاس کی کمی۔ پتلے دست آتے ہوں جن کا رنگ سیاہی مائل یا سفید ہو سکتا ہے۔ (ہیضہ کی طرح) مقعد کے ارد گرد جلن۔ گردوں میں درد۔ پیشاب کم آتا ہے مگر جلن سے ماہواری بند ہو جاتی ہے۔ رحم میں سوزش ہو سکتی ہے۔

سینے میں درد کے ساتھ پھیپھڑوں میں پانی پڑ جاتا ہے۔ کھانسی زیادہ ہوتی ہے مگر بلغم کم۔ جنسی خواہش بڑھ جاتی ہے مگر جسم میں عمومی طور پر شدید کمزوری ہوتی ہے۔

شہد کا جوہر

ROYAL JELLY

قرآن مجید نے شہد میں شفا دینے والے عنصر کے بارے میں فرمایا۔

یخرج من بطونها شراب مختلف الوانه فیه شفاء للناس۔

(ان کے پیٹوں سے مختلف رنگ اور شکل کے سیال نکلتے ہیں جن میں لوگوں کے لیے شفا ہے)۔

قرآن مجید اس امر کی نشان دہی کرتا ہے کہ شہد کی مکھی کے پیٹ سے مختلف قسم کی رطوبتیں خارج ہوتی ہیں۔ جن کو علم طب میں ENZYMES کہتے ہیں۔ یہ جوہر مختلف امراض کے علاج میں مفید ہیں ۔ اس آیت کا مفہوم تب معلوم ہوا۔ جب جرمن کیمیا دانوں نے شہد سے ROYAL JELLY نام کا عنصر علیحدہ کر لیا۔ اس انکشاف نے قرآن مجید کی صداقت اور افادیت کو واضح کر دیا۔ اب اس آیت سے مراد شہد نہیں بلکہ وہ علیحدہ جوہر ہیں جو مکھی کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ شفا کا اصل منبع وہ ہیں۔

اس جوہر کو رائل جیلی کا نام اس لیے دیا گیا کہ چھتے میں بچے صرف ملکہ دیتی ہے۔ اس کے شہزادوں کی پرورش جس خوراک پر ہوتی ہے وہ شاہی خوراک ٹھہری اور اس مناسبت سے سیال کا نام "رائل جیلی" قرار پایا۔ دنیا میں جتنے بھی چرند اور پرند ہیں ان کے بچے جب پیدا ہوتے ہیں تو ان کا وزن جتنا بھی ہو بالغ ہوتے کے بعد والے وزن سے تناسب میں ہوتا ہے۔ مثلاً انسانوں کا بچہ اگر آٹھ پونڈ کا پیدا اور بالغ

ہونے پر اس کا وزن ۱۶۰ پونڈ ہے تو مراد یہ ہوئی کہ بچے کا وزن بلوغت پر بیس گنا بڑھا۔ عام حیوانات کے بچے بیس سے پچیس گنا بڑھتے ہیں۔ شہد کی مکھی کا بچہ بڑا ہونے پر اپنے پیدائشی وزن سے ۲۵۰۰ گنا بڑھتا ہے۔ پوری حیواتی دنیا میں کسی بچے کے اتنا بڑھنے کی کوئی مثال نہیں۔ یہ ایک منفرد واقعہ ہے۔ چونکہ ان بچوں کی خوراک رائل جیلی ہوتی ہے۔ اس لیے یہ لازمی نتیجہ نکلا کہ رائل جیلی جسمانی نشوونما پر مفید اثرات رکھتی ہے اور کمزوری کو دور کرتی ہے۔ ان معلومات کے بعد ڈاکٹروں نے کمزوری کے مریضوں پر اس جوہر کے وسیع مشاہدات کیے۔ جرمنی میں یہ جوہر بوتلوں اور گولیوں کی صورت تیار ہوا اور ہر جگہ سے مقبولیت کی سند پائی۔ ایک جرمن فرم کے تعاون کے ساتھ لاہور کے ایک دوا سازادارے نے شہد کے جوہر پر مبنی ایک مشروب تیار کیا مگر یہاں کے لوگ اس سے متاثر نہ ہو سکے اور سلسلہ ختم ہو گیا۔

موجودہ زمانے میں اس جوہر کو تیار کرنے کا سب سے بڑا مرکز عوامی جمہوریہ چین ہے۔ چین میں دوا سازی کی صنعت کے اشتراکی ادارہ "پیکنگ کیمیکل اینڈ فارما سوٹیکل ورکس" نے "پیکنگ رائل جیلی" کے نام سے خالص مشروب اور ٹیکے تیار کیے ہیں۔ تیار کرنے والوں نے اس کے تین اہم فوائد بیان کیے ہیں۔

۱۔ جب وزن روز بروز کم ہو رہا ہو۔ جب بھوک اڑ جائے بیماری سے اٹھنے یا زچگی کے بعد کی کمزوری کے لیے۔

۲۔ عام جسمانی کمزوری۔ دماغی اور جسمانی تھکن اور کمزوری۔

۳۔ پیچیدہ اور پرانی بیماریوں میں جیسے کہ جگر کی بیماریاں۔ خون کی کمی۔ وریدوں کی سوزش اور ان میں خون کا انجماد۔ جوڑوں کی بیماریاں اور گنٹھیا۔ عضلات کی انحطاطی بیماریاں DEGENRATIVE DISEASES معدہ کا السر

ایک عرصہ سے لاہور کے چند دوا فروش اس چینی دوائی کو جس میں فی ٹیکہ ۲۵۰

ملی گرام رائل جیلی کے علاوہ دو چینی بوٹیاں بھی شامل ہیں، درآمد کر رہے ہیں۔ ہمارے دوستوں اور مریضوں نے کافی مقدار میں اسے استعمال کیا ہے۔ اور ہر شخص اس کے کمالات کا معترف پایا گیا۔ خلل اعصاب کے ایک پرانے مریض بتاتے ہیں کہ سینکڑوں وٹامین اور ٹانک کھائے لیکن اس دوائی کا ایک ٹیکہ پینے کے بعد یوں معلوم ہوتا ہے کہ جسم سے کمزوری نکل کر نئی طاقت آ گئی۔ میانوالی کے ایک دوست کے پیٹ میں دس سال سے السر تھا انہوں نے ہر قسم کی جدید اور قدیم ادویہ پر زر کثیر صرف کیا مگر بیماری کی شدت میں کوئی کمی نہ آئی۔ اب وہ چار ماہ سے پیکنگ رائل جیلی کے ٹیکے پی رہے ہیں۔ ان کا درد ختم ہو چکا ہے۔ کھانا اطمینان سے ہضم ہوتا ہے اور اپنی روزمرہ کی زندگی معمول کے مطابق گزار رہے ہیں۔

قرآن مجید نے مکھی کے جسم سے خارج ہونے والے اس جوہر کو شفا کا مظہر قرار دیا ہے اور دنیا کے ہر گوشہ سے اس کی تصدیق میسر آ رہی ہے۔

شہد کے ٹیکے:

لاہور کے ایک دوا فروش ادارہ "شفا میڈیکوز" نے ایک مرتبہ جرمنی سے شہد سے بنے ہوئے ٹیکے درآمد کیے۔ ان ٹیکوں کے بارے میں دوا ساز ادارے کا دعویٰ تھا کہ یہ جسم سے کمزوری دور کرتے ہیں۔ جسم سے حسابیت یعنی ALLERGY کو ختم کرتے ہیں۔ حسابیت سے پیدا ہونے والی جلدی بیماریوں۔ خاص طور پر اگزیما میں مفید ہیں جوڑوں کے دردوں میں معمولی تکلیف کے لیے ٹیکے گوشت یا ورید میں لگائے جائیں اور اگر جوڑ سوج گئے ہوئے یا جوڑوں کی ہڈیاں گل رہی ہوں تو یہ ٹیکہ جوڑ کے اندر لگایا جائے۔

ان ٹیکوں کا نام M-2-WOELUM تھا۔ انہیں جرمنی کے شہر کولون کی ویلم کمپنی نے

تیار کیا اور دلچسپی کی بات یہ کہ انہوں نے اپنے طبی رسالہ میں بتایا کہ انہوں نے شہد کو اس طرح استعمال کرنے کا راستہ قرآن مجید سے حاصل کیا۔

میو ہسپتال میں جوڑوں اور ہڈیوں کے معالج پروفیسر محمد ایوب خان ان کے اعجاز کے بڑے قائل تھے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے جوڑوں کی بیماریوں کے درجنوں معذوروں کو تندرست ہو کر پیروں پر چلتے دیکھا ہے۔ پروفیسر ایوب خان کے ریٹائر ہونے کے بعد لوگ نئی دواؤں کے پیچھے بھاگنے لگے اور یہ مفید، محفوظ اور سستی دوا بھلا دی گئی۔ جرمنی سے ڈاکٹر اسامہ عمر قمطراز ہیں کہ ٹیکے وہاں اب بھی بڑے مقبول ہیں اور ڈاکٹر اسے بڑے اعتماد کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔

امریکہ میں پروفیسر سٹوارٹ نے لیبارٹری میں تپ محرقہ اور پیپ پیدا کرنے والے جراثیم کی مختلف قسموں کو شہد میں ڈالا۔ یہ حیرت انگیز مشاہدہ ہوا کہ جراثیم کی کوئی بھی قسم شہد میں زندہ نہ رہ سکی۔

صعتر ــــ صعتر

THYMUS SERPYLUM

یہ ایک بوٹی ہے جو عرب ۔ ایران ۔ عراق اور افغانستان کے جنگلوں میں پیدا ہوتی ہے ۔ پتے گول اور پودینے سے بڑے ہوتے ہیں ۔ اس کی خشک شاخیں اور پتے بازار میں صعتر فارسی کے نام سے ملتے ہیں سر ولیم لین نے صعتر کو THYMUS SERPYLUM قرار دیا ہے ۔

جبکہ بھارتی ماہرین اسے ZATARIA MULTIFLORA کا نام دیتے ہیں ۔ سید صفی الدین ۔ ندکارنی اور چوپڑا بھی اسے زاٹماریا قرار دیتے ہیں ۔ جبکہ برٹش فارماکوپیا نے اسے تھائی مس سرپائیلم قرار دیا ہے ۔ ہومیوپیتھی میں بھی یہی نام درج ہے ۔ اطباء قدیم اسے جنگلی پودینہ کی قسم قرار دیتے ہیں ۔

ارشاداتِ نبویؐ :

سند کے بغیر محمد احمد ذہبیؒ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکور کیا ہے ۔

بخروا البیوت بالصعتر واللبان (ابن الجوزی)

(اپنے گھروں کو صعتر اور لوبان کی دھونی دیا کرو)

حضرت عبد اللہؓ بن جعفر روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ نے فرمایا ۔

بخروا بیوتکم بالشیح والمر والصعتر ۔ (بیہقی)

(اپنے گھروں کو مر، شیح اور صعتر سے دھونی دیا کرو)

یہی روایت ابان بن صالح بن انسؓ سے بھی اسی کتاب میں مذکور ہے۔
(یہ دونوں روایات کنز العمال نے ان اسناد سے بیان کی ہیں)

محدثین کے مشاہدات:

پیٹ سے ریاح کو خارج کرتا ہے۔ کھانے کو ہضم کرتا ہے۔ چہرے کے رنگ کو نکھارتا ہے۔ پیشاب آور ہے۔ جگر اور معدہ کے فعل کو بہتر بناتا ہے۔ اس کا جوشاندہ پینے سے پیٹ کے تمام کیڑے مرجاتے ہیں۔ اس کا سونگھنا زکام میں مفید ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات:

اطباء قدیم نے شہد کی ایک خاص قسم صعتر کا شہد بھی بیان کیا ہے۔ جو اپنے عمومی فوائد کے علاوہ سوزشی امراض اور سانس کی بیماریوں میں زیادہ مفید ہے۔ ریاح کو تحلیل کرتا ہے۔ رطوبتوں کو نکالتا ہے۔ رات سوتے وقت اسے انجیر اور گلقند کے ساتھ کھانے سے ناک کے پچھلے حصہ سے بلغم نکل جاتی ہے۔ اس طرح وہ پھیپھڑوں میں گرنے نہیں پاتی۔ اسے شہد میں ملا کر چاٹنے سے دل اور پھیپھڑوں کے اورام اُتر جاتے ہیں۔ انجیر بھگو کر نرم کرنے کے بعد اس کے جوشاندے کے ساتھ کھانے سے کھانسی اور دمہ مٹ جاتے ہیں۔ قوتِ ہاضمہ بڑھتی ہے۔ اس کو بقولات مثلاً ساگ وغیرہ میں ملا کر پکائیں تو وہ ریاح پیدا نہیں کرتے۔

اس کے پھول نمک اور سرکے کے ساتھ کھانے سے کھانسی کو فائدہ ہوتا ہے۔ پیشاب آور ہے۔ گردوں کی پتھری کو نکال سکتا ہے۔ یہ پیٹ سے کدو دانے نکال دیتا ہے۔ اس کا رس کان میں ٹپکانا ثقل سماعت کے لیے مفید ہے۔ اس کو چبانے سے دانتوں کا درد ٹھیک ہوجاتا ہے۔

اس کا پانی میں لیپ اور رام حارہ میں مفید ہے اس میں زیرہ ملا کر روغن زیتون میں حل کرکے بچوں کی ناف کے زخموں پر لگائیں لاجواب ہے۔ سردی سے ہونے والے بخار کو دور کرتا ہے۔ پسینہ لاتا ہے اور عورتوں کے اندام کی سوزش کو دور کرتا ہے۔

کیمیاوی ساخت :

اس کے پتوں میں وزن کے حساب سے تقریباً ایک فیصدی ایک فرازی روغن ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں قابض اشیاء اور گوند پائے جاتے ہیں۔ اس کا اہم ترین جزو عامل تھائی مول THYMOL ہے۔ یہ پتوں سے عمل کشید کے ذریعہ نکالی جاتی ہے اور یہ دانہ دار سفوف کی شکل اختیار کرلیتی ہے اور پانی میں حل پذیر نہ ہونے کی وجہ سے زیادہ مقبول نہیں۔

جدید مشاہدات :

تھائی مول کو برٹش فارماکوپیا نے ایک مؤثر دوائی کے طور پر بیان کیا ہے۔ مگر حل نہ ہو سکنے کی وجہ سے اس کے فوائد محدود ہیں۔ لیبارٹریوں میں بطور کیمیکل استعمال ہوتی ہے۔ عام لوگ اسے ست اجوائن کے نام سے بیان کرتے ہیں۔ صعتر اور تھائی مول پیٹ کے کیڑے مار دیتے ہیں۔

صعتر اور اس کا جزو عامل تھائی مول بڑے مؤثر جراثیم کش اور دافع عفونت ہیں۔ ان میں طفیلی کیڑوں کو مارنے کی اعلیٰ صلاحیت موجود ہے۔ اسی باعث طب جدید کے اکثر نسخوں میں اسے چھوٹے کیڑوں کو مارنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ مرکب صورت میں یہ مخرج بلغم اور جراثیم کش ہونے کی وجہ سے پرانی کھانسی اور دمہ کے علاج میں استعمال ہوتے والے کھانسی کے شربتوں کا ایک جزو ہے۔

پتوں کا تیل لگانے سے دانت کا درد جاتا رہتا ہے۔ دانتوں کے ڈاکٹر لونگ کے تیل تھائی مول اور گلیسرین کا مرکب بناتے ہیں اور سوراخ والے دانت پر درد اور سوزش رفع کرنے کے لیے لگاتے ہیں۔

صعتر کی دھونی

جدید تحقیقات سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ صعتر ایک طاقتور جراثیم اور کرم کش دوائی ہے۔ اگر اسے جلا کر کسی گھر میں دھونی دی جائے تو یہ مکھیوں اور مچھروں کے علاوہ رینگنے والے کیڑوں کو بھی ہلاک کر سکتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مر اور الشیح کے ساتھ مرکب کر کے جلانے کی ہدایت فرمائی ہے۔ جس سے اس کا اثر اور فائدہ چار گنا ہو جاتا ہے۔

حشرات الارض کو مارنے والی ادویہ کو تین اقسام میں بیان کیا گیا ہے۔

۱۔ فوری طور پر کرم کش جیسے کہ ڈی ڈی ٹی یا ڈی ڈی وی پی۔ عقرقرحا۔ گندھک

۲۔ حشرات کو آہستہ آہستہ مارنے والی یا ان کی افزائش نسل کو ختم کرنے والی جیسے کہ BAYTEX یا عقرقرحا PYRETHRUM

۳۔ حشرات کو بھگانے والی جیسے کہ سنگترے کا تیل وغیرہ CITRONELA

صعتر وہ منفرد دوائی ہے جو تینوں اثرات رکھتی ہے۔ لوگوں نے مشاہدہ کیا ہے کہ جس کمرے میں صعتر بکھیری گئی ہو اس کمرے میں سانپ بھی داخل نہیں ہوتا۔ کتابوں کی الماریوں میں صعتر رکھنے سے وہ چوہوں، ٹڈی اور دیمک سے محفوظ رہتی ہیں۔ اس لحاظ سے اسے حشرات کو بھگانے والی یا INSECT REPELLANT ——— قرار دیا جا سکتا ہے۔ عالمی ادارۂ صحت میں کیڑوں مکوڑوں کے ایک ماہر نے ہماری خاطر ایک رات اپنے گھر میں صعتر اور مرمکی کو ملا کر سلگتے کوئلوں پر ڈال کر کمرہ بند کر دیا۔ صبح

مچھر۔ مکھیاں۔ لال بیگ۔ اور چھپکلیاں کثیر تعداد میں مرے ہوئے پائے گئے۔ بازار میں ملنے والی ایسی ادویہ میں صرف گندھک میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ ہر قسم کے کیڑے مکوڑوں کے علاوہ جراثیم کو ہلاک کر سکتی ہے۔ پرانے زمانے میں ایک ہزار مکعب فٹ کمرے کے لیے نصف کلو گندھک جلائی جاتی تھی۔ مگر اس کا دھواں انسانوں کے لیے زہریلا رنگ روغن کو اڑانے والا اور کپڑے کو جلا دینے والا ہوتا ہے۔ اس لیے کسی بستے گھر میں گندھک کا استعمال ہر طرح سے خطرناک ہے۔ اس کے مقابلے میں صعتر زیادہ مؤثر محفوظ اور کارآمد ہے۔ اگر اس کی دھونی اچھی طرح دی جائے تو ایک طویل عرصہ کے لیے اس کمرے میں کیڑوں کی نئی کھیپ داخل نہیں ہوتی۔

ہومیوپیتھک طریقہ علاج

اس طریقہ علاج میں صعتر کو THYMUS SERPYLUM ـــــ کے نام سے بچوں کے آلات تنفس کی سوزشوں میں بڑے اعتماد اور اچھے نتائج کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دمہ کی وہ تمام اقسام جن میں سانس کی گھٹن بار بار شدت سے محسوس ہوتی ہے۔ مگر نالیوں میں پھنسی ہوئی بلغم کی مقدار زیادہ نہیں ہوتی۔ سانس کی نالیوں میں اسی طرح کی گھٹن جب کالی کھانسی کے حملہ کے دوران بچوں کو ہوتی۔ سانس کی نالیوں میں اسی طرح کی گھٹن جب کالی کھانسی کے حملہ کے دوران بچوں کو ہوتی ہے۔ تو اس میں یہ دوائی مفید ہے۔

کھانسی کے علاوہ جب سر میں بوجھ محسوس ہوتا ہو۔ کھانسی کے دوران ایسا محسوس ہو کہ گلا اندر سے چھل گیا ہے اور نگلنے میں درد ہو۔ گلا اور ناک کے اندر کی خون کی نالیاں جب پھول جائیں۔ کانوں میں گھنٹیاں بجنے کی آوازیں آئیں اور بلغم کے ساتھ کبھی کبھار سیاہ رنگ کا خون آئے تو یہ مفید ہے۔

ہومیوپیتھی میں صعتر ایک دوسری شکل میں یعنی اپنے کیمیاوی عامل THYMO کے نام سے بھی مستعمل ہے۔

تھائی مول بنیادی طور پر ان تمام جنسی بیماریوں کا علاج ہے جن میں پیشاب کی نالیوں میں خون کی گردش سست پڑنے کے باعث خون کا ٹھہراؤ ہو جائے اس کیفیت کو POST URETHRAL CONGESTION کہتے ہیں۔ برطانوی ماہرین نے اسے VERUMONTINITIS کا نام بھی دیا ہے۔ اطباء جدید اس کے علاج میں پیشاب کی نالی کے اندر آرجیرول یا سلور نائٹریٹ کی پھریری لگاتے کا تکلیف دہ عمل کرتے ہیں۔ کیونکہ اس تکلیف کی وجہ سے جریان۔ سرعتِ انزال اور کثرتِ احتلام ہوتے ہیں اور تکلیف پرانی ہو تو نامردی کا باعث بنتی ہے۔ ہومیوپیتھی میں اس کے لیے سلسلہ کی بجائے تھائی مول کھانے کو دی جاتی ہے۔

اس کے استعمال کے دوسرے اہم مواقع جسم اور دماغ میں مسلسل تھکاوٹ جب مریض محفلوں میں شرکت کو پسند کرتا ہے۔ مگر خود پسند۔ رات کو ہیجانی خواب اور بار بار ذہنی کجروی کے خیالات کے بعد احتلام کی کثرت۔ کمر میں درد ہوتا ہے۔ کمر اکڑی سی رہتی ہے۔ پیشاب بار بار آتا ہے اور اس میں یوریٹ زیادہ مقدار میں ہوتے ہیں۔ پیشاب جلن کے ساتھ آتا ہے اور فراغت کے بعد بھی قطرے ٹپکتے رہتے ہیں۔ نالیوں میں تحریش کی وجہ سے جنسی انتشار معمول سے زیادہ ہوتا ہے۔ مریض جب صبح نیند سے بیدار ہوتا ہے تو وہ تازہ دم ہونے کی بجائے تھکا ہوا۔ اور پژمردہ ہوتا ہے۔

تھائی مول کے استعمال سے پیٹ میں موجود خون چوسنے والے کیڑے بھی مر جاتے ہیں۔

قسط ـــ قسط البحری

KUST

SAUSSAUREA LAPPA

اسے انگریزی میں COSTUS ـــ ویدک میں پُسکارا ۔ اُردو اور ہندی میں قسط
کُست ۔ ملیٹھی کوٹھ کہتے ہیں ۔ اطباء نے لکھا ہے کہ اس کا پودا دو میٹر تک بلند ہوتا
ہے ۔ لیکن یہ عام طور پر گلو ۔ پان اور عشق پیچہ کی طرح زمین پر رینگنے والا پودا ہے جو کہ
پانچ ہزار فٹ سے زیادہ بلندی پر دریاؤں کے کنارے مرطوب جنگلات میں پایا جاتا
ہے ۔ کوہ ہمالیہ کی ترائی میں وہاں سے نکلنے والے دریاؤں کے ساتھ ساتھ قسط کے
پودے ہندوستان کے شمالی مغرب اور شمال مشرق میں کثرت سے پائے جاتے
ہیں ۔ اس کے پتے بڑے اور دندانے دار شکل کے ہوتے ہیں ۔ اس پودے کی جڑیں دواؤں
میں استعمال ہوتی ہیں ۔ یہ جڑیں ستمبر اور اکتوبر کے درمیان کاٹ کر نکال لی جاتی ہیں بلندیوں
سے نچروں اور مزدوروں پر لاد کر اتاری جاتی ہیں ۔ پھر ان کے دو دو انچ لمبے ٹکڑے
کر لیے جاتے ہیں ۔ وہ اسی صورت میں ملیٹھی کی طرح کی سفید گانٹھیں ہیں جو کہ خوشبودار
بھی ہیں بازار میں ملتی ہیں ۔ نباتاتی لحاظ سے سوسار یا خاندان کے متعدد افراد ہیں ۔ مگر ان میں
علاج کے لیے صرف یہی قسم استعمال ہوتی ہے ۔ جن دنوں اس کی جڑیں کاٹی جاتی ہیں سارا
جنگل خوشبو سے مہک جاتا ہے ۔ آزاد کشمیر میں دریائے جہلم اور دریائے چناب کے کناروں
کے ساتھ یہ پودا بڑی کثرت سے پایا جاتا ہے ۔ وہاں کے مزدور اور گوجر سردی کے
موسم میں ٹھنڈک سے بچنے اور کمزوری کو رفع کرنے کے لیے قسط کا حلوہ بنا کر کھاتے ہیں ۔
اس دوائی کو اصل شہرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ گرامی سے حاصل ہوئی ۔

ارشاداتِ نبویؐ

حضرت زید بن ارقمؓ روایت فرماتے ہیں۔

امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نتداوی من ذات الجنب بالقسط البحری والزیت (ترمذی، مسند احمد، ابن ماجہ)

(ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم ذات الجنب (پلوریسی) کا علاج قسط البحری اور زیتون کے تیل سے کریں)

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان امثل ماتداویتم بہ الحجامۃ والقسط البحری۔

(بخاری، مسلم، مسند احمد، ترمذی، النسائی۔ مؤطا امام مالک)

(وہ چیزیں کہ جن سے تم علاج کرتے ہو ان میں سے پچھنے لگانا اور قسط البحری بہترین علاج ہیں)

حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تعذبوا صبیانکم بالغمز من العذرۃ وعلیکم بالقسط۔

(بخاری و مسلم)

(اپنے بچوں کو حلق کی بیماری میں گلا دبا کر عذاب نہ دو جبکہ تمہارے پاس قسط موجود ہے)

حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ویلکن لا تقتلن اولادکن ایما امراۃ کانت یاتیھا العذرۃ او وجع براسہ فلتاخذ قسطا ھندیا فلتحکہ بالماء ثم تسعطہ ایاہ۔ (مستدرک الحاکم، الشاشی، ابن الفرات)

(اے عورتو! تمہارے لیے مقام تاسف ہے کہ تم اپنی اولاد کو خود قتل کرتی ہو۔ اگر کسی کے بچے کے گلے میں سوزش ہو جائے یا سر میں درد ہو تو وہ قسط ہندی کو لے کر پانی میں رگڑ کر اسے چٹا دے)

حضرت جابر بن عبداللہ رض روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تحرقن حلوق اولادکن علیکن بقسط ھندی وورس فاسعطنه ایاہ۔ (مستدرک الحاکم)

(اپنے بچوں کے حلق مت جلاؤ۔ جب کہ تمہارے پاس قسط ہندی اور ورس موجود ہیں۔ ان کو یہ چٹا دیا کرو)

حضرت جابر بن عبداللہ رض سے ابونعیم۔ ابن السنی اور مصنف عبدالرزاق نے اسی مضمون اور مفہوم کی پانچ اور حدیثیں بھی روایت کی ہیں۔ جن میں الفاظ کے معمولی ردوبدل کے ساتھ یہی نسخہ بیان ہوا ہے۔

حضرت ام قیس بنت محصن رض بیان کرتی ہیں۔

دخلت بابن لی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد اعقلت عنه من العذرۃ فقال علی ما تدغرن اولادکن بهذا العود العلاق علیکن بهذا العود الهندی فان فیه سبعة اشفیة منها ذات الجنب یسعط من العذرۃ ویلد من ذات الجنب۔ (بخاری)

(میں اپنا بیٹا لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی۔ اسے عذرہ کی شکایت تھی۔ اس کے ناک میں بتی پڑی تھی اور گلا دبایا گیا تھا۔ حضور اس امر پر خفا ہوئے کہ تم لوگ اپنے بچوں کو کیوں اذیت دیتے ہو۔ جبکہ تمہارے پاس

یہ عود الہندی موجود ہے۔ جس میں سات بیماریوں سے شفا ہے۔ جن میں ذات الجنب بھی ہے۔ ذات الجنب میں یہ کھلائی جائے جبکہ عذرہ میں چٹائی جائے۔

امام بخاریؒ کو یہ روایت سفیان سے ملی جنہوں نے زہری اور عبید اللہ کی وساطت سے اسے ام قیس سے روایت کیا۔ زہری کہتے ہیں کہ مجھے سات میں دو بیماریوں کا نام یاد رہا انہوں نے شاید بقایا سات بیان نہیں کیں۔

بخاری کی تمام روایات میں دوائی کا نام عود الهندی مذکور ہے۔ جبکہ دیگر تمام کتابوں میں دوائی کا نام قسط الهندی یا قسط البحری مذکور ہے۔ عود الہندی بالکل مختلف چیز ہے جسے "اگر" بھی کہتے ہیں۔ علامہ انور شاہ کاشمیریؒ نے اس حدیث کی تفسیر میں قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد قسط الهندی ہی ہے۔ اسی ضمن میں مصری عالم محمود ناظم النسیمی نے بھی جرح اور بحث کے بعد علامہ کشمیری کے استدلال کو درست قرار دیا ہے۔ بخاری نے یہی حدیث صدقہ بن فضل کی معرفت زہری اور عبید اللہ بن عبد اللہ سے بیان کی ہے جس میں الفاظ کا کچھ فرق ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ روایت میں زہری یا عبید اللہ قسط الهندی اور عود الهندی میں گڑ بڑا گئے ہیں۔ یہی روایت ام قیس بنت محصنؓ سے دوسری جگہ یوں مروی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليكم بالعود الهندى يعنى به الكست فان فيه سبعة اشفية منها ذات الجنب. (ابن ماجة)

(یہاں پر راوی عود الہندی بیان کرنے کے بعد اس کی تشریح میں کست قرار دیتے ہیں جبکہ ام قیسؓ کی ایک اور روایت جو کہ ابن ماجہ ہی نے بیان کی ہیں دوائی کا نام عود الہندی ہے۔ اس روایت کے بعد تو معلوم ہوتا ہے کہ محترمہ ام قیسؓ ہی دوائی کے نام کا مخمصہ کر گئیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ روایت فرماتے ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علی عائشۃ و عندھا صبی یسیل منخراہ دما فقال: ما ھذا؟ قالوا انہ العذرۃ۔ قال! ویلکن لا تقتلن اولادکن، ایما امرأۃ اصاب ولدھا العذرۃ او وجع فی رأسہ فلتأخذ قسطا ھندیا فلتحکہ ثم تسعط بہ، فامرت عائشۃ فصنعت ذلک بہ فبرأ۔ (مسلم)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضؓ کے گھر میں داخل ہوئے تو ان کے پاس ایک بچہ تھا جس کے منہ اور ناک سے خون نکل رہا تھا۔ حضورؐ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ جواب ملا کہ بچے کو عذرہ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اے خواتین تم پر افسوس ہے کہ اپنے بچوں کو یوں قتل کرتی ہو۔ اگر آئندہ کسی بچے کو حلق میں عذرہ کی تکلیف ہو یا اس کے سر میں درد ہو تو قسط ہندی کو رگڑ کر اسے چٹا دو۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضؓ نے اس پر عمل کروایا اور بچہ تندرست ہو گیا)

مسلم کی اس روایت میں بچے کی بیماری اور اس کی پوری تفصیل موجود ہے۔ یہ روایت جابر عبداللہ رضؓ کی ان روایات کی مکمل صورت معلوم ہوتی ہے۔ جو ابن الفرات، الشامتی مسند الحاکم اور ابو نعیم نے ان سے اس باب میں بیان کی ہیں۔ اس روایت کو محمد احمد ذہبی نے صحیح قرار دیا ہے۔

محدثین کے مشاہدات

روایات میں قسط کا ذکر بطور ہندی اور البحری آیا ہے۔ اس لیے محدثین نے

اسے قسط کی اقسام فرض کر لیا بلکہ ابن البیطار بھی اس کے بیان میں مغالطہ کھا لیا۔ کیونکہ یہ ہندی دوائی تھی جس میں علاقہ کی وجہ سے رنگ میں معمولی فرق پڑ سکتا ہے بخاری اور مسلم کے عظیم مترجم نواب وحید الزماںؒ نے قسط البحری سے وہ قسم مراد لی ہے جو سمندر سے آتی ہے وہ نام کے ساتھ بحری کی نسبت سے متاثر ہو گئے، حالانکہ یہ پودا سمندروں کے کھارے پانی کے پاس نہیں ہوتا۔ یہ بلندی اور ٹھنڈک میں پرورش پاتا ہے۔

ابن القیم کہتے ہیں کہ اس کے فوائد بیش بہا اور لاجواب ہیں۔ یہ بلغم کو نکال کر آئندہ کی پیدائش کو روک دیتی ہے۔ زکام کو ٹھیک کر دیتی ہے۔ اگر اسے پیا جائے تو معدہ اور جگر کی کمزوری کو رفع کرتی ہے۔ زہروں کی تریاق ہے۔ چوتھے کے بخار میں مفید ہے۔ اگر اسے شہد اور پانی میں حل کر کے رات کو چہرے پر لگایا جائے تو چہرے کے داغ اتار دیتی ہے۔ جالینوس نے اسے کزاز اور پیٹ کے کیڑوں میں مفید بتایا ہے۔

ابن القیمؒ بیان کرتے ہیں کہ بعض جاہل طبیب اس کے ذات الجنب میں اثر سے انکار کرتے ہیں۔ یہ ان کی اپنی کم علمی کی علامت ہے۔ وہ ایک طرف یہ مانتے ہیں کہ یہ کھانسی اور بلغم میں مفید ہے۔ بخار کو اتار دیتی ہے اور دوسری طرف ذات الجنب میں اس کی افادیت سے منکر ہیں۔ اطباء کی اکثریت دواؤں کے اثرات اور علاج کو اپنے قیاس سے مرتب کرتی ہے۔ جبکہ ان کے پاس اپنی رائے کی تصدیق کا کوئی یقینی ذریعہ نہیں ہوتا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آج تک اکثر بیماریوں کا علاج اور اصول علاج لوگوں کی بھلائی کے لیے پیغمبر بتاتے رہے ہیں اور اطباء کو جو کچھ بھی معلوم ہے۔ وہ انہوں نے اسی ذریعہ سے حاصل کیا ہے۔ بلکہ ان کے علم کی اساس یہی ہے۔ اس میں بعض مشاہدات اور مفروضوں کا اضافہ کر کے علم طب بنایا گیا ہے جبکہ انبیاء علیہ السلام کا بتایا ہوا علاج وحی الٰہی پر مبنی ہوتا ہے اور اس میں کسی غلطی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ جو طبیب اس میں غلطی نکالتا ہے وہ خود غلط ہے۔

اتفاق کی بات ہے کہ اتنی مدت گزر جانے اور تجربات کا طویل عرصہ میسر

آنے کے باوجود آج بھی علم الادویہ کی اکثر کتابوں میں قسط کو پھیپھڑے کی بیماریوں کے لیے مضر بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ انہی کتب میں اسے سانس کی نالیوں کی سوزش کے لیے اکسیر بتایا جاتا ہے)

امام ذہبیؒ کہتے ہیں کہ یہ فالج میں مفید ہے۔ قوتِ باہ میں اضافہ کرتی ہے سانپ کے زہر کا تریاق ہے۔ اس کا سونگھنا زکام میں مفید ہے۔ اور اس کا تیل کمر درد میں مفید ہے۔

احادیث میں اس کا ذکر پچھنے لگانے کے ساتھ ملتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ پچھنا بہترین علاج ہے اور اگر کوئی ایسا نہ کر سکے تو پھر قسط کو استعمال کرے۔

عذرہ اصل میں حلق کے اندر واقع لوزتین کی سوزش ہے۔ جب ان میں پیپ پڑ جاتی ہے اور خواتین زمانہ قدیم سے حلق میں انگلی ڈال کر ان کو دبا دیتی تھیں۔ اس طرح دبانے سے ان میں سے خون اور پیپ نکلتے ہیں اور بچہ بڑی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے۔ (یہ پیپ اور خون اگر سانس کی نالیوں میں داخل ہو جائے تو سانس بند کر سکتا ہے یا یہ سوزشی مواد وہاں پر نمونیہ کا باعث ہو سکتا ہے)

ذات الجنب کی دو قسمیں ہیں۔ ان میں اگر گرم گرم روغنِ زیتون کے ساتھ قسط دی جائے۔ تو فوری فائدہ ہوتا ہے۔

مسیح کہتے ہیں کہ قسط اعضاء جسمانی کو قوت دیتی ہے۔ ریاح کو خارج کرتی ہے۔ ورم زائل کرتی ہے اور ذات الجنب میں مفید ہے۔ مسیح وہ جید حکیم ہیں جن کا ذکر ابن البیطار نے بڑی عقیدت کے ساتھ اپنی جامع الکبیر میں کیا ہے۔

قسط البحری یقینی طور پر امراضِ تنفس میں مفید ہے اور بلغم کو خارج کرتی ہے۔

کیمیاوی ساخت:

اس کی جڑوں میں خوشبو دار عنصر دو قسم کے ٹیرپینز اور ایک الکلائیڈ پر مشتمل

ہے۔ اس میں VALERIC ACID ایک قابض عنصر ہے جلانے پر راکھ میں مینگنیز پایا جاتا ہے۔ اس کی جڑوں سے نکالے ہوئے تیل کے تجزیہ پر یہ اجزاء معلوم ہوئے

CAMPHENE	۰.۰۴٪
PHELLANDRENE	۰.۴٪
TERPENE ALCOHOL	۰.۲٪
A-COSTENE	۶.۰٪
B-COSTENE	۶.۰٪
APLOTAXENE	۲۰٪
COSTOL	۷٪
DI-HYDROCOSTUS LACTONE	۱۵.۰٪
COSTUS LACTONE	۱۰٪
COSTIC ACID	۱۴٪

اس کے علاوہ کلکتہ کے آستوتش دت۔ گھوش اور رنجن چیٹر جی نے جڑوں کا یوں تجزیہ کیا ہے۔

AR.. ..ATIC ODOUR FACTOR	۱۵٪
GLUCOSIDE SAUSSVRINE ALKALOID	۵٪

جبکہ اس کے پتوں میں الکائیڈ ساسورین نہیں ہوتی۔ شاید اسی لیے پتوں سے علاج نہیں کیا جاتا۔ ان اجزاء کے علاوہ اس میں بیروزہ۔ ایک کڑوا عنصر۔ قلمی شورہ اور مٹھاس پائے جاتے ہیں۔ چوپڑا نے اس کے الکائیڈ سوسارین میں ٹارٹرک ایسڈ ملا کر جو تجربات کیے ہیں انہوں نے اس دوائی کے جملہ اثرات کر مزید واضح کیا ہے۔

اطبائے قدیم کے مشاہدات :

اطبائے سلف نے اسے چار قسموں میں بیان کیا ہے ۔ عربی قسط زردی مائل خوشبودار اور شیریں ہوتی ہے ۔ رومی قسط کا رنگ شمشاد کی لکڑی کی طرح بو اس کی تیز ۔ شامی قسط سیاہی مائل ایلوے جیسی خوشبو اور بوعلی سینا نے اسے قسط کی بجائے قرنفلی قرار دیا ہے ـــــ ہندی قسط اندر سے زرد ۔ خوشبو کم اور وزن میں ہلکی ہوتی ہے " تذکرۃ الہند میں بھی قسط کو متعدد اقسام میں بیان کیا گیا ہے ۔ جبکہ پاکستان میں ہونے والی قسط کی ہیئت علاقہ پر منحصر ہے ۔ وادیٔ نیلم کی قسط گہرے رنگ کی بو کے لحاظ سے تیز جبکہ گلگت ۔ بھمبر کی قسط سفید اور خوشبودار ہوتی ہے ۔

قسط کی جو قسم اندرونی استعمال میں آتی ہے وہ شیریں ہے ۔ تلخ کو ضماد میں برتا جاتا ہے مگر اس عمل میں بھی شیریں اس سے بہتر ہے ۔ یہ ریاح کو خارج کرتی ہے ۔ اورام کو تحلیل کرتی ہے ۔ سردی کی دردوں کو مفید ہے ۔ اس غرض کے لیے اس کا تیل بنا کر لگانا بھی مفید ہے ۔ کیونکہ یہ پٹھوں کو طاقت دیتی ہے ۔ دماغ اور اعصاب کو قوت دیتی ہے ۔ دماغی بیماریوں خاص کر فالج ۔ لقوہ ۔ تشنج اور رعشہ میں مفید ہے ۔ پیٹ کے کیڑے مار دیتی ہے ۔ اس کو شہد یا قند کے ساتھ جوش دے کر کھلانے سے جسم کے اندر کے سدے کھل جاتے ہیں ۔ پیشاب اور حیض کی بندش کو کھولتی ہے ۔ مفرح اور ملطف ہے بلغمی سردرد کو نافع ہے ۔ رحم کا درد جاتا رہتا ہے ۔ دل ۔ جگر اور طحال کو تقویت دیتی ہے ۔

ویدک طب کے مطابق قسط مقوی باہ ہے ۔ بادی اور بلغمی بیماریوں کو ٹھیک کرتی ہے ۔ یہ کھانسی میں مفید ہے ۔ بلغم اور دمہ میں مفید ہے ۔ ہیضہ کے بعد اعضاء کی سستی کو دور کرنے کے لیے قسط کا جوشاندہ شہد ملا کر دینا مفید رہتا ہے ۔ ضعف ہضم کو دور کرنے کے لیے قسط کے ساتھ سونٹھ اور سیدھے کے بیج پیس کر نصف چمچہ پھانک

لیتے ہیں۔ اس کا سفوف د گنے شہد میں ملا کر چاٹنے سے دمہ کے دورہ اور شدید کھانسی کو کم کرتا ہے۔

زمانہ قدیم بلکہ عہدِ رسالت میں بھی خواتین ماہواری سے فراغت کے بعد اپنے جسم کو قسط سے دھوتی تھیں۔ جس سے جسم کی اندرونی غلاظت دور ہو جاتی تھی۔

اطبا قدیم نے قسط کے بیرونی استعمال سے کثیر فوائد کا تذکرہ کیا ہے۔ جن میں قسط کا تیل ایک اہم نسخہ ہے۔

قسط شیریں ۵ اگرام کو ۲۴ گھنٹے تک سرخ شراب یا الکحل میں بھگو کر اس میں ۱/۲، ۲ گرام روغنِ زیتون ملا کر ان کو ہلکی آنچ پر پکائیں۔ جب الکحل اڑ جائے تو اسے اتار کر چھان لیں یہ تیل اعضاء کو طاقت دینے میں مالش کے لیے اور بلغمی کھانسی میں پینے کے لیے مفید ہے۔ یہ تیل گنج پر لگانے سے بال اُگنے کا امکان ہے۔ ویسے بالوں کو مضبوط کرتا ہے۔

قسط کو پانی میں گھس کر لگانے سے چھیپ دور ہو جاتی ہے۔ پسی ہوئی قسط کو بال کھینچ کر جڑ پر ملنے سے دوبارہ بال نہیں اُگتے۔ قسط کو شہد میں ملا کر چہرے پر لیپ کرنے سے کلف اور چھائیں کے داغ مٹ جاتے ہیں۔ قسط کا جوشاندہ پکا کر اس کے نیم گرم پانی میں پھٹے ہوئے ہاتھ پیر ڈبونے سے ان کو فائدہ ہوتا ہے۔ سرکہ میں قسط کو حل کرکے لگانے سے داد دور ہو جاتی ہے۔

گائے یا بکری کے دودھ میں قسط کو جوش دے کر یہ دودھ درد والے پٹھوں پر ملنے سے ان کی اینٹھن دور ہو جاتی ہے۔ قسط کی دھونی کمروں سے سیلن کی بدبو دور کرتی ہے۔

طب یونانی کے مشہور مرکبات جوارش جالینوس۔ دوا المسک اور تریاق ثمانیہ کا ایک اہم جزو قسط شیریں بھی ہے۔

اطبائے جدید کے مشاہدات :

مقامی طور پر جاذبِ خون۔ مصفی خون اور دافع تعفن ہے۔ اس لیے امراضِ جلد خاص کر لیقہ۔ کلف۔ نمش۔ دار میں مفید ہے۔ کپڑوں کو کیڑوں سے محفوظ رکھنے کے لیے کشمیر کے لوگ اونی پارچات میں قسط رکھتے ہیں اور کپڑے محفوظ رہتے ہیں۔

اندرونی طور پر منفث بلغم۔ دافع تشنج۔ اور مقوی اعصاب ہونے کی وجہ سے سعال۔ سعال شعبی، دمہ۔ فالج۔ لقوہ اور ضعف اعصاب میں مفید ہے۔

قسط کو چینی طب میں بڑی مقبولیت حاصل ہے۔ یورپ میں بھی لوگوں نے اس کے فوائد اور کیمیاوی حیثیت پر خاصی محنت کی ہے۔ ان کے تجربات علیحدہ پیش کیے جا رہے ہیں۔

بھارت اور یورپ کے مشاہدات :

اس کے اجزائے ترکیبی میں فرازی تیل گلوکو سائیڈ اور الکلائیڈ اپنے اثرات رکھتے ہیں۔ ان کے علیحدہ فوائد یوں ہیں۔

فرازی تیل ESSENTIAL OIL کاسر الریاح۔ دافع تعفن اور جراثیم کُش ہے۔

یہ پیپ پیدا کرنے والے جراثیم مثلاً ـــــ STREPTOCOCCUS کو فوراً ہلاک کر دیتا ہے۔ یہ بلغم کو نکالتا اور غیر ارادی عضلات سے اینٹھن کو دور کرتا ہے۔ اور دل کے عضلات کے لیے مقوی ہے اسے اگر ایک ہزار گنا پانی میں حل کر کے پیچش پیدا کرنے والی کیڑوں پر ڈالا جائے تو ان کو دس منٹ میں ہلاک کر سکتا ہے۔ اگر اس تیل کو پتلا کر کے اس کا ٹیکہ ورید میں لگایا جائے تو سانس کی نالیوں کو کھول دیتا ہے۔ یہی ٹیکہ بلغم نکالتا اور پیشاب کھل کر لاتا ہے

چونکہ اس کا جسم سے اخراج پیشاب کے ذریعہ ہوتا ہے اس لیے مقامی طور پر جلن
اور خیزش پیدا کر سکتا ہے۔

خالص تیل پینے سے معدہ میں جلن اور متلی ہوتی ہے۔ اس کا دھواں عصبی نظام کے
لیے مضعف ہے۔ تیل سے بھی چکر۔ گھبراہٹ اور غنودگی طاری ہوتی ہے۔

قسط سے نکلنے والی الکلائیڈ کا نام SAUSSURINE ہے۔ اسے دینے سے
جانوروں کی سانس کی نالیاں فوراً کھل جاتی ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس کے یہ اثرات
دماغی اعصاب کے علاوہ نالیوں کے اپنے عضلات کے ذریعہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اپنے
اثرات کے لحاظ سے یہ دمہ کا دورہ توڑنے والی مشہور دوائی ADRENALINE سے
مشابہت رکھتی ہے۔ مگر اس کا اثر جلد شروع نہیں ہوتا اور جب شروع ہو جائے تو
پھر کافی دیر تک جاری رہتا ہے۔ اس دوائی کا انجکشن مریض کے بلڈ پریشر میں وقتی اضافہ
کا باعث ہوتا ہے۔ خیال یہ ہے کہ اس کا یہ اثر دل کے عضلات پر براہ راست ہوتا
ہے۔ خاص طور پر دل کے بطن یا VENTRICLES زیادہ طاقت سے جسم کو خون روانہ کرتے
ہیں۔ اس کے ساتھ اگر فرازی تیل کو بھی شامل کر لیا جائے تو بلڈ پریشر کے بڑھنے کے ساتھ
سانس کی نالیاں کھل جاتی ہیں۔ یہ دل کے عضلات کے لیے یقیناً مقوی ہے اور اس
کے اثر کے تحت دل کے ناکارہ عضلات بھی پھر سے کام کرنے لگ جاتے ہیں۔

انڈین میڈیکل گزٹ نے نومبر ۱۹۲۴ء میں اس پر مشاہدات کی اشاعت میں قرار
دیا کہ قسط کی جڑوں کا سفوف اگرچہ بدمزہ ہوتا ہے مگر دمہ کے دردوں کو کم کر دیتا
ہے۔ یہ سفوف کاسرالریاح۔ قاطع کرم شکم۔ مقوی۔ دافع قبض۔ اور مقوی باہ ہے نیز دق
بھوک کی کمی اور یرقان میں اس کا استعمال کرنل چوپڑا نے مفید پایا۔

ہیضہ کے لیے	قسط	الائچی خورد	پانی
	۲ گرام	۱ گرام	۳۰۰ گرام۔ کو ابال کر دینا

مفید ہے۔ یہ کمزوری کو دور کرنے کے علاوہ آنتوں کے جراثیم کو بھی ہلاک کر دیتا ہے۔
اس کی خوراک ہر گھنٹہ کے بعد ایک بڑا چمچہ ہے ہچکی۔ گنٹھیا۔ کوڑھ اور پرانے ملیریا بخار میں قسط کا سفوف مفید پایا گیا۔ چینی طبیب یقین رکھتے ہیں کہ اس کو کھانے اور لگانے سے سفید بال سیاہ ہو جاتے ہیں۔ چین میں قسط کے ساتھ کستوری ملا کر دانت درد پر لگاتے ہیں۔ بھارتی ماہرین نے خالص قسط کا منجن بھی دانتوں کی بیماریوں میں مفید پایا ہے۔

قسط کا سفوف سر کو دھونے کے لیے مفید دوائی ہے۔ اسے زخموں پر لگانے سے جراثیم ہلاک ہو جاتے ہیں اور ان کے مندمل ہونے کا عمل تیز ہو جاتا ہے۔

ضیق النفس (دمہ) میں کرنل چوپڑا نے قسط کے سفوف کو ۹۰٪ الکحل میں اچھی طرح ہلا کر چھان لیا۔ پھر اس سے الکحل کا بیشتر حصّہ اڑا کر اس مصفا سفوف کا ایک گرام دن میں تین مرتبہ پانی کے ساتھ دیا۔ اس نسخہ کو استعمال کرنے والے مریضوں کو رات میں دمہ کا دورہ نہ پڑا اور جن کو پڑا بھی ان کو اس وقت اس کی ایک اضافی خوراک دی گئی جس سے دورہ اسی وقت ختم ہو گیا۔ مریضوں کو یہ دوائی طویل عرصہ تک مسلسل دی جاتی رہی جس سے کوئی ناشگوار نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ اس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ اسے ایک لمبے عرصہ تک دینا مضر صحت نہیں۔

قسط کے مسلسل استعمال کے دوران کرنل چوپڑا نے محسوس کیا ہے کہ جسم یا جراثیم اس کے عادی نہیں ہوتے۔ اس لیے مریض کو علاج کے دوران دوائی کی مقدار بڑھانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

بھارتی ماہر ادویہ ندکارنی نے اس کے اثرات کا خلاصہ کرتے ہوئے قرار دیا ہے کہ قسط مقوی باہ ہے۔ سکون آور ہے۔ دماغ کے لیے مقوی ہے۔ دل اور جگر کو طاقت دیتی ہے۔ اسے پانی یا سرکہ میں گھول کر اگر سر پر لگا لیا جائے تو سر درد کو بھی دور کر دیتی ہے۔

ضیق النفس۔ دمہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قسط کے جن فوائد کا تذکرہ فرمایا ان میں دمہ شامل نہیں۔ محدثین نے اس کے مخرج بلغم ہونے کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ یہ بھی بتاتے ہیں کہ اس سے سانس کی نالیوں کی سوزش ختم ہو جاتی ہے۔ مگر وہ دمہ کا ذکر براہِ راست نہیں کرتے۔ چونکہ ام قیس رضؓ کے ذریعہ اس کے سات بیماریوں میں فوائد کا پتہ چلتا ہے اس لیے بقیہ پانچ کو تلاش کرنا بھی ہماری ذمہ داری تھی۔ اطباء قدیم میں اسماعیل جرجانی نے سانس کی تنگی میں اس کی افادیت کا تذکرہ کیا ہے۔ کرنل چوپڑا نے اس کو براہِ راست دمہ میں استعمال کر کے یہاں تک معلوم کیا ہے کہ اس کی خوراک کھانے سے اس رات دمہ کا دورہ نہیں پڑتا۔ یہ سانس کی نالیوں سے انقباض کو دور کرتی ہے۔

ابن القیمؒ نے حرف (حب الرشاد) کے فوائد میں سانس کی نالیوں کو وسعت دینے کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح کلونجی کو پرانی کھانسی میں مفید بتایا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حلبہ کے فوائد کو لاانتہا قرار دیا۔ ان معلومات کی روشنی میں یہ نسخہ ترتیب دیا گیا ہے۔

قسط شیریں	۳۰ گرام
حب الرشاد	۱۰ گرام
کلونجی	۵ گرام
تخم حلبہ	۳ گرام

ان تمام ادویہ کو پیس کر چار گرام صبح شام کھانے کے بعد دیا گیا۔ اس کے ساتھ اُبلتے پانی میں شہد۔ بیماری کی شدت کے مطابق۔ زیتون کا تیل اور دن میں چھ سات دانے خشک انجیر بھی دیے گئے۔ جہاں خشک کھانسی بار بار آرہی تھی ان مریضوں کو نسخہ میں ۲ گرام تخم ہندبا، کا اضافہ کیا گیا۔ عام طور پر سبھی مریض بہتر ہوتے گئے جن مریضوں

نے اس کے باوجود بہتری کا مظاہرہ نہ کیا ان کا نسخہ مختصر کیا گیا۔

قسط شیریں ۴۰ گرام

حب الرشاد ۱۰ گرام

مقدارِ خوراک حسبِ سابق ۴ گرام صبح ۔ شام رکھی گئی ۔

کرنل چوپڑا نے اگرچہ دمہ کے سلسلہ میں خوشگوار نتائج کا ذکر کیا ہے ۔ مگر وہ مکمل علاج کے بارے میں مشتبہ ہے ۔ اس کی غلطی یہ رہی کہ وہ پوری طرح قسط شیریں پر بھروسہ کرتا رہا ۔ ہم نے اس کے ساتھ سانس کی نالیوں کو کھولنے والی دیگر ادویہ کے ساتھ جب شہد اور زیتون کے تیل کا اضافہ کیا تو ہمارے نتائج ان سے زیادہ بہتر رہے کیونکہ چوپڑا اپنی ذات پر بھروسہ کر رہا تھا اور ہمارے تجربات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہونے والی طب کی برکت شامل تھی ۔

تپ دق

زید بن ارقمؓ کی روایت اور اُم قیسؓ بنت محصنؓ سے اس کی تائید مزید کے بعد قسط اور زیتون کے تیل کا مرکب پلورسی کے لیے مفید ہونا چاہیئے ۔ جدید تحقیقات سے یہ ثابت ہے کہ پلورسی تپ دق ہی کی وجہ سے ہوتی ہے ۔ امام محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ نے ذات الجنب کی تشریح میں بھی قرار دیا ہے کہ یہ تپ دق کی قسم ہے ۔ اس لیے اس مرکب کا تپ دق میں مفید ہونا ۔ ایک لازمی نتیجہ ہے ۔ زیتون کے تیل کے بارے میں ارشاد نبویؐ موجود ہے کہ یہ جن ستر بیماریوں میں بھی مفید ہے ان میں جذام بھی ہے علم الجراثیم اور علم الامراض کے اصولوں کے مطابق جذام اور تپ دق کے جراثیم ایک دوسرے سے قریب ترین ہیں ۔ ان کی دوائیاں بھی اکثر مشترک ہیں ۔ اس لیے زیتون کے تیل کے لیے دق میں بھی مفید ہونا ایک لازمی امر ہے ۔

ان بنیادی مشاہدات کے بعد یہ مرکب تپ دق میں استعمال کیا گیا۔ جن مریضوں کو بخار تھا یا بلغم کی زیادتی تھی ان کو ابتدائی امداد کے لیے جدید ادویہ میں سے بھی کوئی ایک وقتی طور پر دی گئیں۔ لیکن ان کا استعمال کسی بھی صورت میں پندرہ دن سے زائد نہیں رہا۔

تپ دق کے جدید ترین علاج سے یہ بیماری کم از کم نو ماہ میں ٹھیک ہو جاتی ہے جن پھیپھڑوں میں سوراخ کی جسامت ڈیڑھ سنٹی میٹر سے زائد ہو ان میں عرصہ علاج ڈیڑھ سے دو سال تک محیط ہوتا ہے۔ جدید ادویہ سے علاج پر کم از کم پچاس روپے روزانہ لاگت آتی ہے۔ اس کے مقابلے میں قسط اور زیتون کا تیل تپ دق پر پہلے مہینے کے بعد ہی واضح اثرات دکھانے لگ جاتے ہیں۔ تین ماہ میں خون کا ESR نارمل ہو جاتا ہے۔ اور چوتھے مہینے کا ایکسرے چھاتی کے زخموں کو مندمل ہوتا دکھا دیتا ہے۔ اس علاج پر روزانہ پانچ روپے سے بھی کم خرچ آتا ہے۔ چونکہ دق میں جسمانی کمزوری علالت کا اہم حصہ ہے۔ اس لیے ہر مریض کو سنتِ نبویؐ کے مطابق نہار منہ اور عصر کے وقت دو بڑے چمچے شہد بھی دیا گیا۔ مریض کو کھانسی اگر زیادہ رہی تو یہ شہد اُبلتے پانی میں دیا گیا۔

آنتوں کی تپ دق میں اس علاج کے فوائد زیادہ جلد ظاہر ہو جاتے ہیں۔ لیکن خنازیر۔ گردوں اور فوطوں کی دق میں بھی زیادہ دیر نہیں ہوتی۔ البتہ جلد اور ہڈیوں کی دق میں عرصہ علاج سال کے قریب ہو جاتا ہے۔ مگر اس میں کسی شک و شُبہ کی گنجائش نہیں کہ قسط اور زیتون کا تیل دق کا مؤثر اور مکمل علاج ہیں۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ معالج مستند طبیب ہو۔ تاکہ وہ مریض کی بیماری کی مناسبت سے تبدیلیاں کرنے کا اہل ہو۔

امراضِ حلق : گلے کی دو بیماریاں اکثر اذیت کا باعث ہوتی ہیں۔ گلے کی

کی خرابی اور لوزتین کی سوزش۔ قدرت نے زبان کے آخر میں گلے کے اندر دو سپاہی لوزتین کی صورت نصب کیے ہیں۔ جراثیم اگر منہ کے اندر داخل ہو جائیں تو یہ لوزتین ان کو روک دیتے ہیں۔ اس کوشش کے دوران وہ خود متورم ہو جاتے ہیں۔ گلے کی یہ سوزش بچوں میں بڑی عام ہے۔ کیونکہ ماں کا دودھ پینے کے دوران ماں کی جلد کے جراثیم ان کے منہ میں داخل ہوتے ہیں۔ پھر بازار کا دودھ پیٹیں تو فیڈر اور نپل کے جراثیم۔ بچے کو چپ کروانے والی چوسنی۔ بچوں کا انگوٹھا چوسنا اور آخر میں بڑوں کی محبت کی سزا۔ بچے کو پیار کرنے والے اکثر ان کے منہ میں اپنی گندی انگلیاں ڈالتے ہیں جس سے گلے میں درد۔ بخار اور کھانسی ہوتے ہیں۔ بار بار کی سوزش کے بعد لوزتین میں پیپ پڑ جاتی ہے۔ اب بچہ مسلسل بیمار رہنے لگتا ہے۔ پرانی عورتیں ان بچوں کے گلوں کے اندر انگوٹھا ڈال کر لوزتین کو زور سے دباتی تھیں۔ جس سے خون اور پیپ نکل کر گلا ٹھیک ہو جاتا تھا۔ اس کے بعد ان پر توے کی سیاہی یا کوئی "گھٹی" لگا دی جاتی تھی۔ طب جدید میں وہ گلا جو سال بھر سے زیادہ عرصہ سے خراب ہو اور بچے کو تین بار سے زیادہ بخار ہو چکا ہو اس کا علاج یہ ہے کہ اپریشن کر کے لوزتین نکال دیئے جائیں۔

جب لوزتین نکل جاتے ہیں تو گلے میں جراثیم کے خلاف رکاوٹ ختم ہو گئی اس اپریشن کے بعد یہ بچہ آخر عمر تک ہمیشہ گلے کی خرابیوں اور کھانسی کا شکار رہتا ہے۔ کیونکہ اب جراثیم کو براہِ راست سانس کی نالیوں تک چلے جانے کی چھٹی مل گئی غالباً یہ وہ صورتِ حال تھی جب اذیت میں مبتلا بچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے پاس دیکھا گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کی کیفیت اور بعد کے مسائل کو توجہ میں لاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بچوں کے ایسے تکلیف دہ علاج نہ کیے جائیں جبکہ قسط موجود ہے۔

اس بیماری میں مبتلا ہزاروں بچوں کو قسط کا سفوف صبح شام کھانے کے بعد دیا گیا۔ عام طور پر یہ بچے پندرہ دن میں بہتر ہونے لگتے ہیں اور چھ ہفتوں میں مکمل شفایاب ہو جاتے ہیں۔ چند بچوں میں دیکھا گیا کہ بہتری کا سلسلہ ایک جگہ پر آ کر رک گیا۔ اس کا حل ایک حدیث سے یوں سمجھ میں آیا کہ ان کو ورس اور قسط یا ورس یا قسط دی جائیں۔ چنانچہ جب قسط کے ساتھ ورس کی تھوڑی سی مقدار شامل کی گئی تو ہر بچہ تندرست ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی پر توجہ دی جائے تو اس سے ایک چیز واضح نظر آتی ہے کہ لوزتین کو نہ نکلوایا جائے۔ انہوں نے اس باب میں جس اعتماد کے ساتھ قسط کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ اس امر کی دلالت کرتا ہے۔ کہ یہ دوائی بہر حال مفید اور مؤثر ہو گی۔ اور حقیقت میں بھی ایسا ہی ہے۔

کاسنی ــــ ہندباء

CHICORY

CICHORIUM INTYBUS

کاسنی زمانہ قدیم سے غذا اور دوا کے طور پر مقبول چلی آتی ہے۔ یورپ میں زیادہ طور خودرو ہوتی ہے۔ اور وہاں پر جنگلوں میں خود اُگتے والی کاسنی کو امراض تنفس کے علاج میں بڑی مقبولیت حاصل ہے۔ وہاں کے دوا فروش اب بھی جنگلی کاسنی کا شربت SYRUP OF WILD CHICOPY کے نام سے فروخت کرتے ہیں جسے بچوں کی کھانسی کے لیے مفید مانا جاتا ہے۔ پاکستان کے شمال مغربی علاقوں۔ بھارت میں بمبئی اور دکن کے علاقوں میں جانوروں کے لیے چارہ کے طور پر کاشت کی جاتی ہے۔ نیوزی لینڈ میں اس کے بیج پونے دو فٹ اور بمبئی میں چھ انچ کے فاصلہ پر بوئے جاتے ہیں۔ فصل چھ ماہ میں پک کر تیار ہوتی ہے اس کے تازہ پتے سلاد کے طور پر کھائے جاتے ہیں۔

کاسنی کے پتے۔ پھول۔ بیج اور جڑیں دوا کے طور استعمال ہوتے ہیں۔ ایک خاص قسم کے ہل سے جڑیں کھودنے کے بعد انہیں چودہ دن تک کھیتوں میں رکھا جاتا ہے۔ اگر اس سے زیادہ رکھیں تو وہ سوکھ کر خوشبو چھوڑ جاتی ہیں۔ جڑوں کو دھوپ یا کڑھائیوں میں بھون کر پیس کر کافی میں ان کی ملاوٹ کرتے ہیں۔ ایسی ملاوٹ شدہ کافی کا آسانی سے بتہ چل سکتا ہے وہ یوں کہ پوڈر کو پانی کے گلاس میں ڈال دیں۔ کافی ہلکی ہونے کی وجہ سے سطح پر تیرتی رہے گی جبکہ کاسنی نیچے بیٹھ جائے گی اور پانی کا رنگ بھی بھورا کر دے گی۔

عربی میں اسے ہندبا کے علاوہ عرفِ عام میں " بزر اللہ " کہتے ہیں کیونکہ احادیث میں اس کی خاص تعریف مذکور ہے۔ اطبا نے اس کی بستانی (مزروعہ) قسم کو بہتر قرار دیا ہے۔

احادیثِ نبویؐ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیکم بالھندباء فانه مامن یوم الا وھو یقطر علیه من قطرالجنة۔ (ابونعیم)

(تمہارے لیے کاسنی موجود ہے۔ کیونکہ کوئی ایسا دن نہیں گزرتا جب جنت کے پانی کے قطرے اس پر نہ گرتے ہوں)۔

اسی بات کو محمد احمد ذہبیؒ نے ابونعیم ہی کے حوالہ سے یوں بیان کیا ہے۔

کلوا ھندباء۔ ولا تنفضوہ فانه لیس من الایام الا و قطرات من الجنة تقطر علیه۔

(کاسنی کھاؤ مگر اسے جھاڑو مت۔ کیونکہ ایسا کوئی دن نہیں گزرتا جب جنت کے پانی کے قطرے اس پر نہ گرتے ہوں)۔

محمد بن ابوبکر ابن القیمؒ نے ہندبا کی تعریف میں تین احادیث نقل کی ہیں جن کے بارے میں ان کا قیاس مرفوع ہونے کا ہے۔

۱۔ کلوا الھندباء ولا تنفضوہ ، فانه لیس یوم من الایام الا وقطرات من الجنت تقطر علیه۔

(کاسنی کھاؤ اور اس کے پتوں کو مت جھاڑو۔ کیونکہ ایسا کوئی دن نہیں گزرتا

جب جنت سے پانی کے قطرے اس پر نہ گرتے ہوں)۔

۲۔ من اکل الھندباء ثم نام علیہ لم یحل فیہ سم ولا سحر۔

(جس نے کاسنی کھائی اور سو گیا۔ اس پر جادو اور زہر بھی اثر انداز نہ ہوگا)۔

۳ ما من ورقۃ من ورق الھندباء الا وعلیھا قطرۃ من الجنۃ۔

(کاسنی کے پتوں میں سے ایسا کوئی پتہ نہیں جس پر جنت کے پانی کے قطرے نہ گرے ہوں)

محدثین کرام کا اصول ہے کہ وہ حسن اور صحیح احادیث کے علاوہ دیگر پر توجہ نہیں دیتے۔ مگر یہاں کیفیت یہ ہے کہ ایک ہی بات پانچ مختلف ذرائع سے میسّر آرہی ہے۔ جب ایک بات کو پانچ مختلف راوی اپنے اپنے انداز میں روایت کر رہے ہیں تو اسے تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے اور اسے حسن کہنا پڑے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کسی خاص بیماری یا حالات میں تجویز نہیں فرمایا بلکہ اس کی اہمیت کے باب میں اتنی بات بتا دی کہ جنت سے پانی کے قطرے روزانہ اس پر گرتے ہیں۔ اس ارشاد کے جو معنی ایک عام قاری کی سمجھ میں آتے ہیں وہ یہ کہ اس کے استعمال میں برکت ہے۔ اسے جس کیفیت میں بھی استعمال کریں مفید ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک اطباء نے اسے سینکڑوں قسم کی بیماریوں میں آزمایا اور عام طور پر مایوسی نہیں ہوئی۔

محدثین کے مشاہدات

کاسنی کے پتوں کا رس نچوڑ کر بچھو کے کاٹے پر لگانے سے درد اور

ورم جاتے رہتے ہیں۔

اس کے پتوں کا رس آنکھوں میں ڈالنے سے موتیا کو فائدہ ہوتا ہے۔

محدث ابن القیم کہتے ہیں۔

ولبن اصلها یجلو بیاض العین۔

آنکھ کی سفیدی سے مراد موتیا بند بھی ہو سکتا ہے اور آنکھ کے سامنے والے سیاہ حصہ کے اُوپر آنے والی سفیدی جسے اُردو میں پھولا اور پنجابی میں "اچٹا" کہتے ہیں ہو سکتے ہیں۔ امکان موجود ہے کہ یہ دونوں میں مفید ہے۔ اطبائے قدیم نے اس کے پتے کوٹ کر آنکھ کے اُوپر پلسٹس کی صورت باندھے ہیں اور اس کے پتوں کو عرق گلاب میں کھرل کر کے سلائی کے ساتھ آنکھوں میں لگایا ہے۔ لیکن محدثین کاسنی کی جڑ کے پانی کو آنکھ میں لگانے کی تجویز کرتے ہیں۔

کاسنی مزاج کو درست کرتی ہے۔ یہ گرمی میں حدت پہنچاتی ہے۔ اور سردی میں ٹھنڈک۔ قابض ہے اور آنتوں میں جلن کو رفع کر کے ٹھنڈک دیتی ہے۔ معدہ کے لیے بہت مفید ہے۔ اگر اس کے پتوں کو پکا کر سرکہ کے ہمراہ کھایا جائے تو پیٹ کی جملہ بیماریوں کے لیے مفید ہے۔ اس کے پتوں کو کاٹ کر ورم والے مقام پر باندھیں تو سوجن اور خاص طور پر نقرس کی دکھن جاتی رہتی ہے۔

جگر اور مرارہ کے سدے کھولتی ہے۔ خون کی نالیوں سے رکاوٹ دور کرتی ہے جگر اور اس کی نالیوں میں رکاوٹ کی وجہ سے اگر یرقان ہو گیا ہو تو اس کے پتوں کا پانی بڑا مفید ہے۔ اس غرض کے لیے اگر اسے رازیانج اور کھجوروں کے ساتھ ملایا جائے تو فوائد اور بھی بڑھ جاتے ہیں۔

اس کے پتوں کو دھو کر استعمال میں لانا جائز نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پتوں پر جنت کے پانی کے گرنے کی اطلاع دی ہے۔ زہروں کے اثرات کو

زائل کرنے میں کاسنی دوسری ادویہ سے زیادہ مؤثر ہے۔ ایک نسخہ کے مطابق اگر اس کے پانی میں زیتون کا تیل ملا لیا جائے تو یہ ہر قسم کی زہروں حتّٰی کہ سانپ کی زہر کا بھی علاج ہے۔

اطباءِ قدیم کے مشاہدات :

کاسنی کے پتے قبض کو رفع کرتے ہیں۔ ان کو چبانے سے منہ سے خون نکلنا بند ہو جاتا ہے۔ ۹ ماشہ پتے یا پھول سرد پانی کے ساتھ کھانے سے اندر سے آنے والا خون بھی بند ہو جاتا ہے۔ یہ کھانسی کے لیے مفید نہیں۔ لیکن پیٹ میں نفخ یا جگر میں خرابی کے ساتھ اگر کھانسی بھی ہو تو اس سے بڑھ کر کوئی دوائی نہیں۔

اگر پیٹ میں سوزش ہو تو جو کے ہمراہ زیادہ مفید ہے۔ اسہال، پیچش اور خون کے دستوں کو روکتی ہے۔ اگر اس کے ساتھ تھوڑی سی سونف اور تخمِ کشوث شامل کر لیں تو فائدہ بڑھ جاتا ہے۔ بعض اطباء اس نسخہ میں سرکہ کی سکنجبین یا شربتِ بزوری میں شامل کرتے ہیں۔

امراضِ جگر اور مرارہ میں کاسنی کی ہر شکل نہ صرف کہ مفید ہے بلکہ سدے اور رکاوٹیں کھول دیتی ہے۔ استسقاء میں مفید ہے۔ گردوں اور پیشاب کی نالیوں سے رکاوٹوں کو دور کرتی ہے۔ اس لیے مدرالبول ہونے کے علاوہ پتھریوں کو نکالتی ہے۔

کاسنی کے ہرے پتوں کا پانی سرکہ اور صندل ملا کر ماتھے پر لگانے سے گرمی کا سر درد جاتا رہتا ہے۔ یہی مرکب پتّی اچھلنے اور گرمی دانوں کے لیے تھوڑا سا پانی ملا کر لگانے سے فوری فائدہ کرتا ہے۔ پتوں کے جوشاندہ میں سرکہ اور نمک ملا کر غرارے کرنے سے منہ کی سوزش اور گلے کی سوجن جاتی رہتی ہے۔

کاسنی کے بیج پیس کر صندل اور سونف کے ساتھ ابال کر شربت بنفشہ کے

ساتھ پینے سے رات کو نیند خوب آتی ہے۔ اس نسخہ سے پتہ کا صفرا زائل ہوتا ہے اور منہ سے خون آنا بند ہو جاتا ہے۔

ابنِ زہر کہتا ہے کہ کاسنی کی جڑ کو بچھو کے کاٹے پر پیس کر لگانے سے جلد آرام آ جاتا ہے۔

کاسنی کا عرق گردوں اور معدہ کی سوزش کے لیے مفید ہے۔ اس کے پینے سے پیشاب کے ساتھ آنے والا خون بند ہو جاتا ہے۔ پرانے ڈاکٹر جنگلی کاسنی کی جڑوں کے جوشاندہ کو امراضِ معدہ و امعاء میں اکسیر قرار دیتے تھے۔

کیمیاوی ہیئت

جرمن کیمیادانوں نے ۱۹۲۶ء میں کاسنی کے پھولوں سے ایک جزو عامل CICHORIN دریافت کیا جو کیمیاوی طور پر گلوکو سائیڈ ہے۔ پودے کو جلایا جائے تو راکھ سے زیادہ مقدار میں پوٹاسیم۔ تھوڑا سا سوڈیم کیلسیم۔ فاسفورس ایلومینیم کلورائیڈ۔ کاربونیٹ اور ریت کے مرکبات ملتے ہیں۔ پودے سے ایک تیل بھی حاصل کیا گیا ہے۔ جو صحیح معنوں میں فرازی نہیں۔ کیونکہ یہ پوری طرح اڑ نہیں جاتا۔ اس تیل میں PALMATIC-STEARIC-OLEIC اور LINOLEIC ایسڈ پائے جاتے ہیں۔

پودے کی جڑوں میں TARTARIC ACID-MANNITE-STEARIN کے علاوہ ایمونیائی مرکبات میں BETAINE-CHOLIN پائے جاتے ہیں۔ یہ مرکبات جگر کی اصلاح میں مشہور ہیں۔ جڑوں میں پائی جانے والی INULIN کچھ عرصہ کے بعد INULIDE FRUCTOSE ENZYMES میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ کاسنی کے پودے میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اگرچہ اس میں کڑوے

مادے اور لعاب بھی ملتے ہیں مگر اس کے ساتھ فرکٹوس کی مٹھاس بھی ہے جب اسے بھونا جائے تو بعض جوہر اپنی کیمیاوی ہیئت تبدیل کر لیتے ہیں۔ مگر اس میں DEXTRIN اور CARAMEL موجود رہتے ہیں۔

اطباءِ جدید کے مشاہدات :

بستانی کاسنی پیاس کو بجھاتی ہے اور جسم کو توانائی دیتی ہے بڑھی ہوئی تلی۔ بخاروں اور اسہال میں مفید ہے۔ پودے کا بہترین حصہ اس کی جڑ ہے اس میں خوشبو کے علاوہ اسہال کو روکنے کی صلاحیت کے ساتھ پیشاب آور ہے۔

پرانے ڈاکٹر اس کی جنگلی قسم کو دمہ۔ کھانسی۔ سر درد۔ بھوک کی کمی اور کمزوری میں استعمال کرتے آئے ہیں۔ یہ حیض آور ہے۔ اس غرض کے لیے پودے کے کسی بھی حصہ کا جوشاندہ مفید ہے۔

کاسنی کے استعمال سے پتہ سے صفراء کے اخراج میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہاضمہ کی اصلاح کرتی ہے۔ جسم کو تقویت دیتی ہے۔ زیادہ مقدار میں مسہل اور پیشاب آور ہے۔ کافی میں کاسنی ملا کر مسلسل استعمال کرنے سے بینائی خراب ہوتی ہے۔

ندکارنی کے مشاہدہ کے مطابق کاسنی کا سفوف۔ مغز تربوز۔ یا خربوزہ اور سونف ملا کر اس کے سفوف کا نصف چھوٹا چمچہ کچھ عرصہ کھایا جائے تو گردوں سے پتھری نکل جاتی ہے۔

اس کے پتوں کا لیپ جوڑوں کی سوجن کے لیے مفید ہے۔

ہومیوپیتھک طریقہ علاج

کاسنی کی جڑوں سے مدر ٹنکچر بنتا ہے۔ CICHORIUM INTYBUS

ان تمام کیفیات میں استعمال ہوتی ہے۔ جب جسم پر تھکن کی کیفیت طاری ہو۔ بوجھ محسوس ہوتا ہے اور ایسا لگتا ہو کہ جسم میں نہ تو جان ہے اور نہ طاقت اعضاء شکنی۔ معدہ پر بوجھ۔ جسم اور دماغ میں تھکن۔ صبح اٹھیں تو آنکھیں بھاری اور تھکی ہوئی میں کاسنی کی مدر ٹنکچر مفید ہے۔

کلونجی ــــ حبۃ السوداء

NI GELLA SATIVUM

کلونجی زمانہ قدیم سے اچار ڈالنے اور پیٹ کی بیماریوں کے علاج میں استعمال ہوتی آئی ہے۔ آریوویدک طب میں "کرشن جیرک" اور کالی جیری، کے ناموں سے بیان کی گئی ہے۔ انگریزی نام کے معنی کالا زیرہ ہے۔ حالانکہ زیرہ بالکل مختلف چیز ہے۔

کلونجی کا پودا جھاڑیوں کی مانند تقریباً ادھ میٹر اونچا ہوتا ہے جس کو نیلے رنگ کے پھول لگتے ہیں۔ یہ پودا اصل میں ترکی اور اٹلی میں ہوتا تھا۔ جہاں سے حکماء نے افادیت کی بنا پر حاصل کرکے برصغیر میں کاشت کیا۔ یہ خودرو بھی ہوتا ہے اور اس کی مزروعہ اقسام بھی ہیں۔ پنجاب میں اسے پیاز کے بیج سمجھا جاتا ہے۔ جو کہ غلط ہے اس کے بیج تکونے خوشبو میں تیز۔ ذائقہ میں تیز اور کاغذ کے لفافہ میں رکھیں تو اس پر تیل کے سے دھبے لگ جاتے ہیں۔

یونانی اور رومی اطباء اس کے طبی فوائد سے آشنا تھے اور جالینوس کے متعدد نسخوں میں کلونجی کو شہد یا سرکہ میں ملا کر استعمال کیا گیا ہے۔ یہ مفروضہ درست نہیں کہ عرب اطباء نے اس کا استعمال یونانیوں سے سیکھا۔ کیونکہ مشرقِ وسطیٰ کے اطباء نے اسلام کی آمد سے پہلے اس کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ اس کا استعمال اسلام کی آمد کے بعد شروع ہوا۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شفا کا مظہر قرار دیا ہے

احادیث نبویؐ

حضرت ابوہریرہ رضؓ بیان کرتے ہیں۔

انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی الحبۃ السوداء شفاء من کل داء الا السام والسام الموت و الحبۃ السوداء الشونیز ۔

(بخاری مسلم ابن ماجۃ ۔ مسند احمد)

(میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ کالے دانے میں ہر بیماری سے موت کے سوا شفا ہے ۔ اور کالے دانے شونیز ہے)۔

عن سالم بن عبد اللہ یحدث عن ابیہ ان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم قال علیکم بھذہ الحبۃ السوداء فان فیہ شفاء من کل داء الا السام ۔

(ابن ماجۃ)

(سالم بن عبد اللہ اپنے والدِ محترم حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے اُوپر ان کالے دانوں کو لازم کر لو کہ ان میں موت کے علاوہ ہر بیماری سے شفا ہے)۔

یہی روایت مسند احمد میں حضرت عائشہؓ سے ابن الجوزی اور ترمذی میں ابو ہریرہؓ سے مذکور ہے۔

حضرت بریدہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الشونیز دواء من کل داء الا السام وھو الموت ۔

(شونیز موت کے سوا ہر بیماری کا علاج ہے)

اسی قسم کی ایک لمبی روایت عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد سے کلونجی کی تعریف میں بیان کرتے ہیں ۔ جسے مسند احمد نے بیان کیا ۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

ما من داء الا وفی الحبة السوداء منہ شفاء -الا السام

(مسلم)

(بیماریوں میں موت کے سوا۔ ایسی کوئی بیماری نہیں جس کے لیے کلونجی میں شفا نہ ہو)

کتب سیرت میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی طبی ضروریات کے لیے کبھی کبھی کلونجی کھایا کرتے تھے۔ مگر وہ اسے شہد کے شربت کے ساتھ نوش فرماتے ہیں۔

عن خالد بن سعد قال خرجنا مع غالب بن ابجر فمرض فی الطریق فقدمنا المدینة وھو مریض فعادہ ابن ابی عتیق وقال لنا علیکم بھذہ الحبة السوداء فخذوا منھا خمسا او سبعا فاسحقوھا ثم اقطروھا فی انفہ بقطرات زیت فی ھذا الجانب وفی ھذا الجانب - فان عائشة حدثتھم انھا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ھذہ الحبة السوداء شفاء من داء الا ان یکون السام وقلت وما السام قال الموت -

(بخاری - ابن ماجة)

(خالد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ میں غالب بن جبر کے ہمراہ سفر میں تھا۔ وہ راستہ میں بیمار ہو گئے ہماری ملاقات کو ابن ابی عتیق ۔ (حضرت عائشہ رض کے بھتیجے) تشریف لائے۔ مریض کی حالت دیکھ کر فرمایا کہ کلونجی کے پانچ سات دانے لے کر ان کو پیس لو۔ پھر انہیں زیتون کے تیل میں ملا کر ناک کے دونوں طرف ڈالو۔

کیونکہ ہمیں حضرت عائشہ نے بتایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ان کالے دانوں میں ہر بیماری سے شفا ہے۔ مگر سام سے۔ میں نے پوچھا کہ سام کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ موت)۔

اس علاج سے غالب بن ابجر تندرست ہو گئے۔

محدثین کے مشاہدات:

عربی میں جسے حبۃ السوداء کہتے ہیں فارسی میں وہ شونیز ہے۔ محدث عبداللطیف نے زیرہ سیاہ قرار دیا اور اس کو "الکمون الھندی" کا اضافی نام دیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہر بیماری کی دوا قرار دیا ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح قرآن مجید میں آیا۔

داوتیت من کل شیء

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مقامات پر ایسی خوش خبریاں عطا کی ہیں۔ جیسے کہ عجوہ کھجور کھانے والا زہر سے محفوظ رہتا ہے یا سنا، اور سنوت میں بھی ہر بیماری سے شفا ہے۔ ان کے یہ ارشادات معجزات نبوت میں سے ہیں۔ اسی بنا پر کلونجی اس امر میں یکتا ہے کہ وہ بیماریاں خواہ حدت سے ہوں یا برودت سے، یکساں مفید ہے۔

ذہبیؒ کہتا ہے کہ کلونجی جسم کے کسی بھی حصہ میں واقع رکاوٹ یعنی سدہ کو دور کرتی ہے۔ تبخیری مادہ کو خارج کرتی ہے۔ معدہ کو مضبوط کرتی ہے۔ حیض۔ دودھ اور پیشاب لاتی ہے، اگر اسے پیس کر سرکہ میں ملا کر کھایا جائے تو پیٹ کے کیڑے مار دیتی ہے اور پرانے زکام میں مفید ہے۔ اس کو گرم کرکے سونگھنا بھی زکام میں مفید ہے۔

اگر اس کا تیل نکال کر گنج پر لگایا جائے تو بال اُگتے ہیں اور بال جلد سفید نہیں ہوتے۔ اس کا نصف مچھ پیس کر پانی کے ساتھ پینے سے دمہ میں مفید ہے اور بھڑکے

زہر کے اثر کو زائل کر دیتا ہے۔

کلونجی لگاتار کھاتے سے باؤلے کتے کی زہر کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ اس کا دھواں سانس کی تکالیف کو دور کرتا ہے۔ روٹی کے ساتھ کھائیں تو پیٹ میں ہوا نہیں بھرتی۔ زکام۔ فالج۔ لقوہ۔ درد شقیقہ۔ نسیان۔ چکروں گھبراہٹ میں مفید ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم وسیع اور وحی الٰہی پر مبنی رہا ہے۔ انہوں نے جب اسے شفا کا مظہر قرار دیا ہے تو اس کے فوائد کی فہرست صفحۂ قرطاس میں احاطہ کر لیا جانا ممکن نہیں۔

کلونجی کی حیثیت پر ابن القیمؒ کہتے ہیں الحربیؒ نے حضرت امام حسنؓ کی سند سے اسے خردل قرار دیا ہے۔ (خردل کو ہمارے یہاں السی کہتے ہیں جو کہ بالکل مختلف چیز ہے) الہروی نے اسے الحبتہ الخضرا قرار دیا ہے۔ لیکن یہ شونیز ہے اور اس میں کوئی مغالطہ نہیں۔ یہ نفخ کو دور کرتی ہے۔ پیٹ سے چرنے کیڑے نکال دیتی ہے۔ بخار اتارتی ہے۔ بلغم نکالتی ہے۔ رکاوٹیں کھولتی ہے۔ معدہ اور لبلبہ کی رطوبتوں کو اعتدال پر لاتی ہے۔ (یہ بات ذیابیطس کے علاج میں بڑی اہمیت رکھتی ہے) اگر اسے پیس کر گرم پانی میں شہد کے شربت کے ساتھ پیا جائے تو گردوں اور مثانہ سے پتھری نکال دیتی ہے۔ اس کے اضافی فوائد میں دودھ۔ حیض اور پیشاب کو کھول کر لانا بھی شامل ہے۔ زکام میں اس کا سونگھنا اور پینا مفید ہے۔ اس کے بیج پیس کر دودھ میں ملا کر پینے سے یرقان میں فائدہ ہوتا ہے۔ اس کو مسلسل کھانے سے لقوہ اور فالج دور ہو جاتے ہیں۔ محدثین کہتے ہیں کہ اسے ٹھنڈے پانی کے ساتھ پیس کر پینے سے باؤلے پن ختم ہو جاتا ہے۔ اسی جو شاندہ کو پینے سے بواسیر ختم ہو جاتی ہے اور جانوروں کے کاٹے کا زہر خاص طور پھڑ کا زائل ہو جاتا ہے۔ بعض لوگوں نے اسے سانپ کے زہر کے لیے بھی تریاق قرار دیا ہے۔

کلونجی کو سرکہ میں پکا کر اس کی کلیاں کرتے سے مسوڑھوں کی سوزش اور دانتوں کا درد جاتا رہتا ہے۔ اسے آنکھوں میں پیس کر ڈالنے سے موتیا اگر ابتدا میں ہو تو ٹھیک ہو جاتا ہے۔ سرکہ اور کلونجی کا مرکب جلدی امراض۔ ایگزیما وغیرہ میں از حد مفید ہے۔ زیتون کے تیل میں کلونجی کو ابال کر چھان کر اس تیل کے چند قطرے کان میں ڈالنے سے اس کی سوزش ٹھیک ہو جاتی ہے۔ یہ مرکب ناک میں ڈالنا پرانے زکام میں مفید ہے۔

زخموں پر چھلکے آتے ہوں تو چند روز کلونجی اور تیل لگائیں پھر کلونجی اور سرکہ لگانے سے جسم کے کسی بھی حصہ کے پھوڑے پھنسیاں ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ جلد کے داغ جاتے رہتے ہیں اور برص میں فائدہ ہوتا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

سرد کھانسی۔ دردِ سینہ۔ استسقا اور ریاحی قولنج میں مفید ہے۔ پیٹ کے کیڑوں کو خارج کرتی ہے۔ اگر قے میں پیپ آتی ہو تلی کے ساتھ تلی میں ورم ہو۔ اور سانس لینے میں تکلیف ہوتی ہو تو کلونجی سے جلد فائدہ ہوتا ہے۔ اسے پانی میں پکا کر شہد ملا کر پینے سے مثانے کی پتھری نکل جاتی ہے۔ اسے نہار منہ روغنِ زیتون کے ساتھ کھایا جائے تو چہرے کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے۔ اسے گرم کر کے سونگھنے سے زکام دور ہو جاتا ہے۔

ویدک طب میں بھی کلونجی مقبول ہے۔ ان کے مشاہدات میں یہ پیٹ اور معدہ کے بادی کے درد دور کرتی ہے۔ بدہضمی اور ضعفِ ہضم کا علاج ہے۔ عورتوں کا دودھ بڑھاتی ہے۔ پھوڑوں کا علاج ہے۔ چونکہ یہ بچہ نکال دیتی ہے اسلئے حاملہ عورتوں کو نہ دینی چاہیئے۔ اس کا تین ماشہ سفوف مکھن میں ملا کر چٹاتے سے ہچکی بند ہو جاتی ہے۔ پیشاب کی رکاوٹ کو دور کرتی ہے۔

سرکہ اور صنوبر کی لکڑی کے برادہ کے ساتھ کلونجی کو ابال کر دانتوں پر لگانے سے درد جاتا رہتا ہے۔ سرکہ اور کلونجی لگانے سے مسّے جھڑ جاتے ہیں کلونجی اور حب الرشاد کو ملا کر سرکہ میں ابال کر گنج پر لگانے سے بال اگ آتے ہیں۔ اس کے دھوئیں سے زہریلے کیڑے بھاگ جاتے ہیں۔ اسے گرم کپڑوں میں رکھیں تو ان کو کیڑا نہیں لگتا۔

کلونجی۔ باپچی۔ گوگل۔ دارہلد کی جڑ۔ گندھک میں سے ہر ایک پانچ تولہ کو ناریل کے دو تولہ تیل میں پیس کر ڈال دیں۔ یہ بوتل سات دن تک دھوپ میں پڑی رہے کبھی کبھی ہلاتے رہیں۔ پھر چھان کر تیل علیحدہ کر لیں۔ اس تیل کو لگانے سے اکثر جلدی بیماریاں اور برص ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ پانی میں کلونجی ملا کر لیپ کرنے سے چھیپ جاتی رہتی ہے۔

کیمیاوی ہیئت

کلونجی کے بیجوں میں دو قسم کے تیل ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو اڑ جانے والا ہوتا ہے اور دوسرا گاڑھا۔ فرازی تیل ۵۔ ۱ فیصدی جبکہ گاڑھا تیل ۵۔ ۳۷ فیصد ہوتا ہے اس کے علاوہ البیومن۔ مٹھاس۔ لیسدار ملور نامیاتی تیزاب اور گلوکوسائیڈ۔ MELANTHIN METARBIN کے علاوہ کڑواہٹ والے عناصر پائے جاتے ہیں۔ اس میں پایا جانے والا گلوکوسائیڈ سمیائی اثرات رکھتا ہے۔ اس لیے کلونجی کو زیادہ مقدار میں مسلسل کھانا تکلیف کا باعث ہو سکتا ہے۔

جدید مشاہدات

اطباء نے ابتداء ہی سے اسے امراض البطن میں بڑے اہتمام سے

استعمال کیا ہے۔ کیونکہ وہ اسے زیرہ کی قسم سمجھتے رہے ہیں۔ جالینوس کو پیٹ کی بیماریوں کے علاج میں بڑا دعویٰ تھا۔ اس باب میں اس کا مجرّب نسخہ کلونجی کو شہد میں ملا کر دینا تھا۔ اتفاق سے یہ ایک ایسی ترکیب ہے کہ اسے پیٹ کی بیماریوں کے علاوہ سانس کی گھٹن۔ جگر کی خرابی۔ پھوڑے پھنسیوں اور اعصابی تکالیف میں بڑے اعتماد کے ساتھ دیا جا سکتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہر بیماری میں شفا قرار دیا ہے۔ اس اصول کو سامنے رکھ کر ذیابیطس کے مریضوں کو تین حصہ کلونجی اور ایک حصہ کاسنی کے بیج ملا کر ناشتہ کے بعد ایک چھوٹا چمچ دیا گیا۔ ایک ہفتہ میں خون میں گلوکوس کی مقدار کم ہونے لگی۔ پیشاب میں شکر ختم ہو گئی۔ اب تک چار ہزار مریضوں پر یہ علاج نہایت اچھے نتائج کے ساتھ استعمال کیا جا چکا ہے۔ لیکن ذیابیطس کے لیے اسے مکمل شفا قرار دینا ابھی قبل از وقت ہے۔ مزید مشاہدہ کی ضرورت موجود ہے۔ اس کے بیجوں کو دودھ اتارنے۔ حیض کا خون بڑھانے اور پیشاب لانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یوروپ میں درد سے حیض آنے کے لیے یہ مشہور دوائی ہے۔ زیادہ مقدار میں دینے سے اسقاط کا خطرہ ہو سکتا ہے۔

پیٹ سے ہوا نکالنے اور بدہضمی میں مفید ہے۔ کلونجی کے ساتھ قسط شیریں ہموزن ملا کر ناشتہ اور رات کے کھانے کے بعد دیں تو پرانی پیچش کے علاوہ دمہ میں بھی مفید ہے۔ دمہ کے وہ مریض جن پر دیگر ادویہ کا اثر نہیں ہو رہا تھا کلونجی کی آمیزش سے بہتر ہونے لگے۔

قسط شیریں جنسی کمزوری کے لیے اچھی دوائی ہے۔ مگر بسا اوقات اس کا تنہا اثر اتنا مفید نہیں ہوتا۔ ایسے میں اس کے ساتھ حب الرشاد۔ اور کلونجی کو جب شامل کیا گیا تو فائدہ جلد ہو گیا۔

کلونجی کو قسطاور حب الرشاد میں ہم وزن ملاکر پیسنے کے بعد سرکہ میں حل کرکے اُبالا گیا۔ پھر چھان کر ادویہ کے پھوک نکال دیتے۔ یہ لوشن جلدی امراض کے لیے ازحد مفید رہا۔ اگرچہ جلد کے امراض کی ایک لمبی فہرست ہے اور ایسی کوئی دوائی موجود نہیں جو ہر ایک میں مفید ہو۔ لیکن یہ نسخہ اکثر بیماریوں میں فائدہ دیتا ہے۔

کلونجی اور حب الرشاد کو ہم وزن ملاکر توے پر جلاکر اسے سرکہ میں حل کرکے مرہم بنائی گئی۔ یہ مرہم برص کے داغوں پر لگانے سے داغ تین سے چار ماہ میں ٹھیک ہو گئے۔ مگر اس کے ساتھ اسی نسخہ کو بھونے بغیر خالص صورت میں شہد کے شربت کے ساتھ مریض کو ایک چمچہ روزانہ کھلایا گیا۔ برص وہ بیماری ہے جس کا عام حالات میں کوئی علاج نہیں۔ مگر اس نسے ٹھیک ہوگئی۔ گرتے بالوں بلکہ گنج پر بال اگانے کے اور بفہ کے علاج میں کلونجی اور مہندی کو سرکہ میں حل کرکے اگر سر پر تیسرے دن ایک گھنٹہ کے لیے لگایا جائے تو مفید ہے۔

بھارتی ماہرین نے اسے نفخ، درد شکم۔ قولنج۔ استسقا۔ ضعف اعصاب ضعف دماغ۔ نسیان۔ فالج اور رعشہ میں مفید قرار دیا ہے۔ پرانے حفاظ بچوں کو قرآن حفظ کراتے وقت یادداشت کو بہتر بنانے کے لیے نہار منہ کلونجی کے چند دانے کھلاتے تھے۔

آج کل بازار میں کلونجی کا تیل مل رہا ہے۔ لوگ اسے بڑے اعتقاد کے ساتھ استعمال کر رہے ہیں۔ کلونجی میں دو قسم کے تیل ہوتے ہیں۔ ایک قسم اُڑ جاتی ہے۔ بیجوں میں موجود شفائی اثرات کا کچھ حصہ کھلی یا پھوک میں رہ جاتا ہے۔ اس لیے یہ اُمید نہیں کی جا سکتی کہ تیل میں وہ تمام فوائد ہوں گے جو بیجوں میں ہوتے ہیں۔

کھجور ــــ تمر۔ بلح۔ رطب

DATES

PHOENIX DACTYLIFERA

کھجور ایک عام درخت ہے جو مشرقِ وسطیٰ۔ امریکہ اور ایشیائی ممالک میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ شمالی افریقہ بھی کھجور کا گھر ہے۔ امریکہ میں کیلی فورنیا کی کھجوریں بڑی لذیذ اور مقبول ہیں۔ ہندوستان میں راجستھان۔ مہاراشٹر میں بہ کثرت سے ہوتی ہیں۔ مالا بار ٹراونکور اور میسور کے علاقہ میں کھجور کی ایک قسم ــــ PHOENIX FARINI FERA پائی جاتی ہے۔ جسے ہندی میں بلوٹ کہتے ہیں۔ یہ حجم میں چھوٹی اور مٹھاس میں قدرے ہلکی ہوتی ہیں۔ ان میں لیسدار مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ اسی طرح مغربی گھاٹ کے علاقہ میں ایک جنگلی قسم PHOENIX SYLVESTRIS ـ جسے مہاشٹرا کے لوگ شنڈی کہتے ہیں۔ انگریزی میں یہ جنگلی کھجور کے نام سے موسوم ہے۔ اسے تنے نکلنے والے لیسدار پانی کے لیے زیادہ طور کاشت کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس کھجور میں توانائی دوسروں سے زیادہ ہوتی ہے۔

پاکستان میں کھجور کے لیے۔ خیرپور۔ ملتان اور ڈیرہ غازی خاں کے علاقے اگرچہ زیادہ مشہور ہیں۔ مگر کھجور چاروں صوبوں میں ملتی ہے۔ بلکہ صوبہ سرحد میں کھجوریں اگرچہ کم ہوتی ہیں مگر ان کا معیار عمدہ ہوتا ہے۔ اسی طرح لاہور کے آس پاس بھی پائی جاتی ہیں مگر عمدگی نہیں ہوتی۔ کہتے ہیں کہ خیرپور اور ڈیرہ غازی خان کے علاقہ میں کھجور کی ۹۵ اقسام کاشت کی جاتی ہیں اور وہاں اس کا مربہ بھی ڈالا جاتا ہے۔

عربی ایک جامع اور مکمل زبان ہے جس میں کھجور کے سو نام ہیں۔ ہر نام کھجور

کی مختلف حیثیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح کھجور کے جملہ اقسام اور حالتیں علیحدہ نام رکھتی ہیں۔

بلح : یہ کچی کھجور ہے جو خواہ درخت کے ساتھ لگی ہو یا اتار لی گئی ہو۔

بُسرہ : یہ کچی اور زرد کھجور ہے۔

لبسر : کچی کھجوریں جب پکنے کے قریب آجائیں۔ مگر ابھی پکی نہ ہوں۔

طلع : جب کونپلوں سے پھل بننے لگے تو یہ پہلا شگوفہ ہے جو درخت پر ظاہر ہوتا ہے۔

رُطب: وہ کھجور جو درخت پر لگی ہوئی پوری طرح پک جائے۔ اگر اسے اتارا نہ جائے تو اپنے آپ ہی گر جاتی ہے۔ قرآن مجید نے حضرت مریم علیہا السلام کو یہی چیز زچگی کی کمزوری کے لیے مرحمت فرمانے کا ذکر کیا ہے۔

تمر : درخت سے پکنے کے بعد خشک کھجوریں جو عام طور پر کھائی جاتی ہیں۔

جمار : کھجور کا گابھا۔

حشف : ردی کھجوریں۔

قرآن مجید میں کھجور کا ذکر صرف رطب اور نخل کی صورت میں آیا ہے۔ جبکہ احادیث میں یہ آٹھ ناموں سے موسوم ہونے کے علاوہ گچھوں کے ذکر میں دوال کے نام سے مذکور ہیں۔ پانی میں بھگو کر اس کا عرق یا شربت نبیذ ہے۔

ہندو پاک میں کھجور کی تین قسمیں مشہور ہیں۔ کچی کھجور۔ پکی ہوئی کھجور اور خشک کھجور یعنی چھوہارا۔ سندھ اور راجستھان میں قسمیں تو یہی ہیں مگر ان کے نام ذرا پیچیدہ ہیں ہاسون۔ لونی کھرکون۔ دینا کیوں۔

کھجور کا درخت بنیادی طور پر گرم علاقوں میں ہوتا ہے۔ اور یہ ان علاقوں میں بھی پھل دیتا ہے جہاں پانی کم ہو۔ لمبائی میں تیس میٹر تک چلا جاتا ہے مگر اب

ٹھنگنی اقسام بھی کاشت کی جا رہی ہیں۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کا سر دھوپ کی وجہ سے آگ میں اور پیر یعنی جڑیں پانی میں ہوتی ہیں۔ گرم علاقوں میں زیر زمین پانی کی سطح نیچی ہوتی ہے اس لیے کھجور کے درخت کی جڑیں بڑی گہری اور لمبی ہوتی ہیں تاکہ یہ دور دور سے اپنے لیے پانی اور توانائی حاصل کر سکے۔ مگر یہ ایسے علاقوں میں بھی پایا جاتا ہے جہاں پانی چھ فٹ پر موجود ہوتا ہے۔ خلیج عرب کے کنارے کے اکثر ممالک میں۔ خاص طور پر سعودی عرب کے الشرقیہ کے ساحلی علاقوں میں خاص طور پر القطیف تاروت۔ الجبیل۔ راس تنورہ میں کھجوروں کے گھنے گھنے جنگل ملتے ہیں۔

کھجور کا درخت جنس کے لحاظ سے مذکر اور مونث ہوتا ہے۔ مذکر کو پھل نہیں لگتا جبکہ اس کے دانے مونث پودوں کو بارور کرنے کے لیے ہوا یا باغبانوں کی کوشش سے پہنچائے جاتے ہیں پھل شدید گرمی میں لگتا ہے جو گچھوں کی شکل میں ہوتا ہے۔ ایسے درخت بھی ہیں جن کے ایک ایک گچھے میں ایک ہزار تک دانے ہوتے ہیں۔ درخت کی اوسط عمر ۱۵۰ سال ہے۔ اس کا کوئی حصہ بھی بیکار نہیں۔ پتوں سے ٹوکریاں بنتی ہیں۔ تنا عمارتی لکڑی کے طور کام میں آتا ہے۔ شاخیں کرسیاں بننے اور جلانے کے کام آتی ہیں۔

کھجور کا درخت دنیا کے اکثر مذاہب میں مقدس مانا جاتا ہے۔ ہندوا سے درگاہ پوجا میں استعمال کرتے ہیں۔ یہودیوں کی FEAST OF TABER NACLES کھجور پر مبنی ہے۔ عیسائیوں میں PALM SUNDAY تہوار بھی کھجور پر منایا جاتا ہے۔

مسلمانوں میں اہمیت کی انتہا یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے درختوں میں سے اس درخت کو مسلمان کہا۔ کیونکہ یہ صابر۔ شاکر اور خدا کی طرف سے برکت والا ہے۔

قرآن مجید کے ارشادات

ایود احدکم ان تکون لہ جنت من النخیل واعناب

(البقرہ ۲۰۸)

(کیا چاہتا ہے تم میں سے کوئی کہ اس کے پاس باغات ہوں کھجوروں کے اور انگوروں کے)۔

فاخرجنا منہ خضرا نخرج منہ حبا متراکبا ومن النخل من طلعھا قنوان دانیۃ۔ (۹۹۔ الانعام ۶۰)

(بارش کے فوائد کے سلسلہ میں ارشاد ہوا کہ اس کے بعد ہم نباتات میں ایک قسم اگاتے ہیں جس میں ایک دوسرے پر چڑھے۔ تہ در تہ دانے ہوتے ہیں اور اس میں کھجور کے درخت بھی ہیں جس کے گابھے سے پھلوں سے جھکے ہوئے خوشے پھوٹتے ہیں)۔

وھوالذی انشا جنت معروشات وغیر معروشات و النخل والزرع مختلفا اکلہ۔ (۱۴۱۔م۔الانعام ۶۰)

(اور وہی ہے جس نے بنائے باغات جو ٹیلے پر چڑھے ہیں یا بن چڑھے ہیں۔ اور کھجوریں اور کھیتیاں جن کے ذائقے مختلف ہیں)

ونخیل وصنوان وغیر صنوان یسقی بماء واحد۔

(۴۱۔م۔الرعد۔۱۳)

(اور زمین پر ایسے قطعے ہیں جن میں کھجوروں کے ایک تنہ میں سوا کئی تنوں میں باغات ہیں۔ جن کو پانی ایک ہی ذریعہ سے میسر آتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ ایک ہی ذریعہ کا پانی کئی قسم کی فصلیں اگا دیتا ہے)۔

ینبت لکم بہ الزرع والزیتون والنخیل والاعناب ومن کل الثمرات۔ (۱۱۔ک۔النحل ۱۶)

(وہ زمین سے تمہارے لیے کھیتیاں اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل اگاتا ہے۔ اس کا یہ وہ عمل ہے جس پر وہ لوگوں کو غور وفکر کی دعوت دیتا ہے)۔

ومن الثمرات النخیل والاعناب۔ (۶۷ک۔النحل ۱۶)

(اللہ تعالیٰ کی عنایات کے تذکرہ میں کھجوروں اور انگور کے درختوں سے حاصل ہونے والے پھلوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تم اگر غلط استعمال کرو تو ان سے نشیات حاصل ہوتی ہیں ورنہ ان سے عمدہ قسم کی غذا میسر آتی ہے)۔

اوتکون لک جنۃ من نخیل وعنب۔ (۹۱۔اسرائیل۔۱۷)

(یہ وہ لوگ ہیں جو آرزو رکھتے ہیں کہ ان کے لیے کھجوروں اور انگوروں کے باغ ہوں جن میں سے نہریں نکل کر جاری ہوں)۔

واضرب لھم مثلا رجلین جعلنا لاحدھما جنتین من اعناب وحففنٰھما بنخل وجعلنا بینھما زرعًا۔

(۳۲۔ک الکھف: ۱۸)

(ان کے لیے دو ایسے آدمیوں کی مثال بیان کرو جن میں سے ایک کے پاس دو باغ انگوروں کے ہیں جن کے اردگرد کھجوریں ہیں اور ان کے درمیان کھیت ہیں)۔

فاجاءھا المخاض الی جزع النخلۃ۔ (۲۳ک۔مریم: ۱۹)

(زچگی کی دردیں اسے کھجور کے درخت کے تنے کی طرف لے آئیں (وہ

شدتِ الم سے اس کا سہارا لینے پر مجبور ہو گئیں)

وھزی الیك بجذع النخلة تسلقط علیك رطبا جنیا۔

(۲۵ لے ۔ مریم : ۱۹)

(کھجور کے درخت کے تنے کو تو جب ہلائے گی اس کی شاخوں پر سے تم پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گریں گی)۔

ولاوصلبنکم فی جزوع النخل۔ (۱۷ لے ۔ طٰہٰ : ۲۰)

(فرعون نے جادوگروں کو دھمکی دیتے ہوئے یہ فقرہ کہا تھا ۔ میں تمہیں کھجور کے تنوں کے ساتھ لٹکا کر پھانسی دے دوں گا)

فانشأنا لکم بہ جنت من نخیل واعناب لکم فیھا فواکہ کثیرۃ ومنھا تاکلون۔

(ہم نے تمہارے لیے زمین سے کھجور اور انگور کے باغ پیدا کیے جن کے بہت سے پھلوں کو تم کھاتے ہو)۔

وزروع ونخل طلعھا ھضیم۔ (۱۴۸۔ الشعراء ۲۶)

(اور وہاں پر ایسے کھیت اور کھجور کے درخت ہیں ۔ کہ جن کی شاخیں ان کے پھلوں کے بوجھ سے ٹوٹی جا رہی ہیں)۔

وجعلنا فیھا جنت من نخیل واعناب (۳۴ ۔ لے ۔ یٰسین: ۳۶)

اور ہم نے وہاں تمہارے لیے کھجوروں اور انگوروں کے باغ اگائے)۔

والنخل بٰسقت لھا طلع نضید۔ (۱۰ ۔ لے قٓ ۵۰)

(اور کھجوروں کے بلند و بالا درخت ہیں جن میں تہ در تہ پھلوں کے خوشے لگے ہیں)۔

تنزع الناس کانھم اعجاز نخل منقعر۔ (۲۰ لے القمر ۵۴)

(اس دن نے لوگوں کو یوں اکھاڑ کر پھینک دیا جیسے کہ جڑ سے اکھاڑی ہوئی کھجور کے تنے ہوں)۔

فیھا فاکھۃ والنخل ذات الاکمام (۱۱-م- الرحمٰن ۵۵)

(وہاں پر پھل ہیں اور کھجوریں ایسی کہ خوشوں والی)

فیھا فاکھۃ ونخل ورمان ۔(۶۸-م-الرحمٰن ۵۵)

(وہاں پر کئی قسموں کے پھل اور کھجوریں اور انار موجود ہیں)

فتری القوم فیھا صرعیٰ کانھم اعجاز نخل خاویۃ ۔

(۷-ک الحاقۃ ۶۹)

(دیکھا اس قوم کو کہ وہ اس طرح گری ہوئی تھی جیسے کہ کھجور کے تنے کی ایک کھوکھلی لکڑی ہوتی ہے)۔

فانبتنا فیھا حبا وعنبا وقضبا وزیتون ونخلا ۔

(۲۷-۲۹-ک عبس ۸۰)

(اور ہم نے اگائے تمہارے اجناس۔ انگور۔ ترکاریاں اور زیتون اور کھجوریں کیونکہ باغات گھنے ہوں گے)۔

کتب مقدسہ

توریت اور انجیل میں کھجور کا ذکر ۴۸ مقامات پر آیا ہے۔ جن میں اہم یہ ہیں۔

"سو تم پہلے دن خوشنما درختوں کے پھل اور کھجور کی ڈالیاں اور گھنے درختوں کی شاخیں اور ندیوں کی بید مجنوں لینا اور تم خداوند اپنے خدا کے آگے سات دن تک خوشی منانا"

(احبار ۴۰ : ۲۳)

مسرت اور شادمانی کے اظہار کے ساتھ خدا کی تکریم کے لیے کھجور کا یہ استعمال مذہبی تیوہار کو اہمیت دینے کے لیے تجویز کیا گیا۔

۔۔۔۔ تو کیسی جمیلہ اور جانفزا ہے! یہ تیری قامت کھجور کی مانند ہے۔

(غزل الغزلات (۷-۶ : ۷)

جب لوگوں کی تکلیف اور اذیت کا ذکر کیا گیا تو ارشاد ہوا۔

"تاک خشک ہوگئی۔ انجیر کا درخت مرجھا گیا۔ انار اور کھجور اور سیب کے درخت ہاں میدان کے تمام درخت مرجھا گئے ——

(یوایل —— ۱۲ : ۱)

ارشاداتِ نبویؐ

(حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور بہت پسند تھی۔ حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ روایت فرماتے ہیں کہ)

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یا کل الرطب بالبطیخ زاد ابو داؤد و یقول یکسر حرھٰذا ببرد ھذا و برد ھٰذا بحر ھٰذا۔ (ابن ماجۃ۔ ترمذی، مسلم)

(میں نے انہیں دیکھا کہ وہ کھجوروں کے ساتھ تربوز کھا رہے تھے)

(ابوداؤد نے اضافہ کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ میں کھجور کی گرمی کو تربوز کی ٹھنڈک سے برابر کر لیتا ہوں یا تربوز کی ٹھنڈک کھجور کی گرمی سے زائل ہو جاتی ہیں)۔

بسرؓ کے بیٹے روایت کرتے ہیں۔

دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقدمنا زبدًا وتمرا وکان یحب الزبد والتمر (ابوداؤد، ابن ماجۃ)

(ہمارے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ۔ ہم نے ان کی خدمت مکھن اور کھجوریں پیش کیں ۔ کیونکہ ان کو مکھن کے ساتھ کھجور پسند تھی) ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رض روایت فرماتی ہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

کلوا البلح بالتمر فان الشیطان اذا نظر ابن آدم یاکل البلح بالتمر یقول، بقی ابن آدم حتی اکل الحدیث بالعتیق ۔

(ابن ماجۃ ، نسائی)

(پرانی کھجور کے ساتھ تازہ کھجور ملا کر کھاؤ ۔ کیونکہ شیطان جب کسی کو ایسا کرتے دیکھتا ہے تو افسوس کرتا ہے کہ پرانی کے ساتھ نئی کھجور کھا کر آدمی تومند ہو گیا) ۔

حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رض روایت کرتے ہیں ۔

رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ کسرۃ من خبز الشعیر فوضع علیھا تمرۃ فقال ھٰذہ ادام ھٰذہ و اکل ۔ (ابو داؤد)

(میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ جو کی روٹی کے ایک ٹکڑے پر کھجوریں رکھے ہوئے تھے ۔ پھر فرمایا کہ یہ اس روٹی کے ساتھ سالن ہے)

حضرت انس بن مالک رض ام المؤمنین حضرت صفیہ رض کی شادی اور ولیمہ حال میں بیان کرتے ہیں ۔

فدعوت المسلمین الی ولیمتہ امر بالانطاع فبسطۃ فالقی علیھا التمر والاقط والسمن ۔ (بخاری)

(میں لوگوں کو ولیمہ کی دعوت پر بلا لایا ۔ چمڑے کا دستر خوان بچھایا گیا اور اس پر کھجور، پنیر اور گھی رکھا گیا ۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تینوں

چیزیں علیحدہ نہ تھیں۔ بلکہ ان کا حلوہ بنا کر پیش کیا گیا تھا جسے حلوہ حیس کہتے ہیں)
حضرت سہل بن سعدؓ الساعدی روایت فرماتے ہیں۔

اتی ابو اسید الساعدی فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی عرسہ فکانت امراتہ خادمھم وھی العروس قال اتدرون ما سقیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انقعت لہ تمرات من اللیل فی تور۔ (بخاری)

(ابو اسید الساعدی نے اپنی شادی کے ولیمہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدعو کیا۔ اس کی دلھن ان کی خدمت کرتی رہی اور آپ جانتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا۔ انھوں نے رات کو مٹی کے ایک کونڈے میں کھجوریں بھگو کر رکھیں۔ صبح ان کو یہ پانی پلایا گیا)۔

حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں۔

رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقعیا یاکل تمرا۔

ایک دوسری روایت میں اضافہ ہے کہ

یاکل منہ اکلا ذریعا۔ (مسلم)

(میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اکڑوں بیٹھے ہوئے کھجوریں کھا رہے تھے۔ دوسری روایت کا اضافہ ہے کہ وہ اس طرح بیٹھے ہوئے جلد جلد کھجوریں کھا رہے تھے)۔

سفیان جبلہ بن سحیم روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کو فرماتے ہوئے سنا۔

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقرن الرجل بین التمرتین حتی یستاذن اصحابہ۔

(بخاری ، مسلم ، ابن ماجۃ)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر سے منع کیا کہ کوئی شخص دوسرے شرکاء مجلس کی اجازت کے بغیر بیک وقت دو یا ان سے زائد کھجوریں اکٹھی کھائے)

کھجور کی اہمیّت

حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں ۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یجوع اھل بیت عندھم التمر ۔ (مسلم)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس گھر میں کھجور ہو ۔ اس گھر والے کبھی بھوکے نہ رہیں گے)

اسی روایت کو بعض محدثین نے ایک دوسری صورت میں یوں بیان کیا ہے ۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشۃ ! بیت لا تمر فیہ جیاع اھلہ او جاع اھلۃ قالھا مرتین او ثلثۃ ۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ ! جس گھر میں کھجور نہ ہو اس گھر والے بھوکے ہیں ۔ انھوں نے یہ بات دو یا تین مرتبہ فرمائی کہ اس گھر والے بھوکے ہیں) ۔

حضرت علیؓ روایت فرماتی ہیں ۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بیت لا تمر فیہ کا لبیت لا طعام فیہ ۔

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں ۔ وہ گھر ایسا ہے

کہ جیسے اس میں کھانا نہ ہو)۔

حضرت انس بن مالک رضؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تعشوا ولو بکف من حشف فان ترک العشاء مهرمة۔

(ترمذی)

رات کا کھانا ضرور کھاؤ۔ خواہ نہیں ردی کھجور کی ایک مٹھی میسر ہو۔ کیونکہ رات کا کھانا ترک کرنے سے بڑھاپا (کمزوری) طاری ہوجاتی ہے)۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ روایت فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تدعوا العشاء ولو بکف۔ فان ترکه یهرم۔

(ابن ماجة)

رات کا کھانا ہرگز نہ چھوڑو۔ خواہ ایک مٹھی کھجور ہی کھالو۔ کیونکہ رات کا کھانا چھوڑنے سے بڑھاپا طاری ہو جاتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضؓ بیان کرتے ہیں۔

اتی النبی صلی اللہ علیه وسلم بتمر عتیق فجعل تفتشه ویخرج السوس منه۔ (ابن ماجة، ابوداؤد)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پرانی کھجوریں آئیں۔ انہوں نے ان کو کھول کر دیکھا اور ان میں سے سسریاں نکالتے رہے۔ ابن ماجہ کی روایت میں سسری نکالنے والی بات نہیں۔ صرف اتنا مذکور ہے کہ وہ انہیں کھول کر دیکھتے تھے)۔

حضرت ابوعسیب رضؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ساتھ لیا پھر راستہ میں حضرت ابوبکر رضؓ کو لیا اور پھر حضرت عمر رضؓ کو شامل کیا اور ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔

فقال لصاحب الحائط اطعمنا بسرا فجاء بعذق فوضعه

فاکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ ۔ (مسند احمد، بیہقی)

(انہوں نے باغ کے مالک سے کہا کہ ہمیں نیم پکی ہوئی کھجوریں کھلائے۔ وہ گیا اور وہ کھجوروں کے گچھے لے کر آیا۔ اس میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گرامی اصحاب نے سیر ہو کر کھجوریں کھائیں)۔

حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ روایت فرماتے ہیں۔

رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کل القثاء بالرطب۔

(بخاری مسلم ابن ماجۃ)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ کھجوروں کے ساتھ کھیرا ککڑی کھا رہے تھے۔

حضرت رافع بن عمر المزنیؓ بیان کرتے ہیں۔

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول العجوۃ و الصخرۃ من الجنۃ۔ (ابن ماجۃ)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ عجوہ کھجور اور بیت المقدس کی مسجد کا گنبد (صخرا) دونوں جنت سے آئے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ روایت فرماتے ہیں۔

بینا نحن عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ اتی بجمار نخلۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان من الشجر لما برکتہ کبرکۃ المسلم فظننت انہ یعنی النخلہ، فاردت ان اقول ھی النخلۃ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم التفت فاذا عاشر عشرۃ انا احدثہم فسکت فقال النبی صلی اللہ علیہ و

سلم ھی النخلۃ ۔ (بخاری)

ہم کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ کھجور کا گابھ آیا۔ تبھی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے مخاطب کر کے فرمایا کہ درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت دی ہے جیسے کہ وہ مسلمان ہو۔ میں نے گمان کیا کہ ان کی مراد کھجور کے درخت سے ہے۔ اور میرا ارادہ ہوا کہ میں جواب میں عرض کروں کہ یا رسول اللہ یہ کھجور کا درخت ہے۔ مگر مجبوراً اس لیے چپ ہوا کہ اتنے لوگوں میں سے سب سے چھوٹا تھا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کھجور کا درخت ہے۔

کھجور کے بارے میں احتیاط

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انه نھیٰ ان ینتبذ الزبیب والتمر جمیعاً (بخاری)

(منقہ اور کھجور کو بیک وقت کھانے سے منع کیا) اسی ارشادِ گرامی کو ترمذی اور النسائی نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے مروی کیا ہے۔ جنہوں نے اپنے والدِ گرامی سے سماعت کیا۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ اور حضرت ام سلمہؓ روایت فرماتی ہیں کہ

انه نھی ان ینتبذ البسر والرطب۔

نیم پختہ کھجور کو پرانی کھجور کے ساتھ ملا کر کھانے سے منع فرمایا۔

ابن القیمؒ نے سند کے بغیر ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور اور انجیر کو بیک وقت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت ام المنذرؓ روایت فرماتی ہیں۔

دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعہ علی
ولنا دوال معلقۃ فجعل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم
یاکل وعلی معہ یاکل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لعلی یا علی فانک ناقۃ۔ (ابن ماجۃ، ترمذی، مسند احمد)

(ہمارے گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ان کے ہمراہ علیؓ تھے
اس وقت ہمارے یہاں کھجوروں کے خوشے لٹک رہے تھے۔ یہ ان کی
خدمت میں پیش کیے گئے۔ دونوں کھاتے رہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک جگہ علیؓ سے کہا کہ تم اب اور مت کھاؤ کہ تم ابھی بیماری سے
اٹھے اور کمزور ہو۔)

اسی روایت میں مزید آیا ہے کہ حضرت علیؓ نے سات کھجوریں کھائی تھیں کہ ان
کو روک دیا گیا۔ ام المنذرؓ نے اس پر ان کے لیے چقندر گوشت اور جو کی روٹی
پکائی۔ انہوں نے اس کھانے کو حضرت علیؓ کے لیے پسند فرمایا۔

حضرت صہیبؓ روایت فرماتے ہیں کہ میں مجلس رسالت میں کھجوریں کھا رہا تھا۔
ان دنوں میری آنکھ دکھ رہی تھی کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اتاکل التمر وبک رمد۔ (طبری)

(تم کھجوریں کھا رہے ہو جبکہ تمہاری آنکھیں دکھ رہی ہیں)

صہیبؓ نے اس ارشادِ گرامی کو مزاحیہ رنگ دیتے ہوئے کہا کہ میری دائیں
آنکھ دکھتی ہے جبکہ میں کھجوریں بائیں طرف سے کھا رہا ہوں۔

یہ ارشادِ گرامی اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ جب آنکھیں دکھتی ہوں تو اس
وقت کھجوریں کھانا مناسب نہ ہوگا۔

حضرت انس بن مالک روایت فرماتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خیر تمر اتکم البرنی یذھب الداء ولا داء فیہ۔

(عقیلی مسند طیالسی۔ ابن السنی۔ ابونعیم۔ مستدرک الحاکم)۔

تمہاری کھجوروں میں سے سب سے اچھی کھجور برنی ہے۔ یہ بیماری کو دور کرتی ہے اور اس میں خود کوئی مضر چیز نہیں)۔

یہ روایت الرویانی اور ابن حبان نے بریرۃؓ۔ طیالسی۔ مستدرک الحاکم اور ابونعیم نے ابی سعید الخدریؓ سے بھی بیان کیا ہے۔ جبکہ یہی مضمون محمد احمد ذہبی نے حضرت ابوہریرہ رضؓ سے بغیر سند کے بیان کیا ہے۔

البرنی دواء لیس فیہ داء۔

(عقیلی، مسند طیالسی، ابن السنی، ابونعیم، مستدرک الحاکم)

(برنی کھجور ایک عمدہ دوا ہے۔ جبکہ اس میں بذات خود کوئی بیماری نہیں یعنی اس کے کھانے سے کوئی ضرر نہ ہوگا)

محمد احمد ذہبیؒ حوالہ کے بغیر یہ روایت نقل کرتے ہیں۔

خیرا تمر اتکم البرنی۔ یذھب الداء۔

(تمہاری کھجوروں میں اچھی برنی ہے جو بیماری کو دور کرتی ہے)

راوی کا ذکر کیے بغیر محمد احمد ذہبی بتاتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من وجد تمرا فلیفطر علیہ ومن لا فلیفطر علی الماء فانہ طھور۔ (النسائی)

(جسے کھجور میسر ہو۔ وہ اس سے روزہ افطار کرے۔ جسے نہ ملے وہ پانی سے کھول لے۔ کیونکہ وہ بھی پاک ہے)

کیونکہ دن بھر کے فاقہ کے بعد توانائی کم ہو جاتی ہے۔ اس لیے افطاری ایسی چیز سے ہو جو جلد ہضم ہو اور طاقت دے۔

ومن السنۃ للصائم الفطر علی العجوۃ او التمر۔

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تھی کہ روزہ دار عجوہ کھجور یا کسی اور کھجور سے روزہ کھولے)

یہ حدیث بھی اسناد کے بغیر ذہبی نے بیان کی ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفطر علی رطبات قبل ان یصلی فانہ لم تکن رطبات فتمرات۔ فان لم تکن تمرات احسا حسوات من ماء۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکی ہوئی کھجور سے روزہ افطار کرتے تھے اگر وہ نہ ہو تو پرانی کھجور سے اور اگر وہ بھی میسر نہ ہو تو پانی اور ستو وغیرہ سے)

نوزائیدہ بچوں کے لیے بہترین گھٹی

حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ روایت فرماتی ہیں۔

انما حملت بعبد اللہ بن زبیر بمکۃ قالت تو الدت بقباء ثم اتیت بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضعتہ فی حجرہ دعا بتمرۃ فمضغھا ثم تفل فی فیہ ثم حنکہ ثم دعا لہ و برک علیہ فکان اول مولود ولد فی الاسلام (بخاری۔ مسلم)

(مجھے مکہ معظمہ میں عبداللہ بن زبیر پیدا ہونے والا ہو گیا تھا۔ یہ بچہ مجھے قبا میں آکر پیدا ہوا۔ میں بچے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور ان کی گود میں ڈال دیا۔ انہوں نے کھجور منگوائی۔ اسے اپنے منہ میں چبایا پھر

اپنا لعاب اور کھجور بچے کے منہ میں ڈال کر اس کے تالو سے لگا دیا۔ پھر بچے
کے لیے برکت کی دعا کی۔ یہ وہ پہلا بچہ تھا جو مسلمانوں میں پیدا ہوا)
عبداللہ بن زبیرؓ کی ولادت سے پہلے مدینہ کے یہودیوں نے مشہور کر دیا تھا
کہ ان کے جادو کے زور سے اب کوئی مسلمان عورت بچہ نہ جن سکے گی۔ ہم نے ان
کو بانجھ کر دیا ہے۔ عبداللہؓ کی پیدائش ان کے اس دعویٰ کی تکذیب اور تردید تھی
یہ مہاجرین کا پہلا بچہ تھا۔ ان کی پیدائش پر تمام مسلمانوں نے بلند آواز میں نعرہ تکبیر بلند کیا۔

قال ولد لی غلام فاتیت به النبی صلی الله علیه وسلم فسماه
ابراهیم فحنکه بتمرة ودعا له بالبرکة ودفعه الی (بخاری)

(حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ میں
اسے لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے چبا کر
اس کے منہ میں کھجور ڈالی۔)

کھجوروں کی طبی حیثیت

حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں۔

ان الرسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان فی عجوة العالیة
شفاء وانه تریاق اول البکرة (مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اس عظیم کھجور عجوہ میں ہر بیماری سے
شفا ہے۔ اور اگر اسے نہار منہ کھایا جائے تو یہ زہروں سے تریاق ہے)
(یہی روایت مسند احمد میں اضافہ کے ساتھ بھی ہے)

حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص اپنے والدِ گرامی سے روایت کرتے تھے۔

سمعت سعدا یقول سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم

يقول من تصبح بسبع تمرات عجوة. لم يضره ذلك

اليوم سم ولا سحر۔ (بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد)

میں نے سعدؓ سے یہ کہتے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے

کہ جس نے صبح اُٹھتے ہی عجوہ کھجور کے سات دانے کھا لیے۔ اس دن اسے

جادو اور زہر بھی نقصان نہ دے سکیں گے)۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنا ذاتی تجربہ بیان فرماتی ہیں۔

كانت امى تعالجنى للسمنة تريد ان تدخلنى على رسول

الله صلى الله عليه وسلم فما استقام لها ذلك اكلت

القثاء بالرطب فسمنت كاحسن سمنة۔

(بخاری، مسلم، النسائی، ابن ماجۃ)

(میری والدہ مجھے موٹا کرنے کے لیے بہت علاج کرواتی رہیں۔ وہ چاہتی تھیں

کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤں تو موٹی ہوں۔ لیکن

ان تمام دواؤں سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ حتٰی کہ میں نے تازہ پکی ہوئی کھجوریں اور

کھیرے کھائے۔ ان سے میں نہایت خوبصورت جسم والی موٹی ہو گئی)۔

جب حضرت عائشہؓ کا نکاح ہوا تو وہ دبلی پتلی تھیں۔ چونکہ اس زمانے میں

عرب دبلی عورتوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اس لیے ان کی والدہ محترمہ حضرت ام رومانؓ

چاہتی تھیں کہ رخصتی تک یہ موٹی ہو جائیں۔ ان کو قثاء سے فائدہ ہوا۔ عربی میں اس

سے مراد کھیرا بھی ہو سکتا ہے اور ککڑی بھی۔ عام لوگ کھیرا ہی قرار دیتے ہیں۔ یہ علاج

اس حدیث سے سند ہے جو بخاری، مسلم اور ابن ماجہ نے بیان کی کہ حضور کھجور اور کھیرا

کھایا کرتے تھے۔

عامر بن سعید اپنے والدِ محترم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔

من اکل سبع تمرات ما بین لابتی المدینة علی الریق لم یضرہ یومہ ذٰلک سم ولا سحر وان اکلھا حین یمسی لم یضرہ حتی یصبح ۔ (مسند احمد)

(جس کسی نے مدینہ کے دو پہاڑوں کے درمیان کی وادی میں پیدا ہونے والی کھجوروں میں سے روزانہ سات کھجوریں نہار منہ کھائیں ۔ اسے روز شام ہونے تک کوئی زہر اثر نہ کرے گا اور جس نے شام کو کھائیں وہ صبح تک مامون رہے گا۔)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

العجوۃ من الجنۃ و فیھا شفاء من السم والکمأۃ من المن وماؤھا شفاء للعین والکبش العربی الاسود شفاء من عرق النساء یوکل من لحمہ و یحسی من مرقہ ۔

(ابن النجار)

(عجوہ کھجور جنت سے ہے ۔ اس میں زہروں سے شفا ہے ۔ کھنبی من کا حصہ تھی اور اس کے پانی میں آنکھوں کی بیماریوں سے شفا ہے ۔ عربی دنبہ جو کہ سیاہ رنگ کا ہو، اس میں عرق النساء سے شفا ہے ۔ اس کا گوشت کھایا جائے اور یخنی پی جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ روایت فرماتے ہیں۔

اکل التمر امان من القولنج ۔ (ابونعیم)

(کھجور کھانے سے قولنج نہیں ہوتا)۔

جسم کے وہ آلات جن کی ساخت ایسے عضلات سے ہے جو قوتِ ارادی کے ماتحت نہیں (جیسے کہ گردوں کی نالیاں ۔ آنتیں ۔ بچے دانی کی نالیاں) اگر ان میں سکڑن کے ساتھ درد ہو تو اسے قولنج کہتے ہیں ۔ قولنج کسی ایک حصہ جسم تک محدود نہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كلوا التمر على الريق فانه يقتل الدود۔

(مسند فردوس، ابوبکر فی الغلانیات)

(صبح نہار منہ کھجوریں کھایا کرو کہ ایسا کرنے سے پیٹ کے کیڑے مرجاتے ہیں)

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ روایت فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ينفع من الجذام ان تأخذ سبع تمرات من عجوة المدينة كل يوم يفعل ذلك سبعة ايام۔

(ابونعیم، ابن العدی، فی الکامل)

(اگر سات دن تک عجوہ کھجور کے سات دانے روزانہ کھائے جائیں تو اس سے کوڑھ میں فائدہ ہوتا ہے)۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ روایت کرتے ہیں۔

مرضت مرضا۔ اتاني رسول الله صلى الله عليه وسلم فوضع يده بين ثديي، حتى وجدت بردها على فوادي. فقال: انك رجل مفئود ائت الحارث بن كلدة، اخا ثقيف، فانه رجل يطبب فلياخذ سبع تمرات من عجوة المدينة فليجأهن بنواهن ثم ليلدلك بهن۔ (ابوداؤد، مسند احمد، ابونعیم۔ الحسن بن سفیان)

(میں بیمار ہوا۔ میری عیادت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ انہوں نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا تو اس کی ہاتھ کی ٹھنڈک میری ساری چھاتی میں پھیل گئی۔ پھر فرمایا کہ اسے دل کا دورہ پڑا ہے

اسے حارث بن کلدہ کے پاس لے جاؤ جو ثقیف میں مطب کرتا ہے۔ حکیم کو چاہیئے کہ وہ مدینہ کی سات عجوہ کھجوریں گٹھلیوں سمیت کوٹ کر اسے کھلائے)

کھجور کے فوائد کے بارے میں یہ حدیث بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ طب کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ کسی مریض کے دل کے دورہ کی تشخیص کی گئی۔ اس کی روایت عام طور پر مجاہد کے ذریعہ ہے۔ علاؤالدین الھندی نے کنز العمال میں اسے مسند علیؓ، ذخیرہ الحسن بن سفیان اور ابونعیم سے بھی ماخذ کرنا بیان کیا ہے۔ جبکہ دوسرے محدثین اسے صرف ابوداؤد ہی سے اخذ کرتے ہیں۔

سعد بن ابی وقاصؓ کو دل کے دورہ کی وجہ سے چھاتی میں جو شدید درد تھا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کے لمس سے جاتا رہا اور انھوں نے اس کے ساتھ ایک خصوصی دعا بھی فرمائی جسے احادیث میں "الھم اشف سعداً" کی صورت میں ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما للنفساء عندی شفاء مثل الرطب وللمریض مثل العسل۔ (ابونعیم، ابوالشیخ)

(میرے نزدیک عورتوں کے حیض کی کثرت کے لیے کھجور سے بہتر اور مریض کے لیے شہد سے بہتر کوئی دوائی نہیں)۔

کھجور سے معالجہ کی قرآنی ترکیب

کھجور کی افادیت کا اہم ترین پہلو قرآن مجید نے حضرت مریم علیہ السلام کے تذکرہ میں بیان کیا ہے۔ جب ان پر زچگی کا وقت قریب آیا تو وہ دردوں کی شدت اپنی تنہائی اور بعد کی کمزوری سے دہشت میں تھیں۔ انھوں نے خدا سے چاہا کہ وہ اس

اذیت سے تڑپنے کی بجائے مرجائیں تو اچھا ہو۔ خدا تعالیٰ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ کھجور کے درخت کے سایہ میں لیٹ جائیں۔ ان پر پکی ہوئی کھجوریں گریں گی۔ جن کو کھانے سے ان کی کمزوری جاتی رہے گی۔ دردیں کم ہوں گی۔ زچگی کا مرحلہ کسی پیچیدگی کے بغیر فوراً گزر جائے گا۔ کھجوریں کھانے سے ان کی زچگی جلد مکمل ہوئی۔ نفاس سے کوئی خاص اذیت نہ ہوئی اور وہ اپنے نوزائیدہ بچے کو گود میں لے کر اطمینان کے ساتھ بستی کی سمت پیدل چل پڑیں۔ عام حالات میں کسی عورت کے لیے زچگی کے بعد اپنے پیروں سے چل کر جانا ممکن نہیں ہوتا۔ اور یہ خاتون تو نہ صرف کہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئیں۔ بلکہ بچے کا وزن اُٹھا کر انھوں نے بستی تک کا فاصلہ بھی خوش اسلوبی سے طے کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کھجور کھانے سے اُن کو INSTANT ENERGY (فوری توانائی) حاصل ہوئی کیونکہ کھجور دافع قولنج بھی ہے اس لیے ان کو دردیں بھی کم ہوئیں۔ قرآن مجید نے تاریخ طب میں پہلی مرتبہ INVALID FOOD کا تصور کھجور کی صورت میں پیش کیا جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کمزوری کے لیے خصوصی غذا جو کا دلیا (تلبینہ) کی صورت میں عطا فرمائی۔

محدثین کے مشاہدات

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کو رات بھگو کر اس کا پانی استعمال کرتے تھے۔ ابو اسید رضؓ کی دعوت ولیمہ میں یہی پانی بڑے شوق سے پیا۔ جبکہ ابا الہیثم بن التیہان رضؓ نے جب ان کے ساتھ حضرت ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ کی اپنے باغ میں دعوت کی تو ان سے کہا کہ تم نے تو پکی ہوئی کھجوروں کو بھگویا ہے۔ ہمیں زیادہ پسند ہو گا اگر پکی ہوئی کھجوروں کو بھگویا ہے۔ ہمیں زیادہ پسند ہو گا اگر پکی ہوئی کھجور کے ساتھ نیم پختہ البسر۔ رطب (کھجوریں بھی ملا کر ان کا پانی ہمیں پلایا جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کھجور کی نبیذ میں بھی توانائی کے ساتھ ساتھ فرحت پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔

یہ پانی جسم کی غلیظ رطوبتوں کو خشک کرتا ہے۔ معدہ کو تقویت دیتا ہے۔ منہ کے زخموں کو مندمل کرتا ہے۔ خاص طور پر مسوڑھوں کی سوزش میں مفید ہے۔

پھلوں میں کھجور ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ یہ جسم کے ہر حصّے کے لیے یکساں طور پر مفید ہے۔ اس کی اصلاح کے لیے سکنجبین زیادہ مؤثر ہے۔ جبکہ دوسرے ذرائع بتاتے ہیں کہ کھجور کے ذیلی اثرات کو دور کرنے کے لیے اس کے ساتھ بادام اور خشخاش کا استعمال زیادہ مفید رہتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھولنے کے لیے ہمیشہ کھجور استعمال فرمائی۔ یہ اس کی افادیت کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ کیونکہ روزے کے دوران مسلسل فاقہ کی وجہ سے جسم میں نقاہت ہوتی ہے۔ اس وقت ایک ایسی غذا کی ضرورت ہوتی ہے جو جامع اور سہل الہضم ہو۔ اس کا اثر فوری طور پر شروع ہو جائے اور کمزوری جاتی رہے۔ معدہ دن بھر خالی رہنے کی وجہ سے کسی بھاری چیز کو آسانی سے قبول نہیں کرتا۔ کھجور فوری طور پر ہضم ہو کر جگر کے لیے تقویت کا باعث بن جاتی ہے۔

یہ زخموں کو مندمل کرتی ہے۔ نفث الدم میں مفید ہے۔ اسہال کو دور کرتی ہے۔ یرقان کے لیے بہترین ہے۔ کیونکہ پتّہ اور جگر کے فعل کو درست کرتی ہے۔ اپنے بیش بہا فوائد کی وجہ سے اسے مسلمان سے تشبیہ دی گئی۔ کیونکہ یہ فوائد کے ساتھ ساتھ بھلائی کا ذریعہ ہے۔

محمد احمد ذہبیؒ قرار دیتے ہیں کہ حاملہ عورتوں کو کھجور کھلانے سے لڑکا پیدا ہوگا۔ جو کہ حلیم، خوبصورت اور بردبار ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجوروں میں عجوہ زیادہ پسند تھی۔ انہوں نے اسے جنّت کا میوہ قرار دیا۔ انہوں نے بعض لوگوں کو عذاب قبر سے نجات دلوانے کے لیے کھجور کی ڈالی ان کی قبروں پر اپنے ہاتھ سے گاڑی۔ انہوں نے اس سے روزہ افطار کیا۔ اسے نہار منہ کھانے کی تلقین کی اور اس سے پیٹ

کے کیڑوں کا علاج بھی بتایا۔

رطب کی صورت میں یہ حضرت مریم علیہا السلام کی خوراک تھی۔ اسے روزہ دار کی کمزوری کے لیے بیان فرمایا۔ صنوبر کے بیجوں کے ساتھ کھجور جگر کے لیے مزید مقوی ہو جاتی ہے۔ یہ جسمانی اور جنسی کمزوری کو دور کرتی ہے۔ لیکن جس کی آنکھیں دکھتی ہوں اسے نہ کھانا چاہیئے۔ نہ ہی اسے انگور اور کشمش یا منقہ کے ساتھ کھایا جائے۔

ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجوروں میں سب سے زیادہ پسند عجوہ تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں غذائی عناصر دوسری کھجوروں سے زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ مدینہ کی کھجوروں میں سے بہترین قسم ہے۔ اس کا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے اور یہ فوائد کے لحاظ سے دیگر اقسام سے بہتر اور لذیذ ہوتی ہے۔

تازہ پکی ہوئی کھجور کا پانی پینے سے اسہال رک جاتے ہیں۔ اسے کھانے کے بعد کھایا جائے تو معدہ میں بوجھ کی کیفیت نہیں ہوتی۔ صفرا اور تیزابیت کو ختم کرتی ہے قرآن مجید نے جنت کے پھلوں کی تعریف میں کھجور کے ساتھ انار کا ذکر کیا ہے۔

فیھا فاکھۃ و نخل و رمان

کھجور کے ساتھ انار کا پانی معدہ کی سوزش اور اسہال مزمن میں مفید ہے۔

اطبائے قدیم کے مشاہدات

کھجور کے درخت کو چیت بیساکھ (مارچ اپریل) میں پھول لگتے ہیں۔ بھادوں اور اسوج (اگست ستمبر) میں پھل پک کر تیار ہوتا ہے۔ اس کے پیڑ سے ایک قسم کا گوند نکلتا ہے جو بیرونی چوٹوں کے لیے مفید ہوتا ہے۔ اس کے درخت کے تنے میں گھاؤ لگائیں تو ایک میٹھا اور خوشبودار رس نکلتا ہے۔ تازہ پئیں تو بڑا لذیذ اور روح افزا ہوتا ہے۔ مگر ایک دن گزرنے کے بعد اس میں خمیر اُٹھ جاتا ہے اور

نشہ آور بن جاتا ہے۔ بنگال۔ بہار اور ساحل مالا بار کے لوگ اس رس کو گھڑوں میں بھر کر اوپر پتلا کپڑا باندھ دیتے ہیں۔ دو ایک دن میں اس میں خمیر اُٹھ کر یہ نشہ آور ذائقہ میں تیز ہو جاتی ہے۔ ویدک طب کی مشہور کتاب "بھوت چکتسا ساگر" میں اسے تاڑی کا نام دیا گیا ہے۔ جہاں تک اس کے نشہ آور ہونے کا تعلق ہے یہ تاڑی کی مانند ہے۔ لیکن بھارت کے مغربی گھاٹ کے علاقہ میں تاڑی ناریل کے اس پانی کو کہتے ہیں جس میں خمیر اٹھایا گیا ہو۔ ناریل کا تازہ پانی لذیذ اور خوشبودار ہوتا ہے۔ مگر خمیر اٹھنے کے بعد الکحل کی موجودگی کی وجہ سے یہ نشہ آور۔ بدذائقہ اور بدبودار ہو جاتا ہے۔ فعلاً کھجور کے تنے کے رس اور تاڑی میں کوئی فرق نہیں۔ البتہ ان کے ماخذ جدا جدا ہیں۔

چیت کے مہینہ میں کھجور کے درخت کو لگنے والے پھول اگر پانی میں گھوٹ کر پینے جائیں تو اس سے معدے کو طاقت حاصل ہوتی ہے۔ اسہال کو بند کرتا ہے۔ حرارت کو تسکین دیتا ملطف اور منہ سے نکلنے والے خون کو بند کرتا ہے۔

کھجور کی گٹھلی جلا کر دانتوں پر مل جائے تو منہ کے تعفن کو دور کرتی ہے۔ دانتوں سے میل اتارتی ہے۔ جہاں سے بھی خون بہتا ہو اس کی راکھ لگانے سے بند ہو جاتا ہے زخموں کو صاف کر دیتی ہے۔

کھجور کھانا قوت کا باعث ہے۔ جگر کو طاقت دیتی ہے۔ ویدک طب میں یہ منہ کی خشکی دور کرنے میں اکسیر ہے۔ کمزوری سے پیدا ہونے والے صفرا کے لیے مفید ہے۔ کھجور کا گودا۔ اور جڑ چٹے کی جڑ پیس کر پانی میں رکھ کر کھانے سے سردی لگ کر آنے والا بخار ٹوٹ جاتا ہے۔

کھجور کی جڑ یا پتوں کی راکھ سے منجن کرنا دانتوں کے درد کے لیے مفید ہے راکھ کی بجائے اگر ان کو پانی میں پکا کر اس پانی سے کلیاں کی جائیں تو بھی مفید ہیں۔

کھجور کے مضر اثرات انار کا رس یا سکنجبین۔ روغن بادام۔ خشخاش یا سیاہ مرچ

بخار

کے شامل کرنے سے ختم ہو جاتے ہیں۔

بھارتی ادارہ طب نے کھجور کو اعصاب باہ اور جسم کو تقویت دینے والا قرار دیا ہے۔ اس کو دودھ میں پکا کر استعمال کرنا زیادہ مفید ہوتا ہے۔ ایک وقت میں ۵ تولہ سے زیادہ استعمال نہ کی جائیں۔ طب یونانی کی مشہور دوائی معجون آرد خرما۔ گٹھلیوں سے بنتی ہے جبکہ ہمدرد کی خرباں میں کمزوری کے لیے کھجور اور خوبانی شامل ہیں۔

کھجور کا گابھا

عربی میں اسے "جمار" "قلب النخل" یا "شحم النخل" کہتے ہیں۔ فارسی میں اسے دل خرما۔ مغز خرما اور پنیر خرما کہتے ہیں۔ کھجور کے درخت کی شاخوں میں جس جگہ پھول لگتے ہیں وہاں پر کونپلوں سے پہلے یہ گاڑھا۔ لیسدار۔ شیریں اور خوشبودار جمع ہوتا ہے۔ ذائقہ دودھ اور بادام جیسا ہوتا ہے۔ جس درخت کی شاخوں سے جمار نکال لیں اس کو پھر پھول نہیں لگتے۔ اس کے کھانے سے قبض پیدا ہوتی ہے۔ آنتیں مضبوط ہوتی ہیں۔ اور دست رک جاتے ہیں۔ سینہ کے درد کو دور کرتا ہے۔ اگر تھوک میں خون آتا ہو تو وہ بند ہو جاتا ہے۔ اس کو کھانے سے حلق اور سینے کی جلن اور سوزش ختم ہوتے ہیں۔ آواز میں نکھار آتا ہے۔ کھانسی ٹھیک ہو جاتی ہے۔ اس کے کھانے سے جسم میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ صفرا کے غلبہ اور خون کے جوش میں مفید ہے۔ گردوں کی سوزش رفع ہوتی ہے۔ نشیات سے پیدا ہونے والا خمار جاتا رہتا ہے۔ قے روکتا ہے۔ جگر دں میں مفید ہے۔

کھجور کا گابھا لگانے سے ہڈی ٹوٹنے کے بعد ورم نہیں ہوتا ہے۔ حساسیت کو دور کرتا ہے۔ اطبا نے اسے پھیپھڑوں اور معدہ کے لیے مضر قرار دے کر اصلاح کے لیے چھوہارے ادرک کا مربہ یا سکنجبین یا شہد تجویز کیا ہے۔

کیمیاوی ماہیئت

درخت پر پکنے کے دوران کھجور کے پھل میں کیمیاوی تبدیلیاں ظاہر ہوتی ہیں جیسے کہ جب یہ زردی سے پکنے پر آتی ہے تو اس میں خشک مادہ کی شرح بڑھ جاتی ہے۔ پانی کم ہونے لگتا ہے اور مٹھاس کی مقدار بڑھتی ہے۔ مٹھاس از قسم INVERT SUGAR کی مقدار ۲۲ فیصدی سے ۷۰ فیصدی تک ہو جاتی ہے پانی کم ہونے اور مٹھاس کی زیادتی کے باوجود یہ چپکدار نہیں ہوتی۔ قدرت کی عجیب صناعی ہے کہ پورے پھل میں مٹھاس یکساں نہیں ہوتی۔ چونچ کی طرف مٹھاس پیندے کی نسبت کم ہوتی ہے۔

درخت سے اتارنے کے بعد کھجوروں کو پکانے کے عمل میں درجہ حرارت کا بڑا دخل ہے۔ جو پھل گرم جگہوں پر یا ایسے مقامات پر رکھے گئے جہاں ان پر دھوپ پڑتی تھی وہ گھٹیا رہے اور ان میں لذت نہ تھی۔ جبکہ ٹھنڈی جگہوں پر جہاں نمی کم تھی وہاں پر پکائی گئی کھجوریں خوشبودار ہوئیں اور ان کے چھلکوں کا رنگ زیادہ گہرا پایا گیا۔

امریکی ریاست کیلی فورنیا میں کھجوروں کی ایک قسم "دجلۃ النور" بڑی مقبول ہے۔ ماہرین نے اسی کھجور پر تجربات کے دوران پھل کے پکنے کے عمل کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔ جب وزن اور حجم میں اضافہ ہوتا ہے REDUCING SUGARS کی مقدار بڑھتی ہے اور پھل کی نمی میں اضافہ ہوتا ہے۔

۲۔ وزن میں اضافہ معمولی ہوتا ہے۔ مگر نمی بڑھتی اور مٹھاس میں اضافہ بہت تھوڑا۔

۳۔ رنگ ہلکا بھورا یا گہرا بھورا ہو جاتا ہے۔ نمی میں اضافہ کی رفتار کم ہوتی ہے

مگر شکر کی قسم SUCROSE بڑھ جاتی ہے۔

تیسرے مرحلہ کا عمل پھل کے پکنے کے آخری درجہ تک جاری رہتا ہے۔ اسی دوران اس میں PECTIN کی مختلف اقسام بڑھنے لگتی ہیں۔ یہ وہ چیز ہے جو آنتوں کی غیر معمولی حرکات کو کم کرکے اسہال میں مفید ہے۔

کھجور میں شکر کی دو واضح اقسام پائی جاتی ہیں۔ ایک وہ قسم ہے جس میں خالص شکر پائی جاتی ہے۔ دوسری قسم میں اس کے ساتھ ایک کیمیاوی جوہر INVERTASE پایا جاتا ہے۔ یہ وہ جوہر ہے جو کھانڈ والی شکر کو ایک ایسی مٹھاس میں تبدیل کر دینے کی اہلیت رکھتا ہے جسے جسم آسانی سے قبول کر لیتا ہے اور وہ ذیابیطس کے مریضوں کے لیے نقصان دہ نہیں ہوتی۔ اسے FRUCTOSE کہتے ہیں۔ کھانڈ کو اس مٹھاس میں تبدیل کرنے والا یہ جوہر شہد میں بھی پایا جاتا ہے۔

مدینہ منورہ کی عجوہ اور برنی کھجوریں ان اقسام میں سے ہیں جن میں یہ جوہر پایا جاتا ہے اس لیے پوری پک جانے کے بعد ان میں مضر مٹھاس باقی نہیں رہتی۔ امریکہ میں VINCON نے ایریزونا یونیورسٹی کے لیے تحقیقات کرتے ہوئے جو مشاہدات کیے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ کھجور میں صحیح مٹھاس صرف اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب اس پر پکنے کا مرحلہ درخت کے اوپر گزرے۔ کچی کھجور کو اتار کر مصنوعی طریقہ سے پکانے سے کھجور کی مٹھاس نامکمل رہے گی۔ یہ کام کم از کم ۳۴ دن میں تکمیل پاتا ہے۔ اس طرح پکی ہوئی کھجوروں میں مٹھاس کی مقدار ۴۸ فیصدی پائی گئی جس میں سے ۲۴ فیصدی فرکٹوس اور اسی قدر گلوکوس تھا جبکہ عام چینی کی مقدار ایک فیصدی سے کم تھی۔ حالانکہ انہی کھجوروں میں ۱۴ دن پہلے چینی ۱۵ فیصدی اور گلوکوس اور فرکٹوس ۶ فیصدی کے لگ بھگ تھے۔ اس دوران اگر بارش بھی ہوئی تو پانی پڑنے سے اچھی کھجوروں کی کیمیاوی حیثیت متاثر نہ ہوئی۔

اس کے علاوہ کھجوروں میں ایک اور جوہر PEROXIDES بھی پایا جاتا ہے۔ یہ تمام جوہر صرف انہی کھجوروں میں ملتے ہیں جن کا رنگ گہرا ہوتا ہے۔ ہلکے رنگ والی کھجوریں معیار میں ہلکی اور چینی والی کھجوریں سمجھی جاتی ہیں۔

کھجوریں تمام وٹامین معقول مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ ۱۰۰ گرام کھجور کا تجزیہ یہ ہے:۔

PROTEINS	۲٫۰
FATS	—
CARBOHYDRATES	۲۴
CALORIES	۲۷۰۰
SODIUM	۳٫۷
	۷۵۴
CALCIUM	۶۷٫۹
MAGNESIUM	۵۸٫۹
COPER	٫۲۱
IRON	۱٫۶۱
PHOSPHORUS	۶۳۸
SULPHUR	۵۱٫۶
CHLORINE	۲۹۰

اس تجزیہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اس میں انسان کو تندرست رکھنے کے لیے مطلوب تمام عناصر خاطر خواہ مقدار میں موجود ہیں۔ عہد رسالت میں فوجی کارروائیوں کے دوران مجاہدین کا راشن زیادہ تر کھجور اور ستو پر مشتمل رہا ہے۔ کھجور اور جو کی کیمیاوی حیثیت کو دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ تندرستی کے بقا کے لیے اور کھانے والے کو توانا رکھنے کے لیے اس سے بہتر خوراک تجویز نہیں کی جاسکتی تھی۔

کھجوروں میں پوٹاسیم کی مقدار علاقہ پر بھی منحصر ہے۔ مثلاً امریکہ کی چیچیلا وادی اور مدینہ منورہ کی کھجوروں میں یہ دوسری جگہوں کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔ جبکہ ــــ INVERTASE ابتدا میں حل پذیر نہیں ہوتا۔ مگر جب کھجور پک جاتی ہے تو حل پذیر ہوجاتا ہے۔ ماہرین نے گٹھلی میں STEROLS کا بھی سراغ لگایا ہے۔ مگر یہ کھجور میں نہیں ہوتے۔

جدید مشاہدات

بلوچستان اور ڈیرہ غازی خاں کے علاقہ میں کھجور کی درجنوں اقسام کاشت ہوتی ہیں۔ جن کو مختلف ناموں سے ان کی اقسام اور حالتوں کے مطابق پکارا جاتا ہے۔ جن میں کھجور۔ چھوٹی کھجور یا پلاوت۔ ہنالا۔ جنگلی کھجور۔ ناری۔ لاوانی۔ کنوچہ نروری۔ کموتی۔ زیادہ مشہور ہیں۔ حکومت بمبئی کے محکمہ زراعت کی سرکاری تخصیص کے مطابق بازار میں فروخت ہونے والی کھجور پھل کے پکنے کی تین مختلف حالتیں ہیں۔ ہاکسون۔ لونی کھرکون۔ دنیا کیون۔ حکومت بمبئی کے زرعی گزٹ کے مطابق سندھی کھجور اسولی۔ ٹھوٹیار۔ عیدل شاہی اور لوہار قسموں پر مشتمل ہے۔ اگرچہ ڈوکا اور یہ تمام اقسام ہند اور پاکستان کی اپنی کاشت ہیں۔ مگر ان میں سے اکثر کا بیج عراق سے درآمدہ ہے اور یہ عربی اقسام ہیں جو یہاں کی کوشش اور زمینی اثرات سے خصوصی رنگت اور شکل اختیار کر چکی ہیں۔ پاکستان میں پیٹن چانے کمپنی نے بھی کھجوریں بازار میں پیش کی ہیں۔ یہ حجم میں چھوٹی اور رنگت میں بھوری ہیں۔ شکل وصورت میں یہ مدینہ منورہ کی عجوہ سے ملتی جلتی ہیں۔ البتہ رنگت ہلکی ہے۔

کھجور کی تیاری

درخت سے اترنے والی رطب کا چھلکا موٹا اور ذائقہ کسیلا ہوتا ہے۔ سعودی عرب میں کھجوروں کی کاشت کے سب سے بڑے مرکز القطیف میں دیکھا گیا کہ درخت سے اتارنے کے بعد ان کو تاریک کمروں میں کچھ دنوں کے لیے رکھ دیتے ہیں۔ وقت کے ساتھ ان میں خمیر اٹھتا ہے۔ اور اس خمیر میں اگرچہ الکحل بھی پیدا ہوتی ہے۔ مگر اوپر کا سخت چھلکا گل کر گودے کے ساتھ یک جان ہو جاتا

ہے۔ اس کے بعد کھجوروں کو لوہے کے کڑاہے میں ڈال کر ہلکی آنچ پر پانی میں پکایا جاتا ہے۔ آگ کھجور کے پتوں اور شاخوں سے بنتی ہے اس حرارت سے تخمیر کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ کھجوروں کو کڑاہوں سے نکال کر دھویا جاتا ہے۔ سکھانے کے بعد ان کا رنگ براؤن ہو جاتا ہے۔ اس طرح ان کی وہ شکل بن جاتی ہے جسے بازار میں کھجور کی صورت فروخت کرتے ہیں۔

طبّی فوائد

کھجور کے درخت سے نکلنے والی گوند آنتوں۔ گردوں اور پیشاب کی نالیوں کی سوزش کے لیے مشہور ہے۔ اسے کھانے سے منہ کی بدبو جاتی رہتی ہے۔

بنیادی طور پر کھجور غذائیت سے بھرپور ہے۔ مخرج بلغم ہے۔ مقوی ہے۔ جلن کو رفع کرتی ہے۔ ملین ہے۔ قوت باہ کو بڑھاتی ہے اور پیشاب آور ہے۔

کھجور کو پانی میں بھگو کر اس کا یہ پانی اگر پیا جائے تو جگر کی اصلاح کرتا ہے۔ اور طبیعت سے نشہ آور ادویہ کی گرانی کو دور کرتا ہے۔ کھجور کو دھو کر دودھ میں ابال کر دینے سے ایک مقوی اور فوری طور پر توانائی مہیا کرنے والی غذا تیار ہو جاتی ہے۔ یہ غذا بیماریوں کے بعد کی کمزوری کے لیے حد درجہ مفید ہے۔ کھجور میں توانائی مہیا کرتے والے عناصر فوری اثر کرتے ہیں۔ یہی وہ وجہ تھی جس کی بنا پر زچگی کی اذیت اور بعد کی کمزوری کے لیے حضرت مریم علیہا السلام کو کھجور مہیا کی گئی، اس لیے بخار اور چیچک کے بعد کی کمزوری جلد رفع ہو جاتی ہے۔ اطباء میں تپ دق کے دوران کھجوریں تجویز کرنے کا رجحان اس لیے بڑھ رہا ہے۔ کہ کھجور مخرج بلغم ہے اور قبض کو دور کرتی ہے۔ چونکہ یہ کمزوری میں بھی مفید ہے۔ اس لیے دق کے مریضوں کو کھجور سے فائدہ ہوتا ہے۔

خشک کھجور کو پیش کر اس میں بادام۔ بہی دانہ۔ پستہ۔ قرنفل اور سونٹھ ملا کر جسمانی کمزوری کے لیے ویدک طب کی مشہور دوائی ہے۔ بھارت میں کھجور کی گٹھلی کو پیس کر اس میں چرچرہ ملا کر پانی میں گھول کر اسے پان کے پتے پر کتھا اور چونا کی مانند لگا دیتے ہیں۔ پھر اس کے ساتھ کتھ۔ الائچی سبز۔ لونگ اور چھالیہ ملا کر بیڑا بنا کر سردی سے آنے والے یا ر بتی بخار کے حملہ سے پہلے گھنٹے گھنٹے کے بعد دیا جاتا ہے۔ عام طور پر ایسے تین بیڑے کھانے کے بعد بخار نہیں آتا۔ کھجور کا عرق اور جوشاندہ اپنے غذائی فوائد کے علاوہ مسکن ہیں۔ اس لیے گردوں کی سوزش پتھری اور پرانے سوزاک میں انہیں بار بار پلایا جاتا ہے۔ مہاراشٹر کے مرہٹے کھجور کے عرق سے ایک مفرح مشروب "شنڈی" تیار کرتے ہیں جسے گرمی کے دنوں میں ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ پیاس بجھانے میں دوسرے تمام مشروبات سے زیادہ مفید ہے۔

کھجور کے درخت کی جڑوں کو جلا کر زخموں پر مرہم کی صورت لگاتے ہیں۔ اس سفوف کا منجن کرنے سے دانت کا درد جاتا رہتا ہے۔

کھجور کی گٹھلیوں کو آگ میں ڈال کر ان کی دھونی دینے سے بواسیر کے مسے خشک ہو جاتے ہیں۔ گٹھلیوں کو بھون کر ان کو کافی کی شکل میں پیا جاتا ہے۔ جسے DATE COFFEE کہتے ہیں۔

کرنل چوپڑا نے کھجور کے اثرات کا خلاصہ کرتے ہوئے قرار دیا ہے کہ یہ مخرج بلغم۔ مقامی طور پر مسکن۔ گردوں اور آنتوں کی بیماریوں میں مفید۔ کمزوری کو دور کرتی اور بہترین غذا ہے۔ اس کی جڑ کو جلا کر دانتوں پر لگانے سے درد جاتا رہتا ہے۔

کھجور کی عملی افادیت

تعلیمات نبویؐ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کھجور کی صرف دو قسموں کو پسند فرمایا۔ درخت پر پکی ہوئی کھجور "رطب" پال ڈال کر پکائی "تمر" قرآن مجید اور احادیث سے ان کی افادیت کے یہ پہلو سامنے آتے ہیں۔

۱۔ شدید کمزوری کے لیے رطب۔ جیسے کہ حضرت مریم علیہا السلام کو قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق نصیحت کی گئی۔

۲۔ جسمانی کمزوری کے لیے۔ خاص طور پر جب کسی کو کچھ عرصہ کھانے کو نہ ملے تو وہ اپنی توانائی کی جلد بحالی کے لیے کھجور پر بھروسہ کر سکتا ہے۔ اسی اصول کے مطابق روزہ افطار کرنے کے لیے کھجور کھانے کی ہدایت کی گئی۔

۳۔ جنسی اور جسمانی کمزوری کے لیے اور جب اعتدال سے زیادہ دُبلا ہو تو کھجور کے ہمراہ کھیرا، ککڑی۔ بھارتی ماہرین اس غرض کے لیے تربوز کو بھی تجویز کرتے ہیں۔

۴۔ پیٹ کے کیڑے مارنے کے لیے نہار منہ۔

۵۔ گردوں۔ مثانہ۔ پتہ۔ آنتوں میں قولنجی دردوں کو روکنے کے لیے۔

۶۔ تازہ پکی ہوئی کھجور کا مسلسل استعمال MENORRHAGIA یعنی عورتوں میں حیض کے خون کا کثرت سے آنا میں مفید ہے۔ یہ کیفیت غدودوں کی خرابی۔ جھلیوں کی سوزش۔ غذائی کمی اور خون میں فولاد کی کمی وغیرہ سے پیدا ہو سکتی ہے۔ کھجور ان میں سے ہر ایک کا مکمل علاج ہے۔

۷۔ آنکھوں کی سوزش میں کھجور کھانا درست نہیں اور بیماری سے اُٹھنے

کے فوراً بعد زیادہ مقدار میں کھجوریں درست نہیں۔

۸۔ دل کے دورہ MYOCARDIAL INFARCTION میں کھجور کو گٹھلی سمیت کوٹ کر دینا جان بچانے کا باعث ہوتا ہے۔ احادیث میں اس غرض کے لیے عجوہ کھجور تجویز کی گئی ہے۔ تجربات سے معلوم ہوا ہے کہ اس غرض کے لیے دوسری کھجوریں بھی استعمال کی جاسکتی ہیں۔ مگر ان کا عرصہ استعمال طویل ہونا چاہیئے۔ چونکہ دل کا دورہ شریانوں میں رکاوٹ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے شریانوں میں رکاوٹ کے باعث پیدا ہونے والی تمام بیماریوں خاص طور پر BUE-RGER'S DISEASE میں کھجور کی گٹھلی تریاق کا اثر رکھتی ہے۔

۹۔ چونکہ کھجور دافع قولنج اور جھلیوں سے تیزش کو دور کر کے مسکن اثرات رکھتی ہے اس لیے دمہ خواہ وہ امراضِ تنفس سے ہو یا دل کی وجہ سے اسے دور کرتی ہے۔

۱۰۔ کھجور کا مسلسل استعمال اور اس کی پسی ہوئی گٹھلیاں دل کی توسیع (عظیم القلب) CARDIAC ENLARGEMENT میں مفید ہیں۔ یہی نسخہ کالا موتیا کے مریضوں کو بھی مفید رہا۔

۱۱۔ مخرج بلغم ہونے کی وجہ سے بھارتی ماہرین نے اسے تپ دق میں مفید پایا۔

۱۲۔ پرانی قبض کی بہترین دوائی اور بہترین ناشتہ ہے۔

کُھنبی — من

MUSHROOM

AGARICUS CAMPESTRIS

یہ خودرو نباتات ہے جو FUNGUS کے خاندان سے ہے۔ کہا جاتا ہے کہ برسات کے موسم میں باغوں اور نہروں کے کناروں پر بطور خودرو نباتات ہے اگرچہ ان کی پچاسوں اقسام معلوم ہو چکی ہیں۔ مگر عام استعمال کے لیے اس کا خاندان AGARICUS CAMPESTRIS ہے۔ جبکہ دوسرے خاندان ـــــ از قسم PSALLIOTA CAMPESTRIS کے تمام اراکین قابل خوراک نہیں۔ اس کی اکثر قسمیں زہریلی ہیں۔ پنجاب کے باغات میں اس کی دو قسمیں ملتی ہیں۔ چھتری کی شکل میں ملنے والی AGARICUS ALBUS ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ زہریلی قسم ہے۔ لیکن ہومیو پیتھک اور ویدک طب میں اس سے AGARACIN بنتی ہے۔ دوسری گول سر والی ہے جسے لوگ عام طور پر سالن میں پکا کر کھاتے ہیں۔

احادیث نبویؐ

حضرت سعید بن زیدؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ الکمأۃ من المن وماؤھا شفاء للعین

(بخاری، النسائی، مسند احمد)

(کھنبی من میں سے ہے۔ اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے)۔

یہی روایت ان مؤلفوں نے جابرؓ سے بھی روایت کی ہے ۔ جبکہ ابونعیم نے یہی بشارت حضرت عائشہ صدیقہؓ اور عبداللہ بن عباسؓ سے بیان کی ہے ۔

حضرت ابی سعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الکمأة والمن من الجنة وماؤها شفاء للعین (ابونعیم)

(کھنبی من کا حصہ ہے ۔ من درحقیقت جنت سے ہے ۔ اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے)

حضرت سعید بن زیدؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الکمأة من المن الذی انزل اللہ تعالیٰ علی بنی اسراءیل وماؤها شفاء للعین۔ (مسلم۔ ابن ماجة)

(کھنبی اس من میں سے ہے ۔ جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے نازل فرمایا تھا ۔ اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے)

حضرت صہیبؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیکم بالکمأة الرطبة فانها من المن وماؤها شفاء للعین ۔ (ابونعیم ، ابن السنی)

(تمہارے فائدے کے لیے کھنبی موجود ہے ۔ یہ من میں سے ہے ۔ اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے)

حضرت ابوہریرۃؓ روایت فرماتے ہیں ۔

ان ناسا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکمأة جدری الارض فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکمأة من المن وماؤها شفاء للعین والعجوة من الجنة وهی شفاء

من السم۔

قال ابو هریرۃ فاخذت ثلاثۃ اکموء او خمسا او سبعا فعصرتھن وجعلت ماءھن فی قارورۃ وکحلت بہ جاریۃ لی عمشا فبرأت۔ (ترمذی)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے ایک روز ان کو مخاطب کرکے کہا کہ کھنبی زمین کی چیچک ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھنبی من میں سے ہے۔ اور اس کا پانی آنکھوں کی بیماریوں کے لیے شفا ہے۔ جبکہ عجوہ کھجور جنت سے ہے۔ اور وہ زہروں کی تریاق ہے۔ ابوہریرہ رض کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے تین یا پانچ یا سات کھنبیاں لیں اور ان کا پانی نچوڑ کر ایک شیشی میں ڈال لیا۔ پھر میں نے یہ پانی اپنی ایک ایسی لونڈی کی آنکھوں میں ڈالا جس کی آنکھیں چندھی تھیں۔ اس پانی سے وہ شفایاب ہوگئی)۔

اس حدیثِ مبارکہ کو امام ترمذی نے حسن اور صحیح قرار دیا ہے۔ اس روایت نے عربی دانوں کی ایک بحث کو حل کر دیا۔ کیونکہ بزرگان کرام ایک عرصہ سے اس بحث میں مشغول تھے کہ "الکماۃ" واحد میں جمع ہے یا واحد۔ ابوہریرۃ رض نے جب کھنبی کی مقدار ایک سے زیادہ بیان کی تو اس کے لیے انہوں نے "اکموء" کا لفظ جمع کے طور استعمال کیا۔

یہ حدیث کھنبی کے پانی سے آنکھوں کی بیماریوں سے شفا کی بہترین مثال ہے۔ محمد احمد ذہبیؒ نے کھنبی کے بارے میں حوالہ کے بغیر ایک روایت مزید نقل کی ہے۔

حضرت عبداللہ عباسؓ روایت فرماتے ہیں۔

خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ضحکت الجنۃ فاخرجت الکمأۃ وضحکت الارض فاخرجت الکبر۔ (الطب النبوی)

(ہمارے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ جب جنت مسکرائی تو کھنبی زمین پر آگئی۔ اور جب زمین مسکرائی تو کبر نکلی)

کبر ایک خودرو کانٹوں والی جھاڑی ہے جس کے ساتھ بیر کی مانند چھوٹے پھل لگتے ہیں۔ صحراؤں میں یہ جھاڑی خودرو ہے جسے بکریاں اور اونٹ شوق سے کھاتے ہیں۔ صحرانشین اسے مقوی قرار دیتے ہیں اور تلی بڑھنے میں استعمال کرتے ہیں۔

محدثین کے مشاہدات

کھنبی ایک خودرو پودا ہے جس میں نہ تو شاخیں ہیں اور نہ پتے۔ اس کی ماہیت پر کچھ محدثین کا خیال ہے کہ خودرو ہونے کے باعث کاشت کی تکلیف کے بغیر بنی اسرائیل کی سکونت کے علاقہ میں پیدا کر دی گئی اور اس طرح ان کے لیے یہ تحفۂ خداوندی بن گئی۔ جبکہ دوسرے لوگوں کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی مشکلات کے زمانہ میں ان پر آسمان سے پکے ہوئے کھانے نازل فرمائے۔ جن کے دو حصے تھے۔ سلویٰ سے مراد پرندوں کا گوشت ہے۔ اور من سے مراد کئی قسم کی سبزیاں جن میں سے ایک من بھی تھی۔ من وسلویٰ کے یہ اجزاء، غذائی نقطۂ نظر سے بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جب خود کسی کے لیے کوئی غذا تجویز یا مہیا کریں تو وہ غذائی نقطۂ نظر سے جسمانی ضروریات کے لیے صحیح قسم کی متوازن غذا ہوگی۔ اسے بہرحال مثالی غذا سمجھنا چاہیئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بہترین غذا یا متوازن غذا یہ ہے کہ اس میں سبزیاں ہوں اور پرندوں کا گوشت۔

ذہبیؒ کہتے ہیں کہ اس کا زراعت کے بغیر پیدا ہونا اس کی افادیت کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ کیونکہ ایسا کرکے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اپنی طرف سے ایک بیش بہا تحفہ دیا ہے اس لحاظ سے کھنبی کا مفید ہونا ایک لازمی امر ہے۔

کھنبی نہ تو سردی کی شدت میں پیدا ہوتی ہے اور نہ ہی گرمی کا پودا ہے۔ بلکہ یہ اس وقت ظہور میں آتی ہے جب موسم معتدل اور خوشگوار ہو خاص طور پر ربیع کی بارشوں کے دوران۔ عرب قدیم میں لوگ اسے زمین کی چیچک کہتے تھے۔ کیونکہ اس کی شکل چیچک کی پھنسیوں سے ملتی ہے۔ اسی طرح وہ انگور کو کیٹرا کہتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں ناموں کو ناپسند فرما کر آئندہ استعمال سے منع فرمایا۔ عرب اسے آسمانی بجلی کی سبزی "نبات الرعد" کا نام بھی دیتے آئے ہیں کیونکہ یہ بجلی چمکنے اور مینہ برسنے کے بعد پیدا ہوتی ہے۔

کھنبی کو کچا بھی کھایا جا سکتا ہے اور پکا کر بھی۔ اس کی سفید شکل کھانے میں بہتر ہے جبکہ سرخ قسم زہریلی ہے معدہ کو خراب کرتی ہے۔ پیشاب میں رکاوٹ پیدا کرنے کے علاوہ اعصاب میں سوزش کا سبب بن کر فالج کا باعث ہو سکتی ہے اس کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ اسے پکانے میں صعتر بھی شامل کر لیا جائے جو اس کے برے اثرات کو ختم کر دیتا ہے۔

کھنبی کو آنکھ میں ڈالنا ضعف بصارت اور سوزش کے لیے از حد مفید ہے اور اس کی تصدیق فاضل اطباء میں سے بوعلی سینا اور مسیحی نے کی ہے۔ کھنبی کی صلاحیت اور من وسلویٰ کی شمولیت کے بارے میں بعض محدثین یہ کہتے ہیں کہ سلویٰ سالن تھا جس کے ساتھ من روٹی کا کام دیتی تھی۔ اگر یہ قرار دیا جائے کہ من بطور تحفہ ان کے لیے زمین سے اگائی گئی تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر اس کے کھانے سے جو نقصانات پیدا ہوتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ ان کی اپنی بدعنوانیاں بھی ہو سکتی

ہیں۔ کیونکہ جانوروں اور پودوں میں بہت سے ایسے ہیں جن میں نقصانات بھی ہیں۔ ضرر سے کوئی چیز بھی خالی نہیں۔ حتیٰ کہ روٹی بھی اگر اعتدال سے زیادہ کھائی جائے تو تکلیف کا باعث ہو سکتی ہے۔ انسان کو انتخاب اور مقدار پر قدرت حاصل ہے اور اسے یہاں پر عقل استعمال کرنی ہوگی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ من کی جو قسم ان کو میسر تھی وہ زہریلی نہ تھی۔ جیسے کہ مسند احمد کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو سبزیاں اور اجناس، بنی اسرائیل کے لیے پیدا کیے ان کی شکل وصورت اور ذائقہ آجکل کے پھلوں۔ سبزیوں اور اناج سے مختلف تھا۔ ان کی گندم کا دانا بڑا تھا اور اس میں کھجور کا ذائقہ تھا۔ اور ان انعامات کے بعد جب ان کی حکم عدولیاں حد سے بڑھ گئیں تو ان پر عذاب نازل کیا گیا۔ یہ عذاب بھی مختلف شکلوں میں تھا جیسے کہ طاعون کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان پر عذاب میں ایک طاعون بھی تھی۔ توریت کی روایت کے مطابق ایک ایک وبا میں لاکھوں افراد مر گئے۔

امراضِ چشم میں کھنبی کے فوائد کے بارے میں محدثین نے یہ علمی نکات بیان کیے ہیں۔

۱۔ کھنبی کا پانی بذات خود ایک دوا ہے۔ اسے اسی صورت میں استعمال کیا جائے۔

۲۔ اسے کسی دوسری دوائی کے ساتھ شامل نہ کیا جائے۔

۳۔ علامہ الغافقیؒ کے مشاہدہ کے مطابق کھنبی کا پانی دوسری ادویہ کے اثر کو دوبالا کرتا ہے۔ جیسے کہ اسے اگر سرمہ پیستے وقت اس میں ملا لیا جائے اور پھر یہ سرمہ آنکھوں میں لگایا جائے تو یہ پلکوں کو مضبوط کرتا ہے۔ نظر کو تیز کرتا ہے اور آنکھ میں پائی جانے والی ہر سوزش کو دور کرتا ہے۔

کیمیاوی تجزیہ

غذائیات کے معیار کے بارے میں برٹش ریسرچ کونسل کی تحقیقات کے مطابق کھنبی کے کیمیاوی اجزار کا تناسب یہ ہے۔

PROTEINS	٫٥
FATS	—
CARBOHYDRATES	١
CALORIES	٢
SODIUM	٢٫٢
POTASIUM	١٣٣
CALCIUM	٠٫١٨
MAGNESIUM	٣٫٨
COPPER	٫١٨
IRON	٫٢٩
PHOSPHORUS	٣٨٫٢
SULPHUR	٩٫٢
CHLORINE	٣٢

اس کے برخلاف دوسرے محققین نے بتایا ہے کہ کھنبی میں PROTEIN یعنی لحمیات کی مقدار ۳ فیصدی ہوتی ہے۔ جبکہ اس میں ۹۰ فیصدی پانی اور ۵ فیصدی نشاستہ اور ایک فیصدی معدنی نمک اور وٹامین ہوتے ہیں۔ بھارتی ماہرین ادویہ اور تغذیہ کی تحقیقات کے مطابق اس میں ایک بیروزہ کڑوے اجزار۔ گوند۔ نباتاتی البیومن۔ اور موم ہوتے ہیں۔ اس کا صحیح جزو عامل ــــ AGARIC FUNGIC تیزاب ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں فاسفورک ایسڈ۔ ایمونیا پائے جاتے ہیں۔

اس کے جزو عامل ــــ AGRICIN میں ۹۰ فیصدی AGARIC ACID ہوتا ہے اور ۳ فیصدی AGARACIN ہوتی ہے۔ اس میں موم۔ گوند اور بیروزہ کی موجودگی سے جب یہ کسی سوزش والی جگہ ڈالی جائے گی تو اسے مقامی طور پر سکون بھی مہیا کرے گی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تجویز کردہ دیگر ادویہ اور غذاؤں کی مانند اس میں سوڈیم کی مقدار کم سے کم اور پوٹاسیم زیادہ ہے۔

اطبار قدیم کے مشاہدات

سفید رنگ کی کھنبی سب سے عمدہ ہے۔ بعض اطبار نے سُرخ کو بھی اچھا کہا ہے مگر سرخ اور سیاہ زہریلی ہوتی ہیں۔ ویدک طب میں کھانے والی قسم کھنبی اور زہریلی "پدبھیرا" کہلاتی ہے۔ اس کی ایک قسم کشمیر سے آتی ہے اور "کانگچو" کہلواتی ہے اسے گوشت کے ساتھ پکا کر کھایا جاتا ہے اور خوش ذائقہ اور مقوی باہ بیان کی جاتی ہے۔

کھنبی کا رس نکال کر اور خاص کر اسے بند دیگچی میں ڈال کر بھونتے پر اس وقت جو پانی اس میں سے نکلتا ہے آنکھ میں ٹپکانے سے آنکھ کا جالا کٹ جاتا ہے۔ کھنبی کے پانی میں سرمہ کو کھرل کر کے آنکھوں میں لگایا جائے تو یہ بصارت کو تیز کرتا ہے۔ پلکوں کو قوت دیتا ہے۔ پلکوں کے گرنے بالوں کو روکتا اور ان کو لمبا کرتا ہے۔ بوعلی سینا کے استاد ابوسہیل مسیحی اور بوعلی نے اسے آنکھ کی متعدد بیماریوں میں اکسیر قرار دیا ہے۔

کھنبی کو سکھا کر پیس کر کھانے سے دست آنے رک جاتے ہیں۔ دیر میں ہضم ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ نشیات کا استعمال کیا جائے تو پیٹ میں نفخ پیدا کرتی ہے اور قولنج ہو سکتا ہے۔ اس کی ایک قسم کشنج کہلاتی ہے۔ یہ حرارت کو مٹاتی ہے یہ بلغم کو کم اور گاڑھا کرتی ہے۔ دبلی پتلی عورتیں اسے حلوا میں ملا کر موٹا ہونے کے لیے کھاتی ہیں۔ اسے مرغی کے گوشت یا انڈوں کے ساتھ کھانے اور اُوپر سے ٹھنڈا پانی پینے سے پیٹ میں مستقل خرابی اور اعصاب میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔

زبان میں لکنت پیدا کرتی ہے۔ سانس میں تنگی لاتی ہے۔ اور پیشاب میں رکاوٹ ہو جاتی ہے۔ مگر یہ سب علامات بالخصوص زہریلی اقسام کے بارے میں ہیں۔ اس کا سب سے بڑا مصلح صعتر ہے۔ کھنبی پکاتے وقت صعتر کو ضرور شامل کر لینا چاہیے اگر اس کے زہریلے اثرات پیدا ہوں تو مولی۔ پودینہ۔ سکنجبین یا کانجی کے ساتھ بورہ ارمنی اور نمک ملا کر بار بار دیں۔ انجیر کے درخت کی لکڑی جلا کر اس کی راکھ نمک اور سرکہ کے ساتھ اور شہد بار بار چٹائیں۔

مقامی اثرات کے سلسلہ میں کھنبی کو سریش ماہی کے ساتھ کوٹ کر سرکہ میں حل کر کے بچوں کی بڑھی ہوئی ناف پر لگانے سے وہ اندر چلی جاتی ہے۔ فتق یعنی ہرنیا HERNIA میں بھی یہی لیپ مفید پایا گیا ہے۔ کھنبی خون بڑھاتی ہے۔ اسے پیس کر ایسے زخموں پر لگانا مفید ہے۔ جو آسانی سے بھرنے میں نہ آتے ہوں۔ وید خشک کھنبی سر پر ملنے کو بال اگانے کا باعث قرار دیتے ہیں۔ سوکھی کھنبی کے استعمال کے بارے میں اطباء کا مشورہ ہے کہ اسے پہلے ایک دن پانی میں بھگویا جائے پھر صاف کر کے گھی میں بھوننے کے بعد استعمال میں لاویں۔ اس کے مضر اثرات کی اصلاح کے لیے گھی کی بجائے زیتون کے تیل میں بھوننا زیادہ مفید ہوگا۔ اس کے ساتھ ناشپاتی اور سرکہ کا استعمال نقصانات سے محفوظ رکھتا ہے۔

جدید مشاہدات:

کھنبی ایک مقبول غذا ہے۔ یورپی ہوٹلوں میں لوگ بڑے شوق سے کھنبی کا سالن کھاتے ہیں۔ اب متعدد ملکوں سے قابل خوردنی کھنبیاں ڈبوں میں بند ہو کر سٹوروں پر آسانی سے مل جاتی ہیں۔ کیونکہ ان کے ذائقہ کے علاوہ ان میں لحمیات کی اضافی مقدار ان کو مفید بنا دیتی ہے۔ چینی کھانوں میں مرغی اور کھمبی۔ مرغی اور بچھڑے

کا گوشت یا مچھلی کے علاوہ کھنبی کا پلاؤ بڑا مقبول ہے۔

کھنبی کا تعلق FUNGUS خاندان سے ہے۔ یہ وہی خاندان ہے جس سے اب تک کی تمام جراثیم کش ادویہ از قسم پنسلین سے کلورومائی سٹیین تک حاصل ہوتی ہیں۔ کھنبی سے بھی اب تک کئی قسم کی جراثیم کش ادویہ میسر آئی ہیں جن پر مشاہدات جاری ہیں اور اس امر کا امکان مستقبل قریب میں موجود ہے کہ کھنبی سے حاصل ہونے والے مرکبات علاج میں اپنا مقام پالیں۔ اس میں جراثیم کش ادویہ کی موجودگی ثابت ہو چکی ہے۔ اس لیے جب احادیث میں اسے آنکھوں کی بیماریوں میں شفا قرار دیا گیا تو وہ ثابت ہے۔ طبِ جدید اس امر کی تصدیق کرتی ہے کہ کھنبی کے پانی میں جراثیم کو مارنے کی صلاحیت موجود ہے۔

اس کے دیگر اثرات میں اسے مدرالبول۔ مخرج بلغم۔ مسہل۔ دودھ پیدا کرنے والی اور پسینہ کو روکنے والی قرار دیا گیا ہے۔ اسے شہد کے ساتھ ملا کر موتی جھرہ۔ ٹائی فس اور دوسرے بخاروں میں افادیت کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ تھوک میں خون آنے۔ تپ دق۔ پرانی کھانسی اور رات کو پسینے آنے میں مفید ہے۔ جونک لگنے کے بعد زخم سے بہنے والا خون اس سے رک جاتا ہے۔ اس کی بعض اقسام سے اسہال رک جاتے ہیں اور جسم کو طاقت ملتی ہے۔

جدید انکشافات کے مطابق زہریلی اقسام میں ایک زہر MUSCARINE ہوتا ہے۔ یہ زہر جسم میں جاتے ہی معدہ میں خیزش پیدا کرتا ہے۔ اس کے بعد عصبی نظام پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جس سے پٹھوں میں دردیں۔ اعضاء میں اینٹھیں اور رعشہ کی مانند کپکپی ظاہر ہونے لگتی ہے۔ اس کے بعد دماغی اثرات سے فالج یا کنزاز کی طرح تشنج۔ اور اس کے بعد موت واقع ہو سکتی ہے۔ مگر موت واقع ہونے کے لیے ایک ادھ کھنبی کافی نہیں ہوتی۔ زیادہ مقدار میں کھانا اور اس کے بعد علامات کے ظہور

سے مسلسل لاپرواہی موت کا باعث ہوتی ہے۔ جرمن اطبا کا خیال ہے کہ MUSCARINE کے جسم پر اثرات کو ختم کرنے والی کوئی دوائی نہیں ہوتی۔ البتہ ابتدا میں پتہ چل جائے تو مریض کا معدہ دھو کر اسے جسم سے نکالا جا سکتا ہے۔

ہومیو پیتھک طریقہ علاج

زہریلی کھنبی کھانے سے جسم پر جو اثرات نمایاں ہوتے ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے علاج بالمثل کے اصول پر اسی قسم کی کیفیات میں کھنبی کا جوہر AGARICS ہومیو پیتھک طریقہ علاج کی ایک مقبول دوائی ہے۔

جب دماغ میں گھبراہٹ۔ چلبلاہٹ۔ مسلسل باتیں کرنے اور گانے کو جی چاہے سر میں چکر آئیں۔ روشنی بری لگے۔ ہلنے چلنے سے چکر آئیں۔ سر میں بھاری پن اور سر درد۔ پڑھنے میں مشکل پڑے۔ نظر اٹھانے کے بعد اسے کتاب پر مرکوز کرنے میں مشکل پڑے۔ آنکھوں پر معمولی کام سے بوجھ پڑے۔ ایک کے دو دو نظر آئیں۔ پلکیں پھڑپھڑائیں۔ کانوں میں جلن۔ خارش اور یہ اکڑے ہوئے معلوم ہوں۔ پیٹ میں اکڑاؤ۔ چبھن کی درد۔ بدہضمی۔ شدید کھانسی کے دورے پڑتے ہوں۔ ماہواری کم اور درد سے آتی ہو تو ان کیفیات میں AGARICUS کا دینا مفید ہوتا ہے۔

وبائی امراض اور کھنبی

پچھلے چند سالوں سے دنیا کے مختلف ممالک میں آنکھوں کی سوزش وبائی صورت میں پھیلتی رہی ہے۔ چونکہ یہ سوزش وائرس کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس لیے ابھی تک اس کے خلاف کوئی بھی مؤثر دوائی دریافت نہیں ہو سکتی۔ سال ۱۹۸۵-۸۶ء میں اس آشوبِ چشم کے تقریباً ایک سو مریضوں کی آنکھوں میں کھنبی کا پانی دن میں تین مرتبہ ڈالا گیا۔ ہر مریض دو دن میں شفایاب ہو گیا۔

گوگل ــــ کندر

OLIBANUM

BALSMODENDRON MUKUL

یہ ایک پستہ قد درخت ہے جس کی اونچائی چھ فٹ کے قریب ہوتی ہے بنیادی طور پر یہ خشک اور صحرائی علاقوں میں ہوتا ہے۔ جیسے کہ سندھ اور بہاولپور بھارت میں راجپوتانہ۔ خاندیش۔ کاٹھیاوار۔ آسام اور کورومنڈل کے علاقوں میں گوگل کی زیادہ طور پیداوار ہوتی ہے۔ ندکارنی اور سید صفی الدین کو اس کے نباتاتی نام سے اتفاق نہیں اور وہ اسے BOSWELIA GLABRA کہنا پسند کرتے ہیں۔

گوگل کے درخت کو بھورے رنگ کے چھوٹے چھوٹے پھول لگتے ہیں۔ سردی کے موسم میں اس کے تنے میں گھاؤ لگائیں تو گاڑھا سا ایک سیال نکلتا ہے۔ جو خشک ہو کر گہرے سبز رنگ کی گوند کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ گوند ذائقہ میں کڑوا اور خوشبودار ہوتا ہے۔ اسے سنسکرت میں کوشی کانا اور گوگلو کہتے ہیں جس سے درخت اور اس کی گوند کا نام گوگل پڑ گیا۔

ارشاداتِ نبویؐ

محدثین نے کندر اور لوبان کو ایک ہی چیز قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ جبکہ یہ دونوں مختلف ہیں۔ لیکن یہ مغالطہ آج سے ہزار سال پہلے والوں کو نہیں بلکہ آج بھی

موجود ہے۔ پاکستان کونسل آف ہومیوپیتھی نے ملک میں استعمال ہونے والی ہومیوپیتھک ادویہ کے فارماکوپیا میں بھی لوبان اور کندر کو ایک ہی چیز قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ لوبان کو انگریزی میں BENZOIN جبکہ کندر کو OLIBANUM کہتے ہیں۔

ابن القیمؒ نے آداب الشافعی کی سند سے حضرت انس بن مالکؓ کی زبان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے ایک واقعہ یوں بیان کیا ہے۔

انه شكا اليه رجل۔ النسيان فقال عليك بالكندر وانقعه من الليل، فاذا اصبحت فخذ منه شربة على الريق : فانه جيد للنسيان . (الطب النبوی)

(ایک شخص نے ان کی خدمت میں یادداشت میں خرابی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ کندر رات کو اسے پانی میں بھگو دیا جائے۔ صبح نہار منہ اس کا پانی پیا جائے۔ کیونکہ یہ نسیان کے لیے بہترین دوائی ہے)

ابن القیمؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

انه شربه مع السكر على الريق جيد للبول والنسيان۔

(الطب النبوی)

(انہوں نے صبح نہار منہ اسے شکر ملا کر پیا اور فرمایا کہ یہ پیشاب کی تکلیف اور حافظہ کی کمی کے لیے بہترین ہے)

گوگل اور لوبان۔ دونوں پیشاب آور اور دافع تعفن ہیں۔ اس لیے ممکن ہے کہ انہوں نے لوبان یا گوگل میں سے کسی ایک کو اس غرض کے لیے پسند فرمایا ہو۔ لیکن جہاں تک حافظہ کی خرابی کا تعلق ہے اس غرض کے لیے صرف گوگل مفید ہے

جبکہ لوبان کا اعصابی نظام پر اس قسم کا کوئی اثر نہیں۔ کیونکہ ان دونوں کے بارے میں ابن القیمؒ رقمطراز ہیں۔

"اللبان : هو الكندر" اس لیے وہ ان دونوں کے فوائد اور اثرات کے درمیان فرق نہیں کر سکے۔

محدثین کے مشاہدات

حافظہ میں کمی تفکرات۔ غم۔ بُرے ماحول۔ کھٹے سیب کھانے۔ کھڑے پانیوں کو دیکھنے سے ہوتی ہے۔ قبروں کی الواح کو بار بار پڑھنے۔ چوہوں کی روندی ہوئی خوراک کھانے اور سر میں جوئیں پڑنے سے بھی حافظہ کمزور ہوتا ہے اور یہ بات تجربات سے کہی جاتی ہے۔

گوگل مفید ہونے کے ساتھ ساتھ بے ضرر ہے۔ یہ جسم کے کسی بھی حصہ میں چوٹ یا بیماری کی وجہ سے ہونے والے انجماد خون کو دور کرتا ہے۔ چونکہ یہ دافع تعفن ہے اس لیے اسہال کو دور کرتا ہے۔ زخموں کو بھرتا ہے اور خاص طور آنکھوں کے زخم اور سوزش اس سے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

گوگل کو گرم پانی میں حل کر کے اگر اس سے غرارے اور کلیاں کی جائیں تو یہ منہ کے زخموں اور خاص طور پر زبان کی جلن اور سوزش کو دور کرتا ہے۔ اس کے غرارے کرنے سے گلے میں وبائی سوزشیں نہیں ہوتیں۔ مسوڑھوں کے زخم مندمل ہوتے ہیں اس سے ذہن کو طاقت ملتی ہے اور سانس خوشبودار ہو جاتی ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

گوگل کے درخت کی لکڑی ہمیشہ گیلی رہتی ہے۔ کیونکہ اس میں تیل ہوتا ہے

دو سال میں بھی نہیں سوکھتی۔ اسے ایک میٹھا پھل بھی لگتا ہے۔ ویدوں نے اس کی سیاہ قسم کو "بھینسیا گوگل" اور دوسری قسم "ہیرا بھینسیا گوگل" قرار دی ہے۔ ویدک میں اسے گندھنے کے پانی میں حل کرکے یا گروندوں کے پانی کے ساتھ کھرل کرکے بواسیر میں استعمال کرنے کی سفارش کی گئی ہے "اطریفل و معجون گوگل" ویدک نسخہ کے مطابق گوگل کو دو گنے گائے کے گھی میں ڈال کر پکانے کے بعد نیچے بیٹھے ہوئے مواد کو نکال لیتے ہیں اسے مزید نسخہ میں شامل کیا جاتا ہے۔

اعصابی امراض میں گوگل کثرت سے مستعمل ہے۔ جب فالج کی وجہ سے جسم کا کوئی عضو ناکارہ ہو جائے تو گوگل کا استعمال خون کی رکاوٹ کو دور کرکے دوران جاری کرنا اور فعالیت کو واپس لے آتا ہے۔ سر درد میں مفید ہے۔ خنازیر پرانی کھانسی پھیپھڑوں کے ورم اور درد میں نافع ہے حلق کے ورم کو دور کرتا ہے۔ بواسیر کے لیے اس کا کھانا اور دھونی دونوں مفید ہیں۔ مقعد اور خصیوں کا ورم دور کرتا ہے مسوڑھوں کی سوزش کم کرتا ہے۔ گردہ اور مثانہ کی پتھری نکال سکتا ہے پیشاب اور ہے۔ دودھ بڑھاتا ہے عرق النساء۔ کمر درد اور نقرس کو فائدہ دیتا ہے۔

وید اسے بھوک بڑھانے، ضعف باہ۔ گانٹھوں کو تحلیل کرنے میں استعمال کرتے ہیں۔ سونٹھ کے جوشاندہ کے ساتھ گوگل ضعف ہضم کے لیے اور کالی مرچ اور سورنجان تلخ کے ساتھ گنٹھیا میں دیتے ہیں۔

گوگل کو سرکہ میں حل کرکے لگانے سے سر کے گنج کو فائدہ ہوتا ہے۔ ناریل کے تیل میں اس کا مرہم متعفن زخموں کو اچھا کر دیتا ہے۔

کیمیاوی ہیئت :

اس کی کیمیاوی ہیئت کو مُر کے ساتھ الجھا دیا گیا ہے۔ بلکہ کرنل چوپڑا جیسے

ثقہ متفق قرار دیتے ہیں کہ گوگل کو وہی کچھ سمجھا جائے جو مُر ہے۔

اب تک کے تجزیوں سے معلوم ہوا ہے کہ اس کے اجزا ترکیبی میں ۳۵ فیصدی کے قریب بیکار چیزیں ہیں جبکہ خالص گوند ۲۲ فیصدی ہے۔ اس میں ۴۵.۱ فیصدی تیل ہے۔ یہ دوسرے تیلوں کی طرح مقامی طور پر محرش اور دوران خون میں اضافہ کرتا ہے۔ ۱۹۵۰ء میں بھاٹیہ نے معلوم کیا کہ اس میں ۶۵ فیصدی ایک نامیاتی عنصر MYRCENE پایا جاتا ہے۔ ابھی تک کسی نے اس جزو کے اثرات کے بارے میں مزید معلومات حاصل نہیں کیں۔

۱۹۴۲ء میں گھوش نے اس میں گوند کے علاوہ معدنیاتی عناصر کو ۵.۹ فیصدی کی مقدار میں دریافت کیا۔ جن میں ایلومینیم۔ میگنیشیم۔ کلشیم۔ فولاد اور سلیکا زیادہ اہم ہیں۔

گوگل کی ساخت میں BALSUM OF TOLU کی ایک مقدار پائی جاتی ہے اطباء قدیم کی ایک تعداد اسے روغن بلسان قرار دیتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں روغن بلسان گوگل کا ایک حصہ ہے۔ لیکن روغن بلسان میں گوگل نہیں ہوتا۔

اطباء جدید کے مشاہدات

اثرات کے لحاظ سے یہ کباب چینی یعنی CUBEBS اور COPAIBA سے ملتا جلتا ہے۔ یہ ثابت اور سالم جلد پر کوئی اثر نہیں رکھتا۔ مگر جب جلد پر کوئی زخم۔ تعفن یا سوزش ہو تو اس کے دافع تعفن اثرات بڑے مفید ہوتے ہیں۔ یہ پیپ کو ختم کر دیتا۔ اور زخم کو جلد بھرنے میں مدد دیتا ہے۔ اس کا مرہم کوڑھ کے زخموں کو بھی مفید ہے۔

اس کے مقامی اور اندرونی اثرات کی بنیاد اس کے دافع تعفن۔ مقامی طور

پر ASTRINGENT اثرات اور دورانِ خون کو جاری رکھنے کی عمل پر مبنی ہیں۔ یہ اعصاب کے لیے بیک وقت سکون آور اور محرک ہے۔ اس کے ذائقہ کی کڑواہٹ اسے بھوک بڑھانے والا بناتی ہے اور یہ پیٹ سے ریاح کو خارج کرتا ہے۔ کوڑھ۔ گنٹھیا۔ آتشک۔ لاہوری پھوڑے اور امراض البول میں اسے بڑی شہرت حاصل ہے۔

اس کی دھونی دق۔ سل۔ پرانی کھانسی۔ حلق کی سوزش اور لیوابیر میں مفید ہے۔ اس کے دھوئیں سے گھروں کے کیڑے مکوڑے مرجاتے ہیں اور کمرے میں اگر جراثیم موجود ہوں تو ہلاک ہوجائیں۔ اس کے کھانے سے جسم کی قوتِ مدافعت میں اضافہ ہوتا ہے اور خون کے سفید دانے WBC بڑھتے ہیں۔ کھانے کے بعد یہ پسینہ۔ پیشاب اور جھلیوں کی رطوبت کے راستہ خارج ہوتا ہے جہاں پر جراثیم کو مارتا ہے۔ مدرالبول اور پتھری کو نکالتا ہے۔ اسہال۔ آنتوں کی سوزش۔ کمزوری۔ سوکھا پن میں مفید ہے۔ چونکہ اس کے عام طور پر مضر اثرات نہیں اس لیے زیادہ عرصہ کھایا جاسکتا ہے۔ اس لیے اطباء بیماریوں تپ دق اور آنتوں کی دق۔ پلورسی میں دیتے ہیں۔

اس کے غراروں سے مسوڑھوں کے زخم بھر جاتے ہیں۔ اور حلق کی سوزش مندمل ہوجاتی ہے۔

لوبان — لیبان

BENZOIN

STYRAX BENZOIN

لوبان ایک درخت سے نکلنے والی گوند ہے۔ درخت کے تنے پر جب گھاؤ لگاتے ہیں تو بیروزہ کی مانند ایک گاڑھا لیسدار مادہ خارج ہوتا ہے۔ جسے سکھا کر استعمال کرتے ہیں۔ اگرچہ اس کے درخت ہندوستان میں بھی ہیں لیکن دنیا میں زیادہ تر لوبان کی درآمد جنوبی تھائی لینڈ۔ ملیشیا اور جزائر شرق الہند سے ہوتی ہے۔ اسے انگریزی میں BENZOIN اور مرہٹی میں اود کہتے ہیں۔ جو کہ غلط ہے۔ کیونکہ اود ایک مختلف چیز ہے۔ توریت مقدس میں یہ FRANKISENCE کے نام سے مشہور ہے۔

احادیث نبویؐ

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بخروا بیوتکم باللبان والشیح (بیہقی، شعب الایمان)

(اپنے گھروں میں لوبان اور شیخ کی دھونی دیتے رہا کرو)۔

ایک دوسری روایت میں ارشاد ہوا۔

بخروا بیوتکم باللبان والصعتر (بیہقی)

(اپنے گھروں میں لوبان اور صعتر کی دھونی دیتے رہا کرو)

محدثین نے ان احادیث کی تفسیر میں لوبان کو کندر کے ساتھ خلط ملا کر دیا ہے

ابن القیمؒ نے لوبان کو کندر قرار دیتے ہوئے دونوں کے فوائد ملا دیئے ہیں۔ دوسری طرف بھارتی ماہرین نے اگرچہ کندر کو مختلف چیز قرار دیا ہے۔ مگر ایک دوسری گوند BOSWELLIA SERRATA کو بھی لوبان ہی لکھا ہے۔ جبکہ یہ گوند اپنے اثرات اور شکل وصورت کے لحاظ کندر کے زیادہ قریب ہے۔

توریت مقدس

توریت اور انجیل میں لوبان کا ذکر بار بار ملتا ہے۔ ان کی انگریزی میں اسے FRANKISENCE کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ توریت اور انجیل میں اس کا ذکر ۸ مرتبہ آیا ہے۔

"اور اگر کوئی خداوند کے لیے نذر کی قربانی کا چڑھاوا لائے تو اپنے چڑھاوے کے لیے میدہ لے اور اس میں تیل ڈال کر اس کے اوپر لوبان رکھے اور اسے ہارون کے بیٹوں کے پاس جو کاہن ہیں لائے۔ اور تیل ملے ہوئے میدہ میں سے اس طرح اپنی مٹھی بھر کر نکالے کہ سب لوبان اس میں آجائے۔ تب کاہن اسے نذر کی قربانی کی یادگاری کے طور پر کے اوپر جلائے۔

(احبار ـ ۳۰ : ۲ : ۱ ـ ۲)

... اس کی ماں مریم کے پاس دیکھا اور اس کے آگے گر کر سجدہ کیا اور اپنے ڈبے کھول کر سونا اور لوبان اور مُر اس کو نذر کیا۔ (متی ۱۲ : ۱۱ ـ ۲)

محدثین کے مشاہدات

لوبان قبض کشا ہے۔ اس میں فائدے زیادہ ہیں۔ اور نقصان بہت کم معدہ کی درد کو دور کرتا ہے۔ اسہال میں مفید ہے۔ کھانے کو ہضم کرتا ہے۔ آنکھوں کے

زخم مندمل کرتا ہے۔ معدہ کو تقویت دیتا ہے۔ بلغم نکالنے کے بعد اس کی پیدائش کو کم کرتا ہے۔

اگر لوبان یا اس کے ساتھ صعتر ملا کر غرارے کیے جائیں۔ تو گلے کی سوزش میں مفید ہے۔ زبان کے زخم بھر جاتے ہیں۔ حافظ کو بہتر کرتا ہے۔

گلے ہوئے زخموں پر لوبان کا استعمال سوزش کو دور کرنے کے ساتھ صحت مند گوشت اگانے کا باعث ہوتا ہے۔ اس کی دھونی گھر کو خوشبو دار بنانے کے علاوہ وبائی امراض کو ختم کرتی ہے۔

اطبائے قدیم کے مشاہدات

آریو ویدک کتابوں میں لوبان کا ذکر نہیں ملتا۔ یورپ میں بھی اس سے واقفیت ۱۳۹۹ء کے بعد سے شروع ہوتی ہے جب ابن بطوطہ اپنی سیاحت کے بعد اسے لے کر یورپ گیا۔ عمدہ قسم کے لوبان کے سفید دانے ہیں ورنہ بھوری رنگت کا ہوتا ہے۔ جو الکحل میں پوری طرح حل ہو جاتا ہے۔

معدہ۔ دل اور باہ کو قوت دیتا ہے۔ بھوک بڑھاتا ہے۔ ریاح کو تحلیل کرتا ہے۔ سردی کی کھانسی کو مفید ہے۔ بلغم نکالتا ہے۔ کھانے یا بگلنے سے دانتوں کا درد جاتا رہتا ہے۔ نزلہ میں مفید ہے۔ ویدوں نے اسے مفرح قرار دینے کے علاوہ پسینہ کو خوشبو دار کرنے والا بیان کیا ہے۔ اس کے کھانے سے مثانے کی سوزش دور ہو جاتی ہے۔ دق اور سل میں نافع ہے۔

لوبان کا لیپ نزلوں کو روکتا ہے۔ روغن کنجد یا زیتون میں ملا کر اگر کان میں ڈالا جائے تو کان کا درد جاتا رہتا ہے۔ اس کی دھونی کپڑوں مکوڑوں کو بھگا دیتی ہے۔ لوبان کو نیم کوب کرکے ہانڈی میں گل حکمت کر کے ڈال کر ایک نلکی نجارات کے

اخراج کے لیے لگا دیتے ہیں۔ اس ہانڈی کو آگ دینے کے بعد لوبان کے جو بخارات نلکی کے ذریعہ باہر آتے ہیں ان کو شیشی میں جمع کر لیں۔ یہ لوبان کا چوا کہلاتا ہے۔ اس سیال کو پٹھوں کی کمزوری کے علاوہ داد فوبا اور ایگزیما کے لیے مفید پایا بتایا جاتا ہے۔

کیمیاوی تجزیہ

یہ آنسوؤں کی شکل کے خشک دانے دار ٹکڑے ہوتے ہیں جن میں BENZONIC ACID اور CINNAMIC کے علاوہ ANILINE پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ فراری روغن بھی موجود ہے۔

چونکہ لوبان ایک درآمدی چیز ہے اس لیے مہنگا ہوتا ہے۔ پہلے زمانہ میں لوگ مصطگی رومی کو رنگ دے کر خوشبو ملا کر نقلی لوبان بناتے تھے۔ چونکہ اب مصطگی بھی گراں ہے اس لیے بیروزہ سے لوبان تیار کرنے کی صنعت زوروں پر ہے۔ پاکستان کے دوا فروشوں کے یہاں عام طور پر اصلی لوبان دیکھا نہیں گیا۔

جدید تحقیقات

دافع تعفن، حابس خون ہونے کی وجہ سے زخموں کے علاج میں اہمیت رکھتا ہے۔ جراثیم کش ہونے کی وجہ سانس کی نالیوں کی سوزش۔ گردہ کی سوزش اور پتھری کے علاوہ پیشاب آور اثر کی وجہ سے مقبول ہے۔

جب پیشاب میں فاسفیٹ زیادہ مقدار میں ہوں تو لوبان کے مرکبات ان کو تحلیل کر کے باہر نکال لیتے ہیں دوسرے پیشاب آور نمکیات کے ساتھ لوبان کے اپنے نمک از قسم SOD BENZONATE پیشاب آور ہونے کے علاوہ

دافع تعفن اور پیشاب کے ذریعہ پانی نکالتے ہیں۔ جوڑوں کے درد میں مفید ہیں۔ تپ دق۔ سل۔ پرانی کھانسی میں اس کا استعمال بہت سی دوسری ادویہ سے بہتر ہے۔

پرانی ادویہ میں سے وہ ادویہ جو طبِ جدید میں اب بھی استعمال ہوتی ہیں۔ ان میں لوبان اہم ہے۔ اس کی ٹنکچر TR BENZOIN CO کو FRIAR'S BALSAM بھی کہتے ہیں۔ کھولتے پانی میں یہ ٹنکچر ملا کر پرانی کھانسی نمک اور گلے کی سوزش کے مریضوں کو اس کی بھاپ دی جاتی ہے۔ دن میں دو تین بار بھاپ لینے سے جمی ہوئی بلغم باہر آنے لگتی ہے۔ اور وہ مریض جسے سانس لینا بھی دوبھر تھا سہولت محسوس کرنے لگتا ہے۔

زخموں کے علاج میں ٹنکچر کو روئی پر لگا کر زخم پر لگائیں تو یہ چپک جاتی ہے۔ زخم سے عفونت کو دور کرنے کے علاوہ اسے مندمل کرتی ہے۔ اس کو لگانے سے بار بار پٹی کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ سوڈیم بنزویٹ اکثر مرہموں کا اہم جزو ہے۔ خاص طور پر پھپھوندی سے پیدا ہونے والی سوزشوں۔ داد۔ چنبل اور پرانے۔ ایگزیما میں تنہا یا سیلی سلک ایسڈ کے ساتھ ایک مقبول دوائی ہے۔

طب جدید کی ایک مشہور مرہم WHITFIELD OINTMENT کا نسخہ یہ ہے۔

گرین ۶۰ بنزوئک ایسڈ	BENZOIC ACID
گرین ۳۰ سیلی سلک ایسڈ	SALICYLIC ACID
گرین ۹۱۰ ویسلین	VASELINE

یہ مرہم ایگزیما اور پھپھوندی کے لیے خاص طور پر بڑا مفید ہے۔

آدھ سیر پانی میں ٹنکچر کا ایک چمچہ ڈالنے سے دودھیا محلول بن جاتا ہے اس میں روئی کو تر کرکے عورتوں کی اندام نہانی کی سوزشوں اور لیکوریا کے لیے اندر رکھا جاتا ہے۔

لوبان کی دھونی

حشرات الارض سے نجات حاصل کرنے کا جدید طریقہ کرم کش ادویہ ہیں۔ ان میں سے اکثر کلورین سے مرتب پاتی ہیں۔ یہ تمام ادویہ زہریلی ہیں۔ ایک حالیہ جائزے سے معلوم ہوا ہے کہ ہر سال تین لاکھ افراد ان کے مضر اثرات سے متاثر ہوتے ہیں۔ لاہور میں پچھلے سال ایک عورت کی موت انہی ادویہ کی وجہ سے ہوئی۔ ان ادویہ کے سپرے کے نتیجہ میں پرندے ختم ہو گئے ہیں۔ اشیاء خوردنی پر اگر یہ گر جائیں تو مہلک اثرات ہو سکتے ہیں۔ ENDRINE اور MALATHION کے بارے میں اب یہ طے ہو چکا ہے کہ ان کو آبادیوں میں استعمال نہ کیا جائے۔

اس مسئلہ کا سب سے آسان اور مفید حل بارگاہ نبوّت سے عطا ہوا کہ گھروں میں لوبان اور صعتر یا لوبان اور الشیح ملا کر دھونی دی جائے۔ الشیح بنیادی طور پر حسب الرشاد ہے۔ جبکہ صعتر کا جزو عامل THYMOL ہے۔ یہ دونوں چیزیں خوشبودار اور انسانی صحت کے لیے مفید ہیں۔ اگر کسی کمرے میں خناق یا دق کا مریض رہا ہو اور ہم اسے جراثیم سے پاک کرنا چاہئیں تو طبِ جدید کے پاس گندھک اور فارملین کے علاوہ کوئی چیز نہیں۔ یہ دونوں کیڑوں کے لیے نقصان دہ اور انسانوں کے لیے مہلک ہیں۔ اس کے مقابلے میں اگر اس کمرے میں لوبان کے ساتھ صعتر یا الشیح ملا کر دھونی دی جائے تو نہ صرف کہ مچھر۔ مکھیاں۔ لال بیگ چھپکلیاں ہلاک ہو جائیں گے بلکہ جراثیم بھی ختم ہو جائیں گے۔ اگر اس دھونی کے دوران اہل خانہ کمرے میں موجود رہیں تو ان کی سانس کی نالیاں بھی جراثیم سے پاک ہو جائیں گی۔

بدقسمتی یہ کہ ہمیں ابھی تک یہ یقین نہیں آسکا کہ ہمارے نبیؐ کے نسخے دوسروں سے ہر حال میں بہتر ہیں۔

لہسن ــــ ثوم

GARLIC
ALLIUM SATIVUM

لہسن قدیم ترین نباتات میں سے ہے۔ اہرام مصر کی تعمیر میں کام کرنے والے مزدوروں کو دوپہر کے کھانے میں لہسن دیا جاتا تھا۔ قدیم ہند و تہذیب میں بھی لہسن بطور غذا اور دوا شامل تھا۔ البتہ بعض برہمن لہسن اور پیاز کے استعمال کو ناجائز قرار دیتے آئے ہیں۔ علم نباتات کی درجہ بندی کے مطابق پیاز اس سے قریبی تعلق والا ہے۔ اگرچہ اس کی شکل و صورت جُدا ہے اور ALLIUM CEPA کہلاتا ہے۔

لہسن جنگلوں میں خود رو بھی پیدا ہوتا ہے۔ اس کی پوتھی میں متعدد جوئے ہوتے ہیں جن کی تعداد متعین نہیں۔ یہ پوتھی زمین کے نیچے ہوتی ہے اور بعض قسموں میں پوتھی میں صرف ایک ہی جویا بھی ہو سکتا ہے۔ اس کی جسامت ایک اپنچ سے فٹ تک ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جب سے انسانوں نے غذا، مصالحہ اور دوا کے طور پر اسے پسند کیا ہے۔ اس کو محنت سے بویا اور اگایا جاتا ہے۔ ہندوستان میں گوشت اور سبزیاں پکاتے وقت لہسن کا بگھار دینے کا رواج ہے۔ اس کو ڈالنے سے کچے گوشت کی بدبو جاتی رہتی ہے۔ لہسن کی چٹنی بنائی جاتی ہے۔ یورپ سے یہ امریکہ گیا جہاں کے لوگ ڈبل روٹی کے توس بھی لہسن میں بھونتے ہیں۔ اٹلی اور فرانس کا جنگلی لہسن زیادہ مقبول ہے۔ جبکہ مشرق وسطیٰ کے ممالک کے جنگلی لہسن کی رس دار شاخوں کو لوگ علیحدہ پکا کر کھاتے ہیں۔ طب میں ان شاخوں کو ساق کہتے ہیں جبکہ بھارتی

اہلِ زبان انہیں آل، کہتے ہیں۔ احادیث میں پیاز اور لہسن کی شاخوں کو کراث کا نام دیا گیا ہے۔ ان میں بدبو لہسن اور پیاز کی مانند ہوتی ہے۔

لہسن کا ذکر احادیث میں کثرت سے ملتا ہے۔ جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ڈیڑھ ہزار سال پہلے بھی اسے مقبول عام ہونے کی سند حاصل تھی۔

قرآن مجید میں لہسن کے ذکر کے بارے میں مسئلہ متنازعہ ہے۔

واذ قلتم یموسی لن نصبر علی طعام واحد فادع لنا ربك یخرج لنا مما تنبت الارض من بقلها وقثائها وفومها وعدسها وبصلها قال اتستبدلون الذی هو ادنی بالذی هو خیر۔

(البقرۃ: ٦١)

بنی اسرائیل اللہ میاں کی لاڈلی اُمت تھی۔ ان کو من وسلوٰی کی صورت میں آسمان سے بھُنے ہوئے پرندے اور سبزیوں کا مرکب تیار آتا تھا۔ انہوں نے اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ اپنے رب سے کہو کہ ہم ایک ہی طرح کے کھانے سے تنگ آ گئے ہیں۔ ہمیں وہ چیزیں دی جائیں جو زمین سے نکلتی ہیں جیسے کہ ساگ۔ کھیرا ککڑی۔ گندم ؟ مسور کی دال اور پیاز۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو سمجھانا چاہا کہ وہ اچھی خوراک چھوڑ کر گھٹیا کے طلبگار نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس گھٹیا انتخاب کو نا پسند کرتے ہوئے ان کو ہدایت کی کہ وہ مصر چلے جائیں۔ جہاں ان کو مطلوبہ چیزیں میسر آ جائیں گی۔ مگر اس کے ساتھ ان پر عتاب الٰہی اور ذلت مقدر کر دی گئی۔

اس آیت میں 'فوم' کے معنی اکثر مفسرین لہسن کرتے آئے ہیں۔ بلکہ المنجد نے فوم کو لہسن ہی بتایا ہے۔ مفسرین کرام میں مجاہدؒ نے فوم کو لہسن قرار دیا ہے۔ اکثر

اُردو ترجموں میں بھی ایسا ہی ہے۔ مگر ابن کثیرؒ نے حضرت ابن عباسؓ کے متعدد حوالوں اور قدیم عرب شعراء کی مثالوں سے 'فوم' کو گندم قرار دیا ہے۔ قبیلہ بنی ہاشم کی لغت میں فوم گندم کے آٹے کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ البتہ بصل پیاز ہے اور اس کے ساتھ لہسن کو منسلک سمجھا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ "قثا" کے بارے میں ہے۔ اگرچہ یہ ککڑی ہے اور کھیرا خیار ہے۔ لیکن اطباء اور زبان دان اسے دونوں کے لیے استعمال کرتے آئے ہیں۔

کتب مقدسہ

توریت مقدس میں بنی اسرائیل پر من اور سلویٰ کی نعمت کے ذکر کے سلسلہ میں بیان ہوا کہ

> ..... ہم کو وہ مچھلی یاد آتی ہے جو ہم مصر میں مفت کھاتے تھے اور ہائے وہ کھیرے اور وہ خربوزے اور وہ گندنے اور پیاز اور لہسن۔ لیکن اب تو ہماری جان خشک ہو گئی۔ یہاں کوئی چیز میسر نہیں اور من کے سوا ہم کو اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ (گنتی ۔ ۶، ۵ : ۱۱)

ان آیات میں بنی اسرائیل خدا کی نعمتوں کو جھٹلاتے ہوئے من سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے مصر کی اور ان سبزیوں کو یاد کرتے ہیں جو انہیں وہاں میسر تھیں۔

ان کی اسی کجروی کا بعد میں اثر یوں ہوا کہ انہوں نے قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق اپنے نبی علیہ السلام سے کہا کہ ہمیں کھیروں، ککڑیوں والے دیس لے جاؤ ہمیں خدا کی مہیا کردہ غذا پسند نہیں۔ جس پر خدا تعالیٰ نے خفا ہو کر فرمایا کہ پھر تم مصر کو واپس چلے جاؤ۔ وہاں پر وہ سب کچھ موجود ہے جو تم چاہتے ہو۔ یہ لوگ ایسے بے قدر تھے کہ اچھی چیزیں چھوڑ کر گھٹیا خوراک چاہتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ

ہوا کہ ان پر اللہ کا غضب نازل ہوا اور وہ بے سروسامانی میں دربدر بھٹکتے رہے۔

احادیث نبویؐ

عن عبد العزیز قال قیل لانس مما سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الثوم فقال من اکل فلا یقربن مسجدنا۔

(بخاری)

(عبد العزیز نے انسؓ سے پوچھا کہ تم نے لہسن کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا۔ انہوں نے فرمایا کہ جو کوئی اسے کھائے ہماری مسجد کے قریب بھی نہ آئے۔

یہی روایت عبد اللہؓ بن عمر اور عبد اللہ بن زیدؓ سے طیالسی نے بھی دی ہے دوسری روایت حضرت ابوبکرؓ سے بھی ہے۔

ان جابر بن عبد اللہ زعم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من اکل ثوما او بصلا فلیعتزل اولیعتزل مصلانا۔

(بخاری)

(جابرؓ بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جو کوئی لہسن یا پیاز کھائے وہ دور رہے یا فرمایا کہ ہماری مسجد میں نہ آئے)۔

عن ابی ایوب قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی بطعام اکل منہ وبعث بفضلہ الی وانہ بعث الی

یوما بقصعة لم یا کل منہا لان فیہا ثوما فسألته احرام ھو قال لا۔ ولکن اکرھه من اجل ریحه قال فانی اکرہ ما کرھت۔ (مسلم)

(ابوایوبؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب کوئی کھانا آتا وہ اس میں سے کھانے کے بعد بقیہ مجھے مرحمت فرما دیتے تھے۔ ایک روز ایک طشتری ایسی آئی جس میں سے انہوں نے کچھ نہ کھایا تھا۔ کیوں کہ اس میں لہسن تھا۔ میں نے پوچھا کہ کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا۔ نہیں! ۔البتہ مجھے اس کی بو ناپسند ہے۔ جس چیز سے وہ نفرت کرتے تھے میں بھی کرتا ہوں)

عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من اکل ثوما او بصلا فلیعتزلنا او قال فلیعتزل مسجدنا اولیقعد فی بیته وان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی بقدر فیه خضرات من بقول فوجد لھا ریحا قربھا الی بعض اصحابه وقال کل فانی اناجی من لا تناجی۔ (بخاری، مسلم)

(جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لہسن یا پیاز کھاتے ہمارے قریب نہ آئے یا فرمایا کہ ہماری مسجد میں نہ آئے یا اپنے گھر بیٹھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ہنڈیا لائی گئی تھی جس میں کئی قسم کی سبزیاں پکی تھیں۔ اس میں سے بو محسوس کرکے فرمایا کہ اسے فلاں اصحاب کے پاس لے جاؤ وہ کھالیں۔ کیونکہ میں ایسے لوگوں سے سرگوشی کرتا ہوں جن سے تم نہیں کرتے)۔

حضرت ابی سعید الخدریؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نهی عن اکل البصل والکراث والثوم۔ (طیالسی)

(پیاز۔ لہسن اور گندنے سے منع فرمایا)

گندنا جنگلی لہسن کی اقسام میں سے ہے اس کی بھی ساق ہوتی ہے۔

اسی مسئلہ پر ابی سعیدؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک تفصیلی روایت میں فرماتے ہیں۔

من اکل من ھذہ الشجرۃ الخبیثۃ شیئاً فلا یقربنا فی المسجد، یاأیھا الناس ! انہ لیس فی تحریم ما احل اللہ ولکنھا شجرۃ اکرہ ریحھا۔

(جس نے اس خبیث پودے سے کچھ بھی کھایا ہماری مسجد میں نہ آئے۔ اے لوگو! میں کسی ایسی چیز کو جس کو اللہ نے حلال کیا حرام نہیں کرتا لیکن مجھے یہ درخت اور اس کی بدبو ناپسند ہے)

مسند احمد اور طبری نے اسے ابی ثعلبہؓ سے بھی روایت کیا ہے۔

جابرؓ بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من اکل ھذہ الخضروات : البصل والثوم والکراث و الفجل فلا یقربنا مسجدنا۔ (طیالسی)

(جس نے ان سبزیوں یعنی پیاز۔ لسن اور کراث اور مولی کو کھایا وہ ہماری مسجد میں نہ آئے)۔

حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من اکل من ھذہ البقعۃ المنکرۃ یعنی الثوم فلیجلس فی بیتہ۔ (النسائی)

(جو اس بیہودہ پودے یعنی لسن کو کھائے۔ وہ اپنے گھر بیٹھا رہے)۔

حضرت ابی سعیدؓ لہسن کے بارے میں شرط بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یوں بیان کرتے ہیں۔

کلوہ، من اکلہ منکم فلا یقرب ھٰذا المسجد حتی یذھب ریحہ منہ یعنی الثوم ۔ (ابوداؤد، ابن حبان)

(تم اسے کھاتے ہو۔ تم میں سے جس نے اسے کھایا ہو وہ اس مسجد کے قریب نہ آئے حتّٰی کہ اس کے منہ سے اس لہسن کی بدبو چلی نہ جائے)۔

عن ام ایوب قالت صنعت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم طعام فیہ بعض البقول۔ فلم یاکل وقال انی اکرہ ان اوذی صاحبی ۔ (ابن ماجۃ)

(ام ایوبؓ کہتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا جس میں بعض سبزیاں (لہسن وغیرہ) تھے۔ انہوں نے وہ نہ کھایا اور فرمایا کہ میں پسند نہیں کرتا کہ میرے منہ سے بدبو آئے اور لوگ پریشان ہوں)

عن معدان بن ابی طلحۃ الیعمری ان عمر بن الخطاب قال یوم الجمعۃ خطیبا نحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال۔ یاایھا الناس انکم تاکلون شجرتین لااراھما الاخبیثتین۔ ھٰذا الثوم وھٰذا البصل۔ ولقد کنت اری الرجل عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوجد ریحہ منہ فیوخذ بیدہ حتی یخرج بہ الی البقیع فمن کان اکلھما لابد فلیمتھما طبخا۔

(ابن ماجۃ)

معدان بن ابی طلحہ الیعمری بیان کرتے ہیں کہ ایک جمعہ والے دن حضرت عمر بن

خطابؓ خطبہ دینے منبر پر کھڑے ہوئے ۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا!
" اے لوگو! تم ان دو سبزیوں کو کھاتے ہو جن کو میں ہر طرح سے خبیث قرار دیتا ہوں ۔ یعنی کہ یہ لہسن اور یہ پیاز ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اگر کوئی شخص ان کو کھاتا تھا اور اس کے منہ سے ان کی بو آرہی ہوتی تھی تو اس کا ہاتھ پکڑ کر شہر کے باہر بقیع کی سمت نکال دیا جاتا تھا ۔ اگر تم نے انہیں کھانا ہی ہو تو پکا کر کھاؤ کہ اس طرح ان کی بدبو کم ہو جائے) ۔

عن جابر ان نفرا اتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجد منهم ریح الکراث فقال الم اکن نهیتکم عن اکل هذه الشجرة ان الملائکة تتاذی مما یتاذی منه الانسان ۔ (ابن ماجة)

(جابرؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں کچھ لوگ آئے جن کے منہ سے کراث (گندنا) کی بو آرہی تھی ۔ فرمایا کہ کیا میں نے تم لوگوں کو اس درخت کے کھانے سے منع نہیں کیا تھا ۔؟ فرشتے بھی اس چیز سے پریشان ہوتے ہیں جس سے انسان ہوتے ہیں)

لہسن کی اجازت

حضرت علیؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

کلوا الثوم و تداووا به فان فیه شفاء من سبعین داء ۔ (الدیلمی)

(لہسن کھاؤ اور اس سے علاج کرو ۔ کیونکہ اس میں ستر بیماریوں سے شفا ہے) ۔

حضرت علیؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لولاان الملك ينزل علی لاکلته يعنی الثوم۔ (الخطیب)

(اگر میرے پاس فرشتے نہ آتے ہوں تو میں اسے یعنی لہسن کو کھا لیتا)۔

ابونعیم کی طب پر ایک تالیف مطبعہ نولکشور لکھنؤ سے شائع ہوئی ہے جس میں اس نے متن کے بغیر ایک روایت بیان کی ہے کہ جس کے منہ سے لہسن، پیاز یا مولی کی بدبو آئے وہ درود شریف پڑھے تو بدبو جاتی رہے گی۔

محدثین کے مشاہدات

اس کے لگانے سے جلد پھٹ جاتی ہے اور اس پر پھوڑے نکل آتے ہیں

اس کے لگانے سے سانپ اور بچھو کے زہر کے اثرات زائل ہو جاتے ہیں

ابن القیم نے کتا کاٹنے کے لیے بھی اس کا لگانا مفید قرار دیا ہے جلد پر لگنے سے مقامی طور پر حدت محسوس ہوتی ہے۔ اسے کوٹ کر سرکہ، شہد اور نمک ملا کر پھوڑے پھنسیوں اور چھائیوں پر لگائیں تو فائدہ ہوتا ہے۔

لہسن کھانے سے سینہ کا درد دور ہوتا ہے۔ فالج میں فائدہ ہو سکتا ہے۔ پیٹ کے سدے نکالتا ہے۔ کھانا ہضم کرتا ہے۔ پیاس کم کرتا ہے۔ پیشاب آور ہے۔ جسم کو گرمی پہنچاتا ہے۔ حلق کی سرخی اور ورم دور کرتا ہے۔ سینے سے بلغم اور پیٹ سے کیڑے نکال دیتا ہے۔ اس کے مضر اثرات میں دماغ اور بصارت کو کمزور کرنا، صفرا میں اضافہ کرنا ہے۔ باہ کو کم کرتا ہے۔ سانس کو بدبودار کرتا ہے۔ اگر اس کے ساتھ سداب کے پتے کھائے جائیں تو اس کی اپنی بدبو بھی کم ہو جاتی ہے۔ جوڑوں کے پرانے درد پھر سے شروع کرتا ہے اور بواسیر میں مضر ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

لہسن سرد ملکوں کے رہنے والوں کے لیے مفید ہے کیونکہ گرمی پیدا کرتا ہے۔ غلیظ اخلاط کو کاٹ دیتا ہے۔ خون کو پتلا کرتا ہے۔ زیادہ مقدار خون کو جلا کر سیاہ کر دیتی ہے۔ کھانے والے کے خون۔ پیشاب۔ پاخانہ اور پسینہ سے بھی لہسن کی بو آتی ہے۔ (یاد رہے کہ جنگ میں استعمال ہونے والی زہریلی گیسوں میں MUSTARD گیس کی بدبو بھی لہسن کی مانند ہوتی ہے)۔ لہسن دمہ اور پتی میں مفید ہے تپ بلغمی۔ بادگولہ۔ بلغم۔ بواسیر اور جذام کو زائل کرتا ہے۔ اس کا معجون پتھری کو توڑتا ہے۔ اس کا معجون باہ کو قوت دیتا ہے۔ فالج۔ لقوہ۔ مرگی اور رعشہ میں مفید ہے۔ لہسن کو کچل کر اس کا ساڑھے سات تولہ پانی نکال کر اس میں ہم وزن گھی اور پانچ تولہ گڑ اور تھوڑا سا آٹا ملا کر حریرہ پکایا جاتا ہے۔ پہلے لہسن کا خالص پانی پی کر اوپر سے حریرہ کھا لیا جائے۔ تپ لرزہ کو آرام آجائے گا۔ (ساڑھے سات تولہ لہسن کے پانی سے معدہ میں شدید جلن پیدا ہو جائے گی)۔

اگر اسے گھی میں بھون کر شہد ملا کر چٹائیں تو دمہ میں فائدہ ہوتا ہے۔

فالج کے لیے مریض کو پہلے روز ایک پوتھی۔ پھر دو۔ پھر تین اس طرح چالیس تک جاویں اور پھر روزانہ ایک کم کر لیں۔ فالج ٹھیک ہو جائے گا۔ بوعلی سینا نے لکھا ہے کہ لہسن کے جوشاندہ کے ساتھ حقنہ کرنے سے عرق النسا ٹھیک ہو جاتا ہے اگر اس کے ساتھ خون اور صفرا کے دست آئیں تو بہتر ہے۔ اس کے استعمال سے بڑھا ہوا پیٹ کم ہو جاتا ہے۔ انجیر اور اخروٹ کے ساتھ ملا کر کھانے سے فوائد میں اضافہ ہوتا ہے۔ قولنج ریحی۔ بلغمی اور آنتوں کے درد کو مٹا دیتا ہے۔ اس کو کھانے سے دست بھی آجاتے ہیں مگر ایسا ہونے سے پیٹ کے کیڑے نکل جاتے

ہیں۔ بوڑھے آدمیوں میں پیشاب کی رکاوٹ دور ہوتی ہے۔

انجیر، سداب اور اخروٹ کے ساتھ لہسن اکثر زہروں اور زہریلے کیڑوں حتیٰ کہ کتا کاٹنے کے لیے بھی مفید ہے۔

وید اسے طبیعت کو خوش کرنے والا قرار دیتے ہیں۔ ہاضمہ اور عقل بڑھاتا ہے۔ صفرا اور خون میں اضافہ کرتا ہے۔ باؤگولہ۔ تپ سرد۔ ورم اعضاء بواسیر اور جریان کے لیے مفید ہے۔ کھانے کے بعد کی متلی کو دور کرتا ہے۔ بادی کو مٹاتا ہے لہسن کو نچوڑ کر یا بھبکے میں ڈال کر اس کا تیل نکالا جاتا ہے۔ جس کے خواص بالکل لہسن والے ہیں۔ گرم پانی میں لہسن کا عرق کھانسی میں مفید ہے۔ اس کا حلوہ تیار کر کے کھانے سے لقوہ دور ہو جاتا ہے۔

جنگلی لہسن

اس کی بو لہسن کی مانند ہوتی ہے۔ پتے اور ساق لمبی ہوتی ہے۔ پھول نیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ پھول کے ارد گرد ستاروں کی مانند پتے جمع ہوتے ہیں۔ اس کی پوتھیاں زیادہ نہیں ہوتیں۔ اس کا مزہ لہسن سے زیادہ تیز اور بو شدید ہوتی ہے اسے کراث البری بھی کہتے ہیں۔ بعض اطباء نے اسے ثوم الحیہ بھی قرار دیا ہے۔ البتہ اسے حافظ الاجساد کا نام بھی دیا گیا ہے۔

اس کے فوائد بالکل لہسن والے ہیں بلکہ تیز ہونے کی وجہ سے سریع الاثر ہے۔

مقامی استعمال

لہسن کو جلا کر سرکہ اور شہد میں پیس کر لگانے سے پھوڑے پھنسیاں۔ برص۔ بالخورہ گنج۔ چھیپ اور داد ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

سرکہ اور شہد میں اس کا مرکب لگانے سے جوڑوں کا درد جاتا رہتا ہے۔ خالص لہسن کا عرق ملنے سے جوئیں مر جاتی ہیں۔ کمرے میں اس کی دھونی دینے سے بھڑ اور دوسرے ضرر رساں کیڑے بھاگ جاتے ہیں۔ جسم کے کسی حصہ میں ورم ہو تو لہسن کو سرکہ میں گھوٹ کر لگانے سے وہ تحلیل ہو جاتا ہے۔ دوسری صورت میں اسے دودھ میں پکا کر یہ دودھ پھوڑوں کو پکانے کے لیے لگائیں۔ اس کو گرم گرم چبانے سے دانت کا درد جاتا رہتا ہے۔ اس کو رائی کے تیل میں تل کر یہ تیل لگانا خشک کھجلی کے لیے مفید ہے۔ ایک پوتھی لہسن کو سوا تولہ تل کے تیل میں تل کر پھر رس نکال کر کان کے آس پاس لگانے سے بہرہ پن میں فائدہ ہوتا ہے۔ لہسن کی دھونی سے ادھ سر کا درد جاتا رہتا ہے۔

کیمیاوی ہیئت

لہسن کو کوٹ کر اگر اسے کشید کیا جائے تو اس سے ایک فرازی تیل نکلتا ہے جسے اس کا جزو عامل کہہ سکتے ہیں۔ اس کا رنگ کھلتا ہوا زرد یا براؤن ہوتا ہے اور اس میں سے لہسن کی شدید بدبو آتی ہے۔ یہ تیل ۰.۱۵ پر ابالنے سے اڑ جاتا ہے اگر اسے درجاتی کشید کے عمل سے گزاریں تو مختلف مراحل پر اس سے چار قسم کے سیال حاصل ہوتے ہیں۔ جن میں سے ایک کی خوشبو پیاز کی مانند ہوتی ہے۔ امریکی محقق کاوالیٹو نے ۱۹۴۴ء میں پیاز کو کوٹ کر اسی سے ایک جراثیم کش دوائی ALLACIN نام کی حاصل کی ہے۔ یہ دوائی خالص صورت میں جلد ضائع ہو جاتی ہے اس کا ۰.۲ فیصدی محلول زیادہ دیر تک مؤثر رہ سکتا ہے جبکہ لہسن میں اس کی مقدار ۰.۴ فیصدی تک ہو سکتی ہے۔ بعد میں کیمیا دانوں نے ALLACIN کا نام ترک کر دیا کیونکہ اسی نام کا ایک اور مرکب علم کیمیا میں پہلے سے موجود اور مشہور تھا۔ اس کے

بعد ۱۹۴۰ء میں وینکٹ رامن اور اس کے ساتھیوں نے اسے ہر قسم کے جراثیم کے خلاف مؤثر پایا۔ حتیٰ کہ تپ دق اور کوڑھ کے جراثیم بھی اس کی زد میں تھے اور یہ پھپھوندی پر بھی مؤثر تھا۔ یہ خون اور معدہ کے جوہر کی موجودگی میں بھی مؤثر رہ سکتا ہے مگر آنتوں میں موجود لبلبہ کے جوہروں PANCREATAIC JUICE کی موجودگی میں بے کار ہو جاتا ہے یہ جوہر دودھ کے پھاڑنے یا ہضم کرنے والے ہاضم جوہروں کے عمل میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔ اس کے بعد پاکستانی کیمیا دان ڈاکٹر سلیم الزمان صدیقی نے ۱۹۴۷ء میں گندھک سے مرکب نباتاتی ذرائع سے حاصل ہونے والی جراثیم کش ادویہ پر تحقیق کر رہے تھے۔ انہوں نے لہسن پر بھر سے توجہ دی اور دیکھا کہ اسے چھ گھنٹہ تک ایتھر میں بھگونے سے اس میں سے ۴۔ فیصدی کی مقدار میں ایک جراثیم کش عنصر خارج ہوتا ہے۔ اس کی دو قسمیں دیکھی گئیں ایک وہ جو کلوروفارم میں حل پذیر تھا اور دوسرا غیر حل پذیر ہے۔ ان کو ALLISATIN-1 __ ALLISATIN کے نام دیئے گئے۔ پہلا پیپ پیدا کرنے والے STAPHYLOCOCCUS کی اقسام کے خلاف مؤثر پایا گیا۔ جبکہ دوسرا صرف STREPTOCOCCUS کے خلاف مفید رہا۔

ان دو کے علاوہ ایک دانہ دار مرکب بھی برآمد ہوا جو الکحل میں حل پذیر نہ پایا گیا۔

کاوالیٹو نے ان جراثیم کش عناصر کا تقابلی مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ ان کی استعداد پنسلین کی صلاحیت کے سوواں حصہ یا ایک فیصدی سے کم ہے۔ انہوں نے مشاہدہ کیا کہ کلوروفارم میں حل ہو جانے والا حصہ مینڈک کے دل کے بے مقوی ہے۔ جبکہ بلی کے بلڈ پریشر میں اضافہ کرتا ہے اور خرگوش کی انتڑیوں میں فالج پیدا کرتا ہے۔ کلوروفارم میں حل نہ ہونے والے حصہ میں نہ تو جراثیم کش اثرات تھے اور نہ ہی اس نے مینڈک کے دل پر کوئی اثر ڈالا نہ بلی کے دل کو متاثر کیا اور نہ ہی خرگوش کی آنتیں مفلوج ہوئیں۔ ان مشاہدات سے یہ ثابت ہوا کہ دل پر اس کے مفید

اثرات والی بات محض خوش فہمی ہے حقیقت نہیں۔

پاکستان کونسل برائے سائنسی تحقیقات لاہور کے ڈائریکٹر ڈاکٹر فرخ حسین شاہ نے اس تالیف کے لیے خصوصی طور پر لہسن کے ترکیبی اجزا تلاش کر کے رپورٹ مرتب کی ہے۔ ان کی تحقیقات کے مطابق ایک سو گرام لہسن کے کیمیاوی اجزا کا تناسب یوں ہے۔

	پانی	لحمیات	نشاستہ	کیلسیم	فاسفورس	فولاد
لہسن کی پتی -	۶۳٫۱	۵٫۱	۳٫۲	۲۳	۱۴۶	۱٫۷
لہسن کے پتے (ساق)	۹۱٫۱	۱٫۹	۵٫۳	۱۲۰	۵۳	۱٫۱

سوڈیم	پوٹاسیم	میگنیشیم	حیاتین ب۱، ب۲	وٹامین سی
۲۷	۴۹۴	۳۳	۰٫۰۵٫۳۲	۷٫۰
۱۴	۵۸۷	x	۰٫۰۴ ۰٫۰۹	۴۲٫۰

اطبارِ جدید کے مشاہدات

اس کے زیادہ تر اثرات اس تیل کی وجہ سے ہوتے ہیں جو اس میں پایا جاتا ہے۔ اس کی خوراک نصف سے دو قطرے ہے۔ یہ تیل زبردست جراثیم کش ہے۔ کاربالک ایسڈ سے دوگنی صلاحیت کا مالک ہے۔ اس کو کھانے سے منہ سے ناگوار بو آتی ہے جس کو کم کرنے کے لیے جرمنی کی فرم ڈاکٹر میڈاس نے نام کے کیپسول بنائے ہیں۔ چونکہ ان میں ذائقہ اور بو نہیں اس لیے آسانی سے کھائے جا سکتے ہیں۔ سوئٹزرلینڈ کی فرم سینڈوز نے لہسن کے جوہر کے ساتھ پسا ہوا کوئلہ ملا کر تبخیر معدہ کے لیے — ALLISATIN نامی گولیاں بنائی ہیں

جبکہ ہمارے ملک میں   فروخت ہوتی ہے۔

پاکستان کونسل برائے سائنسی تحقیق کے ڈاکٹر فرخ حسین شاہ نے لہسن کا جوہر دانے دار صورت میں تیار کیا جس میں بدبو کم ہے۔ اسے مصالحہ بنانے والی پاکستانی کمپنیاں اب "لہسن پوڈر" کے نام سے بازار میں فروخت کر رہی ہیں۔

اندرونی طور پر اس کا سفوف، جوہر، یا تیل بدہضمی۔ باؤگولہ، جھوک کی کمی میں مفید ہیں آنتوں کے جراثیم اور کیڑے مار دیتے ہیں۔ انہی تکالیف کے لیے لہسن کا مرہم بنا کر پیٹ کی جلد پر مالش کی جاتی ہے۔

یہ دمہ اور پرانی کھانسی میں مفید ہے۔ ۱۹۱۶ء میں ماہرین نے اسے تپ محرقہ سے بچانے والا قرار دیا۔ پھر اسے تپ محرقہ کے علاج میں یوں تجویز کیا گیا کہ لہسن کے عرق کا ایک چھوٹا چمچہ گائے کے گوشت کی یخنی کی ایک پیالی میں ڈال کر اس میں کوئی شربت ملا کر میٹھا کر لیا جائے۔ یہ پیالہ ہر چھ گھنٹے کے بعد دیا جائے بارہ سال سے کم عمر بچوں کے لیے نصف چمچ کافی ہے۔

خناق میں لہسن کی پوتھیاں بار بار چبانا مفید ہے۔ چونکہ اس بیماری میں حس ذائقہ نہیں ہوتی اس لیے مریض آسانی سے قبول کر لیتا ہے۔ ۱۸۱۸ء میں کراس بین نے دعویٰ کیا کہ لہسن نمونیہ کے لیے مفید ہے۔ اس نے مطبوعہ مقالہ میں بیان کیا ہے کہ اس کے ہر مریض کو پانچ روز کے اندر فائدہ ہُوا۔ اس نے لہسن کی ٹنکچر استعمال کی اور سانس کی دوسری بیماریوں میں بھی افادیت کا اظہار کیا ہے۔

دق اور سل کے علاج میں لہسن کو شہرت رہی ہے۔ اس کا عرق تکلیف دہ کھانسی کو ختم کر دیتا ہے۔ بھوک بڑھ جاتی ہے۔ اور بعض مریضوں میں رات کو پسینے آنے بھی بند ہو جاتے ہیں۔ ان باتوں سے مریض کا وزن بڑھتا اور بھوک میں اضافہ

ہوتا ہے ۔اس کے بیے نصف سے پورا چمچہ دن میں تین سے چار مرتبہ دیا گیا۔
ہمبرگ (جرمنی) کی ایک دوا ساز کمپنی نے لہسن میں کیمیاوی عناصر شامل کیے بغیر لہسن کے تیل کے کیپسول تیار کیے ہیں ۔ان کا دعویٰ ہے کہ یہ خون کو پتلا کرتے ہیں ۔ ہاضمہ کو درست کرتے ہیں ۔خون کی نالیوں کی وسعت کو بڑھاتے ۔ دمہ ، کھانسی ۔گنٹھیا میں مفید ہیں ۔
لہسن کے عرق میں نمک ملا کر اعصابی امراض ۔مثلاً سر درد ۔ہسٹریا میں مفید بتایا گیا ہے ۔اس کا تیل باری کے بخار (ملیریا) میں مفید پایا گیا ہے ۔اس کو پانی اور کھانڈ میں پکا کر شربت بنا کر گنٹھیا اور جوڑوں کے دردوں میں دیا جاتا ہے ۔ اسے پینے سے سردی لگنی بند ہو جاتی ہے ۔

خارجی استعمال :

داد کے زخموں پر لہسن کوٹ کر ملنے سے وہ ٹھیک ہو جاتے ہیں ۔اسی ملغوبہ کو ہسٹریا کے مریض کو سنگھایا جائے تو بیہوشی ٹھیک ہو جاتی ہے ۔ناریل یا سرسوں کے تیل میں ادرک کو جلائیں ۔ پھر یہ تیل ایسے زخموں پر لگایا جائے جن میں کیڑے پڑے ہوں یا بدبو آتی ہو ۔ یہ تیل کھجلی میں بھی مفید ہے ۔ پٹھوں کی اکڑن چوٹ اور درد میں اسی تیل میں نمک ملا کر لگانا مفید ہے ۔اس کی جگہ ندکارنی اور چیر پھاڑ SUCCUS ALLII تجویز کرتے ہیں جس کی ترکیب یہ ہے کہ لہسن کا پانی نکال کر اسے چار گنا آب مقطر میں حل کر لیا جائے ۔ یہ لوشن زخموں سے بہنے والی پیپ کو بھی بند کرتا ہے اور انہیں بھرنے میں مددگار ہوتا ہے ۔ تلی کے تیل یا سرسوں کے تیل میں لہسن کے دو ایک جوئے جلا کر تیل کان میں ڈالنا کان کے درد میں مفید ہے اس کا جوہر اگر کان کے آس پاس روزانہ ملا جائے تو بہرا پن کو دور کرتا ہے ۔لہسن کا

خالص عرق حلق کا کوا بڑھ جانے پر لگانے سے اس کی سوزش کم ہو جاتی ہے۔

ویدک طب کی جدید تحقیقات میں ۱۲ تولہ لہسن پھر۔ ہینگ۔ زیرہ سیاہ نمک لاہوری۔ نمک سانبھر۔ سونٹھ۔ مرچ سرخ۔ مرچ سیاہ میں سے ہر ایک ڈیڑھ ماشہ لے کر ان سب کو پیس لیا جائے۔ اس سفوف کے بیس گرین روزانہ صبح کھانے سے لقوہ۔ فالج۔ عرق النسا۔ ادھرنگ کو فائدہ ہوتا ہے۔ اسی قسم کا ایک اور نسخہ "سر پر سونا" کے نام سے مروج ہوا ہے جس میں ۳۲ تولہ ادرک کو چار سیر پانی اور چار سیر دودھ میں اتنی دیر پکایا جائے کہ وہ نصف رہ جائے۔ پھر اسے چھان کر رکھ لیں۔ اس کا ایک چمچ روزانہ صبح دل کی کمزوری۔ پیٹ میں نفخ۔ وجع المفاصل اور ہسٹریا میں مفید ہے۔

حیوانات میں لہسن کا استعمال

برطانوی ڈاکٹر ملٹن ڈیوہرسٹ نے لہسن کو جانوروں اور خاص طور پر کتوں کے اجسام سے کیڑے لگانے میں مفید بتایا۔ اس کے نسخہ کے مطابق لہسن کے تازہ عرق کے ایک اونس میں تیس اونس پانی ملا کر دینا ایک چھوٹے اور عام جسامت کے کتے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ اس مرکب کو اگر کسی خوردنی تیل میں ملا کر دیا جائے تو زیادہ مفید ہوتا ہے۔ ڈاکٹر ملٹن کا مشاہدہ ہے کہ لہسن کا عرق ہر مرتبہ تازہ نکالا جائے۔ پرانا عرق بیکار ہوتا ہے۔

لہسن کے بارے میں خصوصی احتیاط

بھارتی ماہرین کا بیان ہے کہ لہسن کے مرکبات ایسے اداروں کے بنے ہوئے خریدے جائیں جن کی شہرت اچھی ہو۔ کیونکہ الیسی کے الیسنس کی خوشبو لہسن

کی طرح کی ہوتی ہے ۔ اس کی قیمت لہسن کے تیل سے بیس گنا کم ہے ۔ اس کی ملاوٹ عام ہوتی ہے اور یہ اسینس خطرناک ہے کیونکہ اس میں سایا نائیڈ زہر ہوتے ہیں ۔

لہسن کی حقیقت

احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لہسن ناپسند تھا۔ اُمت کے لیے انہوں نے شرط لگائی کہ کچا نہ کھایا جائے ۔ عام لوگ ہنڈیا میں پکا ہوا لہسن کھا سکتے ہیں ۔ حضرت ام ایوبؓ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے لہسن میں پکا ہُوا سالن کھانا بھی پسند نہ فرمایا ۔ اس عمل مبارک کے بعد لہسن کے استعمال کی کوئی گنجائش نہیں رہتی ۔ جس چیز کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہ فرمایا کسی فائدہ کا باعث نہ ہوگی ۔

لہسن کوئی نئی چیز نہیں لوگ اسے چھ ہزار سال سے جانتے ہیں ۔ اتنی لمبی واقفیت کسی یقینی فائدے کا باعث نہیں ہو سکی ۔ آجکل مشہور ہے کہ لہسن کھانے سے خون میں کولسٹرول کم ہو جاتی ہے ۔ یہ بلڈ پریشر کو کم کرتا ہے ۔ برصغیر ہند کے اکثر و بیشتر گھرانوں میں لہسن بڑی باقاعدگی سے سالن میں ڈالا جاتا ہے ۔ وہ لوگ جو سالوں سے لہسن کھا رہے ہیں ان میں سے ہزاروں ایسے ہیں جن کو بلڈ پریشر ہُوا۔ خون میں کولسٹرول بڑھی اور دل کے دورے پڑے ۔ اگر لہسن اس باب میں مفید ہوتا تو یہ لوگ بیمار نہ ہوتے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی الصبح شہد پینے والے کو کوئی بڑی بیماری نہیں ہوتی ۔ اس بات پر اطباء نے اسے "حافظ الامین" کا لقب دیا کیونکہ وہ بیماریوں سے بچاتا ہے ۔ ایسی کوئی صفت کسی بھی ذریعہ سے لہسن کے بارے میں معلوم نہیں ہوئی ۔ ۱۹۱۶ء اور ۱۹۱۸ء میں ماہرین نے اسے تپ محرقہ اور

خناق میں استعمال کیا اور بڑے اچھے نتائج بیان کیے مگر ستر سال گزر جانے کے
باوجود پھر کسی نے ان مشاہدات کو قابل عمل نہ قرار دیا۔

۱۹۴۵ء میں لوگوں نے لہسن سے ALLISATIN نکال کر اسے
قرار دیا۔ مگر ۳۲ سال میں یہ دوائی بازار میں بکنے نہ آ سکی۔

بھارتی ماہرین کا خیال ہے کہ بلڈ پریشر کے لیے لہسن کو پکا کر کھایا جائے۔
جرمن کہتے ہیں کہ کھائیں تو کچا مگر زیادہ چبایا جائے۔ جو یا روٹی کے لقمہ میں رکھ کر نگل
لیا جائے۔ اب کراچی یونیورسٹی کی علم الادویہ کی پروفیسر زبیدہ قریشی نے اثرات
کا مشاہدہ کر کے بتایا ہے کہ اس کے کاغذ کی مانند باریک قتلے بنا کر انہیں چبائے
بغیر نگل لیا جائے۔ علم الغذا کے ایک ماہر سے پوچھا گیا کہ کیا ان کے خیال میں لہسن
مفید ہے۔ فرمانے لگے میں دل کا مریض بھی ہوں۔ ایک دفعہ نہار منہ لہسن کھاتے
کی بیوقوفی کی تو کئی دن اس کی جلن نہ گئی۔

احادیث میں مذکور ہے کہ لہسن میں فوائد بھی ہیں۔ چونکہ اسے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے ناپسند فرمایا اس لیے یہ کبھی بھی تریاق نہ ہو گا۔ شراب میں فوائد بھی ہیں۔ اور
بیسویں صدی تک یہ متعدد بیماریوں میں بطور دوا مستعمل رہی ہے۔ مگر آہستہ آہستہ
اس کا استعمال متروک ہو گیا۔ کئی بیماریوں میں زخموں کو آگ سے داغا جاتا تھا۔
چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ناپسند فرمایا تھا آہستہ آہستہ لوگ بھی اس کی
افادیت کے منکر ہو گئے کچھ عرصہ پہلے آگ سے گرم کئے ایسے چاقو ایجاد ہوئے
تھے جن سے اپریشن کرنا بڑا آسان تھا مگر انہیں مقبولیت میسر نہ آ سکی۔

ہومیوپیتھک طریقہ علاج

لہسن کا براہِ راست اثر انتڑیوں کی جھلیوں پر ہوتا ہے۔ جس سے ان

خیزش پیدا ہوتی ہے اور ان کی حرکات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ خون کی نالیوں میں وسعت پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے بلڈ پریشر میں کمی ہو جاتی ہے۔ یہ عمل مدر ٹنکچر دینے کے تیس سے پنتالیس منٹ بعد شروع ہو جاتا ہے۔

لہسن کی ہومیو پیتھک شکل ان لوگوں میں زیادہ مفید ہے۔ جن کو چکنائیاں کھانے سے بدہضمی پیدا ہوتی ہو۔ جگر اونچا ہو۔ بسیار خوری کا شوق ہو اور کولہے کے جوڑ اور رانوں کے اندر کی طرف درد ہوتا ہو۔

تپ دق کی اس صورت میں جب بلغم زیادہ ہو۔ تھوک میں خون آتا ہو بخار ہوتا ہو اور جسم میں کمزوری ہو لہسن کے قطرے دینا مفید ہوتا ہے۔

منہ میں تھوک زیادہ آئے۔ گلے میں یوں محسوس ہو جیسے کہ بال پھنس گیا ہے زبان کھردری اور زرد ہو طبیعت بار بار کھانے کو چاہے تو لہسن دینا چاہیئے۔

دل کی اس کیفیت میں جب بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ اور سانس میں سیٹیاں بجنے کی آواز محسوس ہو۔ چھاتی میں درد۔ صبح اٹھ کر شدید کھانسی اور بلغم نکالنے میں مشکل پیش آئے تو یہ علامات لہسن کے استعمال کی ہیں۔

عورتوں میں رانوں کے درمیان جلن اور خارش محسوس ہو جو کہ ایام کے بعد بڑھ جائے اور چھاتیوں میں ورم۔ بوجھ اور درد ہو تو لہسن دینے سے فائدہ ہوتا ہے۔

مرمکی — مر

MYRRH
BALSAMODENDRON MYRRHA

یہ ایک قدیم اور مشہور پودا ہے جس کا ذکر اکثر مذہبی کتابوں میں بار بار آیا ہے۔ زمانۂ قدیم میں اسے سونے کی طرح قیمتی اور برکت والا جانتے تھے۔ جب لوگوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا معلوم ہوا تو انجیلِ مقدس کے مطابق بچے کو جو تحائف پیش کیے گئے وہ مر۔ لوبان اور سونا تھے۔ اس درخت کی وجہ شہرت گوند ہے جو اس کے تنے میں سے شگاف دے کر نکالا جاتا ہے۔ یہ گوند مُر ہے۔ جبکہ بھارتی زبانوں میں یہ بول۔ بولم۔ بولا۔ ہیرابول۔ پولم وغیرہ کے ناموں سے مشہور ہے۔ سنسکرت میں یہ "گرس گندھا" ہے۔ اس کا درخت جنوبی عرب۔ شمال مشرقی افریقہ۔ ایتھوپیا۔ ایران اور تھائی لینڈ میں پایا جاتا ہے۔ بھارتی بازاروں میں اس کی دو درآمدہ قسمیں کرم اور موتیا زیادہ مشہور ہیں۔ ورنہ بازار میں ملنے والی مُر عام طور پر خالص نہیں ہوتی۔ قیمت زیادہ ہونے کی وجہ سے اس میں ملاوٹ عام ہے بہترین قسم وہ قرار دی جاتی ہے جو عرب یا مکہ سے آتی ہے اور اسی مناسبت سے سنا مکی کی طرح اس کا نام بھی مرمکی مشہور ہو گیا۔

اپنے فوائد کی اہمیت کے اعتبار سے یہ برٹش فارماکوپیا کی تسلیم کردہ معالجات کی فہرست میں شامل ہے۔ وہاں پر اس کا مسلمہ نباتاتی نام COMMIPHORA MYRRH

قرار دیا گیا ہے۔ بعض ماہرین اسے مُر کی بجائے MOL MOL کہنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ جبکہ بھارتی ماہرین اسے BALSAMODENDRON MYRRHA کہتے ہیں۔

کتب مقدسہ

اس کی اہمیت کا اندازہ اس آیت سے ہو سکتا ہے ...... کچھ اس شخص کے لیے نذرانہ لیتے جاؤ۔ جیسے تھوڑا سا روغن بلسان۔ تھوڑا سا شہد۔ کچھ گرم مصالح اور مُر اور پستہ بادام۔

(پیدائش ۱۲ : ۱۱ - ۴۳)

خداوند کی عبادت کے لیے ارشاد ہوا۔

(اور خداوند نے موسیٰ سے کہا تو خوشبودار مصالحہ۔ مر اور مصطگی اور نمک اور خوشبودار مصالح کے ساتھ خالص لوبان وزن میں برابر برابر لینا۔ اور گندھی کی حکمت کے مطابق خوشبودار روغن کی طرح صاف اور پاک بخور بنایا۔

(خروج ۔ ۳۵ : ۳۴ - ۳۰)

اس کی خوشبو کو اہمیت دیتے ہوئے فرمایا۔

(تیرے لباس سے مر اور عُود اور تج کی خوشبو آتی ہے۔)

(زبور ۔ ۸ - ۴۵)

اس کی خوشبو کی پسندیدگی کا اظہار غزل الغزلات اور دوسرے ابواب میں کرنے کے بعد حضرت مسیح کی مفروضہ تدفین کے تذکرے میں آیا۔

..... پچاس سیر کے قریب مُر اور عود ملا ہوا لایا۔ پس انہوں نے یسوع کی لاش لے کر اسے سوتی کپڑے میں خوشبودار چیزوں کے ساتھ کفنایا۔

(یوحنا ۔ ۶۰ ۔ ۱۹)

حضرت مسیح علیہ السلام کی تدفین ایک اختلافی مسئلہ ہے۔ کیونکہ قرآن مجید ان کے مصلوب کیے جانے یا قتل کیے جانے سے پوری طرح انکار کرتا ہے۔ البتہ اس آیت کی ایک تفسیر کے مطابق یہودیوں نے جس شخص کو صلیب دیا تھا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ہرگز نہ تھے البتہ ان کا ہم شکل کوئی شخص تھا۔ اسی ضمن میں حالیہ تحقیقات کے مطابق کچھ عیسائی مورخ بھی صلیب کے واقعہ کی تفصیل اور حقیقت پر مشتبہ ہیں۔ انجیل مقدس کے مطابق ان کا صلیب پر قیام چار گھنٹے سے زائد نہ تھا اور کسی شخص کی موت اتنے قلیل عرصہ میں واقع ہونا طبی طور پر ممکن نہیں۔

ارشاداتِ نبویؐ

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بخروا بیوتکم بالشیح والمر والصعتر (بیہقی شعب الایمان)

(اپنے گھروں میں الشیح۔ مُر اور صعتر کی دھونی دیا کرو)

یہی روایت انہی مرتب نے ابان بن صالح بن انسؓ سے بھی نقل کی ہے۔

اس حدیث میں مذکور الشیح کو WATER CRESS کہتے ہیں اطباء نے اسے درمنہ ترکی یا پودینہ کی اقسام میں سے قرار دیا ہے۔ جبکہ یہ حرف یا حب الرشاد ہے۔ عرب میں حب الرشاد کے پتوں کا قہوہ بنا کر پیٹ درد کے لیے عام استعمال ہوتا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

مصر قدیم کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ... اق م میں مر کا پودا افریقہ سے مصر لایا گیا اور اس دور کے معالج اسے زخموں کے علاج میں استعمال کرتے تھے۔

مُرکو معبدوں میں بخور کے طور پر جلایا جاتا تھا۔ فراعین مصر اسے اپنے خزانوں میں بیش قیمت خوشبو کے طور رکھتے تھے امرا کی شراب میں خوشبو کے لیے ڈالی جاتی تھی اور سر پر لگانے والے تیل کو خوشبو دار بنانے کے لیے اسے ملایا جاتا تھا یونانی دیومالا میں یہ پودہ اس نیک بخت بچی مرہا کی یادگار ہے۔ جس کے بارے میں ان کے یہاں ایک بیہودہ داستان بیان کی جاتی ہے۔ جبکہ اپنے لفظی معانی کے اعتبار سے اس کے معنی خوشبو کے ہیں۔ حکیم دیسقوریدوس نے اسے سمرنا کے نام سے اپنے نسخوں میں استعمال کیا ہے۔

عفونت کے مادہ کو خشک کرتی ہے۔ سردی اور بلغمی اورام کو تحلیل کرتی ہے پرانے دستوں کو بند کرتی ہے۔ پرانی کھانسی اور دمہ میں مفید ہے۔ سینے اور پسلی کے درد کو دور کرتی ہے۔ مقوی معدہ اور کاسر الریاح ہے۔ خون کے سفید دانوں کو بڑھاتی ہے۔ آنتوں کے کیڑے مارنے کے لیے اسے کسٹر آئیل میں ملا کر دیتے ہیں۔ مُرکو الائچی۔ طباشیر اور شہد کے ساتھ ملا کر چٹانے سے کمزوری جاتی رہتی ہے۔

مقامی طور پر مُر کا استعمال کھجلی۔ داد۔ بغلوں کی بدبو۔ رانوں کے درمیان کی خارش کے لیے مفید ہے۔ اس سلسلہ میں اسے عام طور پر سرکہ میں ملا کر لیپ کیا جاتا ہے۔ اسے سرکہ میں حل کر کے غرارے کرنے سے مُنہ کی بدبو جاتی رہتی ہے اور دانتوں پر ملنے سے مسوڑھوں کی سوزش ٹھیک ہو جاتی ہے۔ بعض اطباء نے بغلوں کی بدبو مٹانے کے لیے اس میں پھٹکڑی ملا کر الکحل یا شراب میں حل کر کے استعمال کیا ہے۔ بیرونی استعمال کے لیے الکحل یا شراب کی بجائے سپرٹ بھی ویسی ہی مفید ہے۔ یہی نسخہ گنج پر لگانے سے بال پیدا کرنے کا باعث ہوتا ہے۔ اس کے پتوں کا پانی نکال کر اگر ناک میں ٹپکایا جائے تو نکسیر بند ہو جاتی ہے۔

درختوں سے حاصل ہونے والا یہ گوند پہلے گول گول دانوں کی شکل میں ہوتا

ہے۔ پھر یہ دانے آپس میں جڑ کر ایک بڑا ٹکڑا بنا لیتے ہیں۔ باہر سے یہ دانے بھورے سُرخ رنگ کے ہوتے ہیں اور اندر سے سفید ہوتے ہیں۔ خوشبودار ہیں اور ذائقہ تلخ۔

کیمیاوی تجزیہ

ابتدائی تجزیہ کے مطابق اس میں گوند کی مقدار ۶۰۔ ۴۰ فیصدی کے درمیان فرازی تیل ۱۰۔ ۲ فیصدی۔ بیروزہ ۵۰۔ ۲۰ فیصدی اور اس کے علاوہ ایک کڑوا عنصر شامل ہے۔ اس میں روغن بلسان کے اجزاء ۱۰ فیصدی ملتے ہیں اور اس کے علاوہ خوشبودار اجزاء میں BENZYL BENZOATE ہوتا ہے یہ وہ منفرد دوائی ہے جو متعدی قسم کی خارش پر تریاق کا اثر رکھتی ہے۔ بازار میں متعدد دواساز اداروں کی طرف اس دوائی کا دس فیصدی محلول مقامی طور پر لگانے کے لیے عام دستیاب ہے۔ جسے صرف ایک مرتبہ رات کو لگانے سے خارش کی یہ قسم SCABIES جاتی رہتی ہے۔

اس کے علاوہ مُر میں BENZYL CINNAMATE ملتا ہے۔ ۱۵۔ ۱۲ فیصدی مقدار میں CINNAMIC ACID ملتا ہے جبکہ ۰.۵ فیصدی ایک خوشبو VANILIN ملتی ہے۔ اس میں موجود بیروزہ خالص شکل میں نہیں ہوتا بلکہ دارچینی کے اجزاء کے ساتھ اس طرح مرکب ہے کہ پانی میں حل ہو جائے۔ بیروزہ ہی کی ایک الکحل TOLURECINOTANNOL پائی جاتی ہے۔ یہ چاروں اجزاء روغن بلسان اور گوگل میں بھی ملتے ہیں۔ اس لیے اپنے جملہ اثرات کے اعتبار سے مُر ان سے قریب ترین واقع ہوئی۔ بلکہ ایک لحاظ سے یہ بلسان لوبان اور گوگل سے زیادہ مؤثر ہے۔ کیونکہ اس میں لوبان کے تمام اجزاء کے ساتھ ساتھ دارچینی سے مرکب عناصر بھی ملتے ہیں۔ جن کا دافع تعفن اثر دوسری چیزوں سے بہتر ہے۔

اس میں گوگل کی طرح DIMYRCENE ـــ MYRCENE

۱۱٪ ۶۴٪

POLYMYRCENE معمولی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

ندکارنی کے مشاہدہ کے مطابق اس میں دو قسم کے فرازی تیل VOLATILE OILS پائے جاتے ہیں۔ جو حجم کے لحاظ سے مُر کی کل مقدار کا ۱۰٪ ہوتے ہیں۔ بیروزہ چوتھائی سے نصف کے برابر۔ گوند کے علاوہ ایک GLUCO SIDE بھی پایا جاتا ہے۔ فرازی روغن میں دارچینی اور کاربالک ایسڈ کی قسم کے مرکبات ہوتے ہیں۔ جبکہ غیر نامیاتی مرکبات میں کلیسم کے فاسفیٹ اور کاربونیٹ۔ ایلومیم۔ سلیکا۔ فولاد بھی موجود ہوتے ہیں۔

جدید مشاہدات

مر اپنی کیمیاوی ساخت اور اجزاء کی بنا پر دافع تعفن۔ مخرج بلغم مدر البول و حیض ہے۔ ان افعال کی بنا پر اسے ان تمام زخموں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جہاں سوزش اور بدبو پائی جاتی ہو۔ منہ اور زبان کے زخموں کے لیے غرارے مفید ہیں۔

اندرونی استعمال میں مزمن سعال۔ دمہ۔ مثانہ کی سوزش اور فولاد کے مرکبات کے ساتھ حیض کی کمی اور رکاوٹ میں دیتے ہیں۔ خناق میں اس کے جوشاندہ کے غرارے اور ۲ گرام کی خوراک شہد کے ساتھ مفید ہے۔

طب جدید میں اس کا ٹنکچر TR. MYRRH کے نام سے غراروں اور اندرونی سوزش اور خاص طور پر مسوڑھوں کی سوزش کے لیے مستعمل ہے۔

اطباء جدید نے بھی اس کے دافع تعفن اثر۔ مخرج۔ بلغم صلاحیت کا اعتراف کیا ہے۔ چونکہ یہ مقامی طور پر قابض ہے اس لیے مسوڑھوں پر لگانے والی ادویہ

میں مُر ایک اہم جزو ہوتی ہے۔
درخت سے علیحدہ کرنے کے تھوڑی دیر بعد یہ گوند سخت ہو جاتی ہے۔ مہنگی اور درآمدی چیز ہونے کی وجہ سے بازار میں خالص مُر آسانی سے میسّر نہیں ہوتی۔ اس لیے اس میں گوگل کی ملاوٹ عام ہے۔ جہاں تک اس کے طبی فوائد کا تعلق ہے گوگل سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ وہ بھی اپنے افعال میں اس کے قریب ترین ہے۔

منہ پکنے یا مسوڑھوں اور ہونٹوں پر زخموں کے علاج میں عرق گلاب کے ساتھ اس کا جوشاندہ یا بھارتی ماہرین کے بقول مُر کے ساتھ گلاب کی پتیاں ڈال کر اسے دس منٹ پکا لینا کافی ہوتا ہے اور یہ منہ میں ہر قسم کے زخموں حتیٰ کہ آتشک کے زخموں میں بھی مفید ہے۔

اسے مرکب صورت میں پرانی کھانسی۔ دمہ۔ اور ان امراض میں جب بلغم آسانی سے نہ نکلتی ہو استعمال کیا جاتا ہے۔

اگرچہ اس کے اندرونی فوائد کافی ہیں۔ مگر ذیلی اثرات کی بنا پر اس کا صحیح مصرف خارجی استعمال تک محدود رہنا چاہیئے۔ اسے سرکہ اور کبھی زیتون کے تیل میں ملا کر پرانی خارش کے لیے نہایت اچھے اثرات کے ساتھ استعمال کیا گیا۔ SCABIES کے لیے یہ بہترین مرہم ہے۔

مُر بطور جراثیم کش دھونی :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مُر کو بنیادی طور پر گھروں میں دھونی دینے کے لیے حب الرشاد اور صعتر کے ساتھ مرکب میں تجویز فرمایا ہے۔ یہ تینوں اور نہایت عمدہ قسم کی جراثیم اور کرم کش ہیں۔ اس لیے جس گھر میں ان کی دھونی دی جائے گی۔

وہاں پر موجود بیماریوں کے تمام جراثیم ہلاک ہوجائیں گے۔ تمام حشرات مرجائیں گے۔ جراثیم کو ہلاک کرنے کے ساتھ محفوظ دوائی ہونے کی وجہ سے اہل خانہ کو اس سے کوئی خطرہ نہیں۔ کیونکہ دھوتی اور سپرے والی تمام ادویہ زہریلی ہوتی ہیں۔

مشہور مرکبات : حب مدر۔ سفوف اربعہ TR: MYRRH

ہومیو پیتھک طریقہ علاج

یہ مُر کے مرکب کو آلات تنفس کی سوزش میں پسند کیا جاتا ہے۔ وہ مریض جن کی بلغم زیادہ اور گاڑھی ہو اس سے فائدہ پاتے ہیں۔ ناک کے اخراج میں لیس اور گاڑھا پن کے ساتھ بدبو میں مفید ہے۔ ایگزیما ٹھیک ہوتا ہے۔ سعال مزمن اور سل کے ان مریضوں کو جن کو رات میں پسینے آتے ہوں زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ پیشاب کم آئے اور اس کے نیچے تہ جم جائے تو یہ مفید ہے۔ مقامی طور پر گندے زخموں اور خارش میں لگانی مفید ہے۔

مرزنجوش — مرزنجوش ۔ مروا

ORIGANUM MAJORANA

فارسی میں اسے مرزنگوش کہتے ہیں۔ اصل نام مرزہ گوش بیان کیا جاتا ہے۔ علم الادویہ کی کتابوں میں اسے "دونا مروا" لکھا گیا ہے۔ جبکہ دوا دویہ کے نام کا مغالطہ ہے۔ ہندی طبیب اسے "مروا" بیان کرتے ہیں۔ مرزہ فارسی میں چوہے کو کہتے ہیں جبکہ گوش کا مطلب کان ہے۔ اس کے پتے چونکہ چوہے کے کان سے مشابہت رکھتے ہیں اس لیے لوگوں نے اسے چوہے کنی یا مرزنگوش قرار دیا ہے۔ حالانکہ ان کی مشابہت چوہے کے کان سے نہیں ہوتی بلکہ یہ سداب سے مشابہہ ہے اور باغوں میں بطور خوشبودار روئیدگی کے کاشت کیا جاتا ہے۔ اس کا درخت اونچائی میں دو سے تین میٹر تک ہوتا ہے۔ ہندی میں اسے سخرا کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ نباتاتیات کے مطابق دوسری چیز ہے۔

اس کا ایک قریبی درخت ORIGANUM VULGARE جو سخرا کہلاتا ہے۔ جسے انہی کاموں میں استعمال کرتے ہیں۔ بعض لوگ اسے مرزنجوش کی جنگلی قسم قرار دیتے ہیں۔

یہ درخت مغربی ایشیا۔ بھارت اور ہمالیہ کی ترائی میں واقع گرم علاقوں میں کاشت کیا جاتا ہے۔ پنجاب میں گھروں کی زیبائش کے لیے لگایا جاتا ہے۔

احادیث نبویؐ

حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیکم بالمرزنجوش فانہ جید للخشام

یہ حدیث محمد بن احمد ذہبیؒ نے حوالہ کے بغیر اپنی الطب النبویؐ میں بیان کی ہے۔ جبکہ امام ابن القیمؒ نے بھی اپنی الطب النبویؐ میں حوالہ اور سند کے بغیر اسی روایت کو انہی الفاظ میں بیان کیا ہے۔

(تمہارے لیے مرزنجوش موجود ہے۔ یہ زکام کے لیے بڑی مؤثر دوائی ہے)

محدثین کے مشاہدات

دماغ کی رکاوٹیں گھول دیتا ہے۔ زکام کو تحلیل کرتا ہوا بند ناک کو کھولنے کے بعد اسے ٹھیک کر دیتا ہے۔ ابن القیم فرماتے ہیں کہ اس کی خوشبو زکام کی بندش کو کھول دیتی ہے۔ اسی خوشبو سے جما ہوا نزلہ پتلا ہو کر بہہ جاتا ہے۔ پھیپھڑوں سے جمی ہوئی بلغم کا اخراج ہونے لگتا ہے۔ اس کا لیپ پرانی دردوں اور خاص طور پر جوڑوں کے درد اور سوجن میں مفید ہے۔ اس کے پتے کوٹ کر آنکھ کے نیچے لگی ہوئی چوٹ پر لگائے جائیں اگر کسی اور جگہ بھی چوٹ لگنے سے نیل پڑ گیا ہو تو اس مقام پر بھی پتوں کے لیپ سے رنگ اتر جاتا ہے۔ مرزنجوش کے پتوں کو سرکہ میں گھوٹ کر بچھو کے کاٹے پر لگایا جائے تو فوراً شفا ہو جاتی ہے۔ اس کا تیل لگانے سے کمر اور گھٹنوں کی درد کو فائدہ ہوتا ہے۔ ان کا ورم اتر جاتا ہے۔ اگر کوئی اسے باقاعدہ سونگھتا رہے یا تھوڑی دیر اس کے درخت کے نیچے بیٹھا کرے تو اس کی آنکھوں میں موتیا نہیں اُترتا۔

اس کے پتوں کو بادام روغن کے ساتھ گھوٹ کر پلانے سے دماغ میں اگر انجماد خون سے کہیں رکاوٹ آ گئی ہو تو دور ہو جاتی ہے۔ یہی مرکب پرانے درد سر اور شقیقہ میں مفید ہے۔

اطبائے قدیم کے مشاہدات

یہ سدّوں کو کھولتا ہے۔ رطوبتوں کو جذب کرتا ہے۔ اس کے سونگھنے سے زکام ختم ہوجاتا ہے۔ اس کا جوشاندہ کھانسی زکام کو دور کرتا ہے۔ مالیخولیا میں فائدہ کرتا ہے۔ اس کے پینے سے گردے اور مثانے کی پتھری ٹوٹ جاتی ہے۔ اسے دودھ میں ملا کر پینے سے سردرد دور ہوجاتا ہے۔ لقوہ اور مرگی میں فائدہ ہوتا ہے یہی جوشاندہ شراب کا نشہ اتار دیتا ہے۔ سینہ کے عضلاتی اور اعصابی دردوں میں فائدہ دیتا ہے۔ اس کے پتوں کا رس آنکھوں میں ٹپکانے سے ابتدائی موتیا بند ٹھیک ہو جاتا ہے۔ نظر کی کمزوری دور ہوتی ہے۔

اس کے پتوں کے سفوف میں نمک ملا کر چاٹنے سے منہ سے زیادہ ٹپکنے والی رال ٹھیک ہوجاتی ہے۔ اس کا جوشاندہ دمہ کی شدت کو کم کرتا ہے اور جسم کے اندر گرمی پیدا کرتا ہے۔ بلغمی تپ میں نافع ہے۔

گیلانی کہتا ہے کہ مرزنجوش کا لیپ آنکھوں کی سوزشوں اور ورم میں مفید ہے۔

مرزنجوش کے تازہ پتوں کو گھوٹ کر ان کا رس نکال کر اس میں ہم وزن روغن زیتون ملا کر اسے ہلکی آنچ پر اتنا پکائیں کہ پانی سوکھ جائے یہ مرزنجوش کا تیل ہے۔ جسے درد ورم اور نیل والی جگہوں پر لگایا جاسکتا ہے۔

کیمیاوی تجزیہ

اس میں بناتاتی جوہروں کے علاوہ ایک فرازی تیل OLEUM MARJORANAE کے علاوہ تارپین اور ایک کڑوا جوہر ہوتا ہے۔ فرازی تیل پانی کی بجائے الکحل اور ایتھر میں حل پذیر ہے۔ اس میں مقامی طور پر دورانِ خون

کو بڑھانے۔ جلد کو گرمی پہنچانے والی تمام صفات موجود ہیں جو فرازی تیلوں ——— VOLATILE OILS کا خاصہ ہیں۔

جدید مشاہدات

بھارتی پنجاب کے عادی نشے باز بھنگ کے ساتھ مرزنجوش ملا کر اسے حقہ میں پیتے ہیں۔ اس کے دھوئیں سے پودینہ کی طرح کی خوشبو آتی ہے۔

مرزنجوش اپنے اثرات کے لحاظ سے کاسرالریاح۔ آنتوں کے جراثیم کو مارنے والا۔ محرک۔ پسینہ لانے والا حیض کو جاری کرنے والا اور مقوی پودا ہے۔

مرزنجوش کا فرازی تیل خوشبو کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس کے دو سے تین قطرے کسی چیز میں ملا کر پینے سے ریاح نکل جاتے ہیں۔ سونگھنے سے دل ڈوبنے اور زکام میں فائدہ ہوتا ہے۔ تیل سے ماہواری کا درد جاتا رہتا ہے۔ پیٹ سے قولنج کا درد جاتا رہتا ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ قولنج آنتوں میں رکاوٹ۔ اپنڈکس گردوں کی خرابیوں اور پتہ میں پتھری سے بھی ہو سکتا ہے۔ ایسے میں مناسب تشخیص کے بغیر مرزنجوش کا تیل یا کوئی اور محرک دوائی خطرناک نتائج کا باعث ہو سکتی ہے۔

روغن مرزنجوش میں تھوڑا سا زیتون یا تلوں کا تیل ملا کر جوڑوں کے درد میں مالش کرتے ہیں۔ کان میں ٹپکانے سے کان کا درد کم ہو جاتا ہے۔ پیٹ پر گرم کر کے ہلکے ہاتھ سے ملنے سے ریاح خارج ہو جاتے ہیں۔ سر کے اطراف میں اس کی مالش سے درد شقیقہ جاتا رہتا ہے۔ اگر خالص تیل میسر نہ ہو تو پتوں کو گھوٹ کر روغن زیتون کے ساتھ ابال کر چھان کر تیل حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ایک پاؤ پتوں کو اڑھائی سیر پانی میں پکا کر اس کا جوشاندہ تیار کیا جاتا ہے۔

جسے اندرونی تکالیف کے لیے ایک سے دو بڑے چمچوں کی مقدار میں کھانے کے بعد دن میں دو سے تین مرتبہ دیا جا سکتا ہے۔

مرزنجوش کے پتوں کو پانی میں اُبال کر چھانا ہُوا جوشاندہ آنکھ میں موتیا کے لیے یقیناً مفید ہے۔ ہم نے درجنوں مریضوں کو یہ استعمال کرایا اور فائدہ ہُوا۔ لیکن موتیا اتنا پرانا نہ ہو۔ اِسی طرح آنکھ میں پھولا نکالنے میں بھی مفید ہے۔

جن مریضوں کی آنکھوں میں یہ پانی ڈالا گیا ان کی بینائی بھی بہتر ہو گئی۔

ہومیوپیتھک طریقہ علاج

اس میں مرزنجوش کو مختلف طاقتوں میں حلق سے پیدا ہونے والی خرابیوں میں بڑی کامیابی سے استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے استعمال سے چھاتیوں کا ورم جاتا رہتا ہے۔

منقّہ — زبیب

RAISINS

VITIS VINIFERA

منقہ کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ چھوٹے انگور کو سکھائیں تو کشمش بنتی ہے۔ اور بڑا انگور سوکھ کر منقہ بنتا ہے۔ انگوروں کو سکھانے کا رواج ان ممالک میں ہے جہاں انگور کی پیدائش ان کی مقامی ضروریات سے زیادہ ہوتی ہے یا ایسے علاقوں میں جہاں پر پیدا ہونے والی فصل منڈیوں تک پہنچانا ممکن نہیں ہوتا۔ جیسے کہ ایران افغانستان اور چترال کے دور افتادہ علاقے۔ ہر علاقہ میں رنگ اور ماہیت جُدا ہوتی ہے۔

یوں تو انگور دنیا کے اکثر سرد ممالک میں ہوتا ہے۔ یورپ میں فرانس جرمنی۔ سپین وغیرہ میں لاکھوں ٹن پیدا ہوتا ہے۔ مگر ان کی اکثریت بدمزا اور کھانے کے قابل نہیں ہوتی۔ اس لیے یورپ کا انگور زیادہ طور پر شراب سازی میں استعمال ہوتا ہے۔

ہندوپاک میں بلوچستان اور صوبہ سرحد کا انگور لذیذ اور پورے ایشیا میں مقبول ہے۔ انگور کا پودا درخت کی بجائے بیل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ پھل گچھوں کی شکل میں لٹکتے ہیں۔

قرآن مجید کے ارشادات

قرآن مجید میں انگور کا ذکر ۱۱ مرتبہ آیا ہے اور ہر جگہ اسے بہترین پھل۔

پرہیزگاروں کے لیے انعام کے طور پر ذکر فرمایا گیا۔

ایود احدکم ان تکون لہ جنت من نخیل واعناب تجری من تحتھا الانھر لہ فیھا من کل الثمرات۔

(البقرۃ)

(تم میں سے ہر کوئی چاہے گا کہ اس کے پاس ایسے باغات ہوں جن میں کھجور اور انگور ہوں۔ نیچے نہریں چلیں اور اس میں ہر قسم کے پھل ہوں)

ینبت لکم بہ الزرع والزیتون والنخیل والاعناب ومن کل الثمرات ان فی ذلک لاٰیات لقوم یتفکرون۔

(النحل ۔۔۱۰)

(وہ اسی پانی سے ہر قسم کے اناج ۔ زیتون ۔ کھجور ۔ انگور اور ہر قسم کے پھل اگاتا ہے ۔ جس میں غور کرنے والوں کے لیے پنہاں علامات ہیں)

ان للمتقین مفازا حدائق واعنابا وکواعب اترابا وکاسا دھاقا۔

(النبا)

(پرہیزگاروں کے لیے جنت میں بہترین دلچسپی کے لیے باغ ۔ انگور، ہم عمر لڑکیاں اور لبریز جام ہیں)

انگور اور دوسرے پھل قدرت کا تحفہ ہیں ۔ یہ ان پھلوں میں سے اس جرات بازوں کو انعام کے طور پر جنت میں دیئے جائیں گے ۔ لیکن انسان کی کجروی کا عالم بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا۔

ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منہ سکرا۔

(النحل : ۶۷)

(اور پھلوں میں سے کھجور اور انگور کو تم مسکرات بنانے میں استعمال

کرتے ہو)

کُتب مقدسہ کے ارشادات :

انگور کا ذکر توریت۔ اور انجیل میں مختلف مقامات پر ۸۲ مرتبہ آیا ہے۔

...... اور اپنے تاکستانوں کا پھل توڑا اور انگوروں کا رس نکالا اور خوب خوشی منائی۔ (قضاۃ - ۲۷ : ۱۱)

جب کسی اچھی چیز کا ذکر آیا یا ناقابل تلافی نقصان کی نوعیت مذکور ہوئی تو فرمایا۔

تیرے انگور اور انجیر گل جائیں گے۔ (یرمیاہ ۱۷ : ۵)

نقصان کی شدت کے بیان میں پھلوں کے نقصان کو بطور مثال عظیم ترین بنایا

...... میں اس کے انگور اور انجیر کے درختوں کو جن کی بابت اس نے کہا یہ یہ میری اجرت ہے جو میرے یاروں نے مجھے دی ہے۔ ان کو برباد کردونگا ان کو جنگل بنا دوں گا۔ (ہوسیع ۱۲ : ۲)

جب اچھے پھلوں کی مثال دینی ہوئی تو یہی سامنے آتے ہیں۔

اے میرے بھائیو! کیا انجیر کے درخت میں زیتون اور انگور میں انجیر پیدا ہو سکتے ہیں؟ ۔ اسی طرح کھاری چشمہ سے میٹھا پانی نہیں نکل سکتا۔

(یعقوب ۱۲ : ۳)

نبی صلّی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ گرامی :

حضرت تمیم الداری رضؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں منقہ کا تحفہ پیش کیا۔ اپنے ہاتھوں میں لے کر انہوں نے فرمایا۔

كلوا فنعم الطعام الزبيب يذهب التعب، ويطفى الغضب، ويشد العصب، ويطيب النكهة ويذهب البلغم ويصفي اللون۔ (ابونعيم)

(اسے کھاؤ کہ یہ بہترین کھانا ہے۔ یہ تھکن کو دور کرتا ہے۔ غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے اعصاب کو مضبوط کرتا ہے، چہرے کو خوبصورت کرتا ہے۔ بلغم کو نکالتا ہے۔ اور چہرے کی رنگت کو نکھارتا ہے۔

حضرت علیؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من اكل كل يوم احدى وعشرين زبيبة حمراء لم يجد فى جسده ما يكره۔

(جس نے روزانہ منقہ سُرخ کے اکیس دانے کھائے وہ ان تمام بیماریوں سے محفوظ رہے گا جن سے ڈر لگتا ہے)۔

سعید بن زیاد اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نعم الطعام الزبيب يشد العصب ويذهب بالوصب ويطيب النكهة ويذهب بالبلغم ويصفى اللون؟

(ابن السنی۔ ابونعیم۔ ابن عساکر۔ الدیلمی والخطیب)

یہ روایت تمیم الداریؓ سے تقریباً انہی الفاظ میں ابونعیم نے بیان کی ہے۔ محدثین کی تحقیق میں سعید بن زیاد کا شجرہ بن فائد بن زیاد بن ابی ہند الداری ہے۔ انہوں نے یہ واقعہ بھی اپنے باپ اور دادا سے روایت کیا ہے۔

حضرت علیؓ سے منقہ کے بارے میں تقریباً یہی الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیکم بالزبیب فانہ یکشف المرۃ ویذھب بالبلغم ونشد العصب ویذھب بالعیا ویحسن الخلق ویطیب النفس ویذھب بالھم۔ (ابونعیم)

(تمہارے فائدہ کے لیے منقہ موجود ہے۔ یہ رنگ کو نکھارتا۔ بلغم کو نکالتا۔ اعصاب کو مضبوط بناتا۔ کمزوری کو دور کرتا۔ مزاج کو خوشگوار بناتا۔ سانس کو خوشبودار کرتا اور غم کو دور کرتا ہے)۔

احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھجور یا منقہ کو پانی میں بھگو کر اس کا شربت نوش فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت فرماتے ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینقع لہ الزبیب فیشربہ فی الیوم والغد او بعد الغد ثم یامر بہ فیسقی۔ (ابوداؤدؔ)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منقہ بھگویا جاتا تھا۔ وہ یہ شربت اس روز پیتے۔ اگلے روز پیتے اور بعض اوقات اس سے اگلے روز بھی۔ بقایا دوسروں کو دے دیتے تھے۔ ایک اور روایت میں بچا ہوا ملازمین کو دے دیا جاتا تھا)

منقہ کے استعمال کی ہدایات میں ارشاد ہوا۔ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کلوا الزبیب واطرحوا عجمہ، فان فی عجمہ داء و فی لحمہ شفاء۔ (ذھبی)

(منقہ کھایا کرو۔ مگر اس کا چھلکا اتار دیا کرو۔ کیونکہ اس کے چھلکے میں بیماری اور گودے میں شفا ہے)۔

غالباً اسی کی وجہ یہ رہی کہ مٹھاس کی وجہ سے مکھیوں کی غلاظت چھلکے پر لگی رہتی ہے۔ اس لیے کھانے سے پہلے اسے اتار دیا جائے۔

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجمع بین التمر والزبیب فی النقع۔ (بخاری)

(بھگونے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی برتن میں کھجور اور منقہ کو جمع کرنے سے منع فرمایا)

محدثین کے مشاہدات :

امام زہری کہتے ہیں کہ جس کسی کو حدیث حفظ کرنے کا شوق ہو وہ منقہ کھائے وہ خود سیب نہیں کھاتے تھے۔ اور اسے بطور غذا کے کھجور سے بہتر گردانتے تھے۔ کہتے تھے کہ جو کوئی منقہ کے ساتھ پستہ لوبان کا چھلکا نہار منہ کھائے اس کا ذہن قوی ہو جاتا ہے۔

ذہبی کی دانست میں منقہ پیاس لگاتا۔ جسم میں حدت پیدا کرتا۔ لاغر جسم کو موٹا کرتا اور اس کے بیج معدہ کی اصلاح کرتے ہیں۔ انار کے دانوں کے ساتھ منقہ کا کھانا معدہ ہاضمہ کے لیے مفید ہے۔

ابن قیمؒ کی تحقیقات کے مطابق کشمش سے منقہ بہتر ہے۔ اس کا گودا، پھیپھڑوں کے لیے اکسیر ہے۔ پرانی کھانسی میں فائدہ دیتا۔ گردہ اور مثانہ کے درد دور کرتا ہے۔ پیٹ کو نرم کرتا اور معدہ کو مضبوط کرتا ہے۔ جگر اور تلی کو طاقت دیتا ہے۔ ہاضمہ درست کرتا ہے۔

اگر اسے بیجوں کے بغیر کھایا جائے تو یہ بہترین غذا ہے۔ اور اگر اس کے بیج بھی کھائے جائیں تو پھر یہ معدہ۔ جگر اور تلی کو اپنے اصل حجم پر واپس لاتا ہے۔

بلغم کو نکالنے کے بعد اس کی آئندہ پیدائش کو کم کرتا ہے۔ اس کا گودا نکال کر اگر جلتے ہوئے ناخنوں پر لگایا جائے تو ان کو مضبوط کر دیتا ہے۔

اطبائے قدیم کے مشاہدات:

ابن ماسویہ نے انگور کو تمام میووں سے افضل قرار دینے کے بعد کہا ہے کہ جب وہ درخت پر پورا پک جائے تو اس کے بعد کھایا جائے۔ یہاں پر اطباء کا اختلاف ہے۔ بعض استاد پتلے چھلکے والے انگور کو فوراً کھانے کی تاکید کرتے ہیں جبکہ دوسرے موٹے چھلکے والے کو کچھ دن پڑا رہنے کے بعد قابل استعمال قرار دیتے ہیں۔ زوتی کہتا ہے کہ روٹی کے ساتھ انگور کھانے سے تقویت حاصل ہوتی ہے اور اس کے بعد تبخیر نہیں ہوتی۔ اگر انگور کے خوشوں پر زیتون کا تیل لگا دیا جائے تو ان پر بھڑیں نہیں آتیں۔ یہی عمل آج کل بازار میں ملنے والی کھجوروں پر کیا جاتا ہے۔ ریڑھیوں والے کھجوروں پر کوئی بدبودار تیل مل دیتے ہیں جس سے ان پر مکھی نہیں بیٹھتی۔

انگور کا ذکر یونانی دیومالا میں دیلوی سس کے حوالہ سے اور بھارتی دیومالا میں اندر دیوتا کے ذریعہ ملتا ہے۔ جس نے لوگوں کو انگور سے شراب بنانے کا طریقہ سکھایا۔

انگور سریع الہضم ہے۔ خون صالح پیدا کرتا ہے۔ بوعلی سینا کہتا ہے کہ انگور سے بننے والا خون انجیر سے ہلکا اور کم ہوتا ہے۔ دوسرے اطباء کا کہنا ہے کہ انگور کا پوست اگر گل جائے تو پھر یہ انجیر سے بھی زیادہ بہتر مولد خون صالح ہے جگر کو قوت دیتا ہے۔ اعضاء کی سستی کو دور کرتا ہے۔ اس کا گودا شکر کے ساتھ پکا کر پیا جائے تو پیاس کو کم کرتا ہے۔

اس کے مقامی استعمال میں ویدوں نے قرار دیا ہے کہ انگور کی بیل کی لکڑی

کو جلا کر اس کی راکھ پانی میں گھول کر پینے سے گردے اور مثانہ میں پتھری کی پیدائش رک جاتی ہے۔ اس کے لیپ اور پلانے سے جسم کے اکثر ورم اتر جاتے ہیں۔ بواسیر کے مسّے اتر جاتے ہیں۔ اسی راکھ کو سرکہ میں ملا کر لگانے سے باؤلے کتے کے کاٹے کا زخم بے ضرر ہو جاتا ہے۔

(نوٹ) یہ عمل تجربہ شدہ نہیں ہے۔ اس لیے کتا کاٹے جیسی مہلک بیماری میں تجربہ کرنا خطرناک ہوگا۔

منقہ کا عصارا شراب کے خمار کو رفع کرتا ہے۔ اگر اسے آگ میں پکا کر جوشاندہ بنا لیا جائے تو اس کے غرارے حلق کی سوزش کو ختم کرتے ہیں۔ پینے سے خونی قے اور نکسیر میں فائدہ ہوتا ہے۔ اس کا لیپ بواسیر کے خون کو بند کرتا ہے اور بیماری کو دور کرتا ہے۔

انگور معدہ کے لیے مقوی ہے۔ کھانسی میں مفید ہے۔ اس کا لعاب آگ پر گاڑھا کر کے اس میں میتھی اور انجیر ملا کر شہد کے ساتھ دینے میں پرانی کھانسی کا بہترین علاج ہے۔ مغز بادام کے ساتھ خفقان کو نافع ہے۔ مرگی میں مفید ہے۔ جو کے پانی کے ساتھ منقہ ابال کر دینے سے پیشاب آور ہے اور گردہ سے پتھری کو نکالتا ہے۔ مرگی میں مفید ہے۔

اطبار قدیم کے ان مشاہدات کو دیکھیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جتنے بھی فوائد ارشاد فرمائے ان میں سے ہر ایک کی تصدیق موجود ہے جبکہ ان میں سے اکثر اس امر سے آشنا نہ تھے کہ سرکار نے اس کی کیا افادیت بیان فرمائی۔

کیمیاوی ترکیب :

حکومت ہند کے ایگریکلچرل کیمسٹ بمبئی نے اس میں قابل خوراک اجزاء کی

موجودگی ۹۰ فیصدی قرار دی ہے۔ اس میں معدنی نمکوں کے علاوہ تمام وٹامین۔ گلوکوس
فولاد۔ فاسفورس۔ کیلسیم۔ آکسیلک اور ٹارٹرک ایسڈ پائے جاتے ہیں۔ اس کے
بیجوں میں ایک تیل۔ چکنائی اور ٹینک ایسڈ ملتے ہیں۔ جبکہ چھلکے میں زیادہ طور پر
ٹینک ایسڈ ہوتا ہے۔ اس میں شکر کی مقدار ۱۸ فیصدی کے قریب ہوتی ہے مگر
یہ شکر جسم میں جاکر نقصان نہیں دیتی۔

جدید تحقیقات :

انگور میں غذائیت اور جوہر کافی ہیں۔ اس لیے جسم کو قوی کرتا ہے۔ بہترین
غذا اور جلد ہضم ہونے والا ہے۔ خون صالح پیدا کرتا ہے۔ پیاس کو رفع کرتا ہے
بخاروں کو دور کرتا۔ دق۔ نزلہ۔ زکام اور کھانسی کے مریضوں کے لیے ایک مفید
غذا ہے۔ تلیین شکم کرتا ہے۔ مقوی قلب ہونے کی وجہ سے خفقان اور ضعف
قلب میں مفید ہے۔ اسے رات کو پانی میں بھگو کر صبح یہ پانی پینے سے پرانی قبض
دور ہو جاتی ہے۔

منقہ کے پانی والا نسخہ بھارتی حکومت کے شعبہ طب یونانی نے شائع کیا ہے
اور یہ امر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ منقہ کو پانی میں بھگو کر
اس کا پانی نوش فرمایا کرتے تھے۔

گرجا گھروں میں دیئے جانے والے متبرک پانی میں بھی منقہ بھگو کر دیا جاتا ہے
طب یونانی میں منقہ جوشاندوں کا اہم جزو رہا ہے اور معجون زبیب کے نام سے
ایک مشہور مرکب اب بھی دواخانوں میں ملتا ہے۔

انگور اور شراب۔

ہندو دیومالا کے مطابق انسانوں کو شراب بنانے کا علم اندر دیوتا نے سکھایا

تھا۔ اس لیے ان کے عقیدہ میں شراب یا سوم رس پینا اچھی بات ہے۔ عیسوی تعلیمات میں بھی شراب حرام ہے۔ مگر پادریوں نے توضیحات کے ذریعہ انگور کی شراب کو مذہبی رسوم میں داخل کر لیا۔ شراب کے متعلق دنیا کے کسی مذہب نے کوئی واضح ہدایت نہیں دی۔ اس لیے ان کے ماننے والے چاہیں تو شراب نوشی کر سکتے ہیں۔

اس سلسلے میں پہلی اہم حقیقت اس طرح میسر ہے۔

عن طارق بن سوید الحضرمی قال قلت یارسول اللہ ان بارضنا اعنابا نعتصرها فنشرب منها؟ قال لا فراجعنه قلت: انا نستشفی للمریض قال ان ذٰلك لیس بشفاء، ولکنه داء۔ (مسلم۔ ابوداؤد، ترمذی)

(طارق بن سوید حضرمیؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ملک میں انگور ہوتے ہیں۔ کیا ہم ان کا رس نکال کر پی لیں؟ فرمایا "نہیں" پھر کہا کہ ہم اس سے مریضوں کا علاج کرتے ہیں۔ حضورِ اکرمؐ نے فرمایا اس میں تو ہرگز شفا نہیں بلکہ یہ بذاتِ خود بیماری ہے)

ایک دوسری روایت میں ارشاد گرامی ہوا۔

من تداوی بالخمر فلا شفاه اللہ۔ (ابونعیم۔ فتح الکبیر)

(جس کسی نے شراب سے علاج کیا اس کے لیے اللہ کی طرف سے کوئی شفا نہیں)۔

اطباء قدیم کے اکثر نسخوں میں شراب سرخ اور برانڈی کا ذکر ملتا ہے۔ مگر تجربات سے یہ بات اطباء کو بھی واضح ہو گئی کہ شراب کو کسی بھی علاج میں کوئی برتری حاصل نہیں۔ قرآن مجید نے طبیب کو اس امر کی اجازت دی ہے کہ وہ علاج

کے لیے کسی بھی ایسی چیز کو استعمال کر سکتا ہے جو اسلام نے حرام قرار دی ہو۔ اجازت اپنی جگہ قائم ہے۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ اپنا مشاہدہ شامل فرمادیا کہ حرام چیزوں میں شفا نہیں۔ شراب کسی بیماری کا علاج نہیں بلکہ بیماریوں کی پیدائش کا باعث ہوتی ہے۔

یورپ میں انگور کا زیادہ تر مصرف شراب بنانا رہا ہے۔ اس شراب کو کشید کر کے برانڈی بنتی ہے۔ برانڈی کے بارے میں یقین کیا جاتا ہے کہ یہ سردی زکام۔ کھانسی اور نمونیہ کا بہترین علاج ہے۔ طب جدید میں برانڈی ـــــ SPIRIT VINUM GALICI کے نام سے استعمال ہوتی رہی ہے۔ اب کی تحقیقات یہ ہے کہ برانڈی دینے کے بعد پھیپھڑوں کا دفاعی نظام مفلوج ہو جاتا ہے۔ شراب کا ایک گلاس بھی گردوں میں ورم پیدا کر سکتا ہے۔ اس کا ہر گھونٹ دماغ کے خلیوں کو ضائع کرتا ہے اور یہ خلیے دوبارہ پیدا نہیں ہوتے۔ اس لیے شراب کا ہر گھونٹ۔ دماغی صلاحیت اور یادداشت کو مستقل طور پر خراب کرتا ہے۔ شراب جگر اور معدہ کے لیے زہر ہے۔ ان نقصانات کی موجودگی میں یہ کسی بیمار جسم کے لیے کسی فائدے کی باعث نہیں ہو سکتی۔

ایران میں منقہ سے ایک خاص قسم کی شراب کشید کی جاتی تھی جسے "عرق" کہتے تھے۔ اس کا نشہ دوسری شرابوں سے تیز اور اسی مناسبت سے اس کے نقصانات بھی دوسروں سے زیادہ ہوتے تھے۔ سنا ہے اب یہ نہیں بنتی۔

جدید تحقیقات نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ شراب کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کتنے صحیح اور اہم اصول علاج ہیں۔

میتھی ـــــ حلبہ

TRIGONELLA GRACECUS FOENUM

میتھی عام پر کاشت کی جاتی ہے۔ خودرو پودے کم ہوتے ہیں۔ گرم ممالک ہی میں نہیں بلکہ سرد ممالک میں بھی کثرت سے استعمال ہوتی ہے۔ انگریزی میں اسے FUNEGREEK کہتے ہیں۔ تازہ میتھی اتنی خوشبودار نہیں ہوتی مگر جب اسے سکھایا جاتا ہے تو خوشبو آنے لگتی ہے۔ خوشبو کا تعلق کاشت کے علاقہ سے بھی ہے۔ مثلاً پنجاب میں قصور کی میتھی اور وہ بھی ایک خاص علاقہ کی، دوسرے علاقوں کی نسبت زیادہ خوشبودار ہوتی ہے۔

احادیث نبویؐ

قاسم بن عبدالرحمانؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

استشفوا بالحلبة (ابن القیم۔ فی الطب النبوی)

(میتھی سے شفا حاصل کرو)

اس ضمن میں ایک اور حدیث بھی مذکور ملتی ہے اسے ابن القیمؒ نے اطبار کا قول قرار دیا ہے جبکہ ذہبیؒ نے اسے حدیث میں بیان کیا ہے۔

لو تعلم امتی ما فی الحلبة لاشتروها ولو بوزنها ذهبا۔

(میری اُمت اگر میتھی کے فوائد کو سمجھ لے تو وہ اسے سونے کے ہم وزن
خریدنے سے بھی دریغ نہ کرے)

مکہ معظمہ کی فتح کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص رض بیمار ہوئے تو حارث بن کلدہ حکیم نے ان کے لیے "فریقہ" تیار کرنے کی ہدایت کی جس میں کھجور، جو کا دلیا اور میتھی پانی میں اُبال کر مریض کو نہار منہ شہد ملا کر گرم گرم پلایا جائے۔ یہ نسخہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ انہوں نے اسے پسند فرمایا اور مریض کو شفا ہو گئی۔ محدثین نے لکھا ہے کہ کھجور کی جگہ انجیر بھی شامل کی جا سکتی ہے مگر دونوں کی شمولیت اس لیے ممکن نہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور اور انجیر کو ایک ہی نسخہ میں جمع کر دینے کی ممانعت فرمائی ہے۔ ایک اور روایت کے مطابق اس نسخہ میں ملٹھی بھی تھی۔

محدثین کے مشاہدات

میتھی کا جوشاندہ حلق کی سوزش۔ ورم اور دکھن کے لیے بہت مفید ہے۔ سانس کی گھٹن کو کم کرتا ہے۔ کھانسی کی شدت دور ہوتی ہے اور معدہ میں اگر جلن ہو تو جاتی رہتی ہے۔ میتھی کا یہ اثر بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ کھانسی کے علاج میں استعمال ہونے والی تمام دوائیں معدہ میں خراش پیدا کرتی ہیں۔ اس لیے پرانی کھانسی کے تمام مریضوں کو معدہ میں جلن اور بدہضمی کی شکایت رہتی ہے۔ طبِ نبوی میں میتھی اور سفرجل ایسی منفرد دوائیں ہیں جو کھانسی کو ٹھیک کرنے کے ساتھ ساتھ معدہ کی اصلاح بھی کرتی ہیں۔

میتھی سے ریاح خارج ہوتے ہیں۔ بواسیر کی شدت میں کمی آتی ہے۔ اور پھیپھڑوں کی سوزش نہ صرف کہ دور کرتی ہے بلکہ آئندہ کے لیے بھی بچاؤ کرتی

ہے۔اگر اس کے جوشاندہ سے سر دھوئیں تو سر کی خشکی کم کرتی ہے۔ایک اور روایت کے مدِنظر میتھی کے ساتھ جب الرشاد کو شامل کیا گیا تو نہ صرف کہ سیکری کو فائدہ ہوا بلکہ بال گرنے بھی کم ہو گئے۔

میتھی کو پیس کر موم کے ساتھ ملا کر اگر سینہ پر لیپ کیا جائے تو چھاتی کے درد میں مفید ہے۔

کیمیاوی ساخت

اس کی ساخت میں قدرت نے لحمیات اور ان کے امیونیائی ترشوں کا تناسب اس خوبصورتی سے قائم کیا ہے کہ اپنی ہیئت کے لحاظ سے یہ دودھ کے قریب ترین ہے۔اس میں فاسفیٹ کے علاوہ فولاد کی ایک ایسی نامیاتی قسم پائی جاتی ہے۔جو پیٹ کو خراب کیے بغیر فوراً ہی جذب ہو کر جسم سے خون کی کمی دور ہو جاتی ہے۔اس میں مختلف قسم کے الکلائیڈ ہوتے ہیں ان میں سے ایک TRIGONE — LLINE ہے۔جو بڑی اہمیت رکھتی ہے۔اس کے مرکبات پیشاب آور ہیں اور اس میں ایسے لیسدار مادے پائے جاتے ہیں۔جو جھلیوں کی سوزش پر سکون آور اثرات رکھتے ہیں۔اس طرح گردوں کی سوزش کو کم کرتی ہے۔

ایک امریکن محقق نے معلوم کیا ہے کہ اپنے اجزا اور ہیئت ترکیب کے لحاظ سے یہ مچھلی کے تیل کا مکمل نعم البدل ہے۔

بھارتی ماہرین نے علوم کی تائید کے ساتھ ساتھ یہ قرار دیا ہے کہ بعض اوقات اس کے اثرات مچھلی کے جگر کے تیل سے بھی بہتر ہوتے ہیں۔یاد رہے کہ مچھلی کے تیل کے اہم اجزا میں وٹامن ڈ اور د، شامل ہیں جبکہ اس میں LECITHIN کافی

مقدار میں موجود ہے۔

فوائد اور استعمال

یہ بنیادی طور پر پیشاب آور مخرج بلغم ہے اس لیے گردوں کی سوزش میں جب پیشاب کم آرہا ہو تو پیشاب لاتی ہے۔ اسی طرح بلغم نکلتی ہے پھیپھڑوں کی اندرونی جھلی کی تندرستی کی نگہداشت کرتی ہے۔ بلغم نکالنے کے لیے ساتھ ساتھ جھلیوں کو توانائی دیتی ہے جس سے وہ آئندہ ملتہب ہونے سے محفوظ ہو جاتی ہیں۔

میتھی کے استعمال کے دو طریقے ہیں۔ ایک طریقہ اس کے پتے اور شاخیں سکھا کر کام میں لانا ہے۔ دوسرا طریقہ میتھی کے بیج استعمال کرنا ہے۔ بھارتی محقق بیجوں کو پتوں سے زیادہ مفید قرار دیتے ہیں۔ ہم نے اپنے ذاتی تجربات میں ہمیشہ بیج استعمال کیے اور یہ ہمیشہ مفید رہے۔

۵ گرام (چھوٹا چمچہ) پسی ہوئی میتھی اگر پانی کے ساتھ کھائی جائے تو اسہال اور پیچش میں مفید ہے۔ اگر اس پانی کو گرم کر کے اس میں شہد ملایا جائے تو پیشاب اور کھانسی کے لیے بھی مفید ہے۔ میتھی اشتہا آور ہے اس لیے بھوک کی کمی اور کھٹے ڈکاروں کو دور کرتی ہے۔ اس کا مسلسل استعمال خنازیر کا بہترین علاج ہے چونکہ خنازیر غدودوں میں تپ دق کی قسم ہے۔ اس لیے اس مقصد کے لیے اگر اس کے ساتھ قسط۔ شہد اور روغنِ زیتون بھی شامل کر لیا جائے تو علاج جلد ہو گا اور مریض کی کمزوری ابتدا ہی سے دور ہو جائے گی۔

جدید تحقیقات

یہ بات تجربات سے ثابت ہے کہ میتھی کا سرا الریاح اور پیشاب آور ہے

جن عورتوں کو حیض کا خون بار بار آتا ہو ان کے لیے مفید ہے عورتوں کے دودھ کی مقدار میں اضافہ کرتی ہے۔ جسمانی کمزوری کو دور کرتی ہے میتھی میں فولاد اور وٹامن ب اس کو خون کی کمی اور اعصابی کمزوری میں مفید بنا دیتے ہیں۔

میتھی کے مسلسل استعمال سے بواسیر کا خون بند ہو جاتا ہے اور اکثر اوقات مسّے گر جاتے ہیں۔ اس نسخہ کے ساتھ اگر انجیر شامل کر لی جائے تو افادیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

اس کے کیمیاوی اثرات کو جانے بغیر یہ بات مشاہدات سے ثابت ہوتی ہے کہ میتھی کھانے سے ذیابیطس کی شدت میں کمی آجاتی ہے چند مریضوں کو۔۔۔۔

کلونجی ۔ ایک تولہ
تخم کاسنی ۔ ½ تولہ
تخم میتھی ۔ ½ تولہ

کے تناسب سے ملا کر ذیابیطس کی شدت کے دوران ۳ ماشہ کی خوراک میں صبح شام دیا گیا۔ چھ ماہ کے استعمال سے اکثر لوگوں کے پیشاب میں شکر کی مقدار برائے نام رہ گئی۔

میتھی کے بیجوں میں لعاب دار اجزاء آنتوں کی جلن، گیس، پرانی پیچش اور معدہ کے السر میں سکون دیتے ہیں۔ سردی کے موسم میں کھانے کے بعد آدھا چھوٹا چمچہ لگاتار کھانے سے موسم کی اکثر بیماریوں سے بچاؤ ہو جاتا ہے۔ ماہرین نے اسے مفرح قرار دیا ہے۔ دمہ اور پرانی کھانسی کے علاج میں قسط البحری اور حب الرشاد کے ہمراہ میتھی کے بیج شامل کر دینے سے علاج زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔

ورس ـــــ ورس

FLEMINGIA GRAHAMIANA

عرب میں ورس کا پودا یمن کے علاوہ کہیں اور نہیں ہوتا۔ اسی بنا پر محدثین نے قرار دیا ہے کہ دنیا میں ورس صرف یمن میں ہوتی ہے۔ اس کا پیڑ تقریباً ۳ میٹر بلند ہوتا ہے۔ جس کی کاشت کی جاتی ہے۔ اگر یہ میدانی علاقہ میں ہو تو پھلیوں کے اندر گہرے سرخ رنگ کے سخت ریشے ہوتے ہیں۔ اگر پہاڑی علاقہ میں ہو تو ان ریشوں کا رنگ سرخی مائل سنہری ہوتا ہے۔ یہ ریشے شکل وصورت میں زعفران کی مانند ہوتے ہیں۔ مگر جب ہاتھ لگائیں تو سخت بلکہ ان کو پیسنا بھی مشکل ہوتا ہے اطباء قدیم مشترکہ شکل کی بنا پر زعفران کو ورس کا بدل قرار دیا ہے۔

ورس کا مشرقی زبانوں میں یہی نام ہے۔ البتہ فارسی میں اسے کرکم کہتے ہیں ان ناموں کو بھارتی ماہرین نباتات نے مخمصہ میں ڈال دیا ہے۔ کرنل چوپڑا نے ورس کو کمیلہ قرار دیا ہے۔ اس کی ناواقفیت کا افسوسناک انجام یہ ہے۔ کہ سعودی عرب میں پسا ہوا کمیلہ ورس کے نام سے فروخت ہوتا ہے۔ حالانکہ ان کی شکل وصورت اور خواص میں کوئی مماثلت نہیں۔ ندکارنی نے ہلدی کو کرکم قرار دیا ہے۔ جو کہ غلط ہے۔

محدثین نے قرار دیا ہے کہ ورس یمن میں ہوتی ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ عمدہ کا رنگ سنہری یا سرخ اور گھٹیا قسم سوڈان اور حبشہ میں سیاہ رنگ کی ہوتی ہے اس کی قوت چار سال تک قائم رہتی ہے۔

سر ایڈورڈ ولیم لین نے اپنی لغت میں ورس کا انگریزی ترجمہ

MEMECYLON کیا ہے۔ بعض لوگ اسے TINCTURA قرار دیتے ہیں اور بعض نے اسے EDULE کا نام بھی دیا ہے۔ مگر دونوں کی شکلیں یکساں اور فوائد بھی قریب ہیں۔ جنوبی ہند اور سری لنکا میں ایک پیڑ "وری کا ہا" یا "انجانا" پایا جاتا ہے۔ یہ درخت شکل و صورت میں ورس کے قریب ہے اور اس کے افعال اور اثرات بھی تقریباً ورس کے سے ہیں۔ اس لیے ورس کو اگر مقامی طور پر انجانا قرار دیا جائے تو یہ غلط نہ ہوگا۔

ارشاداتِ نبویؐ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے تو ورس کو رنگنے والی چیز قرار دے کر یہ حکم صادر فرمایا کہ حج کے لیے احرام کا کپڑا ورس سے نہ رنگا جائے۔ احادیث میں دوسری مرتبہ اس کا ذکر حضرت عبدالرحمانؓ بن عوف کی شادی کے سلسلہ میں ملتا ہے۔ یہ جب دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے تو ان کے چہرے اور لباس پر پیلا رنگ لگا ہوا تھا۔ اس ضمن میں انہوں نے بیان کیا کہ انصار میں دولہا کے کپڑوں پر شادی کے بعد ورس کا رنگ ڈالا جاتا ہے۔ اس کے بعد ان کو ولیمہ کرنے کی ہدایت فرمائی گئی۔

حضرت زیدؓ بن ارقم روایت فرماتے ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان ینعت الزیت والورس من ذات الجنب (جامع ترمذی)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات الجنب کے علاج میں ورس اور زیتون کے تیل کی تعریف فرماتے تھے)۔

اسی مسئلہ کو زیدؓ بن ارقم ایک دوسری روایت میں یوں بیان فرماتے ہیں۔

نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذات الجنب

ورسا وقسطا ولیتا یلد به - (سنن ابن ماجة)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات الجنب کے علاج میں قسط ہندی۔ ورس اور زیتون کے تیل کی تعریف فرمائی)۔

ذات الجنب سے مراد پلورسی ہے جو کہ تپ دق کی اقسام میں سے ہے۔ حضرت جابر رضؓ بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تحرقن حلوق اولادکن علیکن بقسط هندی وورس فاسعطه ایاه۔ (مستدرك الحاکم)

(اے عورتو!۔ اپنے بچّوں کے حلقوں کو سوزش سے جلایا نہ کرو جبکہ تمہارے پاس قسط ہندی اور ورس موجود ہیں۔ یہ ان کو چٹا دیا کرو)۔

یہی روایت الفاظ کے معمولی ردو بدل کے ساتھ دوسری کتابوں میں بھی موجود ہے۔

عن ام سلمة رضؓ قالت! کانت النفساء تقعد بعد نفاسها اربعین یوما، وکانت احدانا تطلی الورس علی وجهها من الکلف۔

(ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضؓ بیان کرتی ہیں کہ عورتیں حیض سے فراغت یا زچگی سے فراغت کے بعد ورس کے پانی میں چالیس دنوں تک بیٹھا کرتی تھیں۔ اور ہم میں سے ایک اپنے چہرے پر ورس لگایا کرتی تھیں کیونکہ ان کو چہرے پر چھائیوں کے داغ تھے)۔

محدثین کے مشاہدات

جامع ترمذی کی سب سے مقبول اور مفصل شرح "تحفۃ الاحوزی"

علامہ عبدالرحمٰنؒ مبارکپوری نے تصنیف کی ہے۔ وہ ورس کو یمن کے علاوہ کسی اور جگہ تسلیم نہیں کرتے۔ ان کی تحقیقات کے مطابق ورس کا مملول چہرے سے ہر کسی قسم کے داغ اور دھبے اتارنے کی یکتا دوائی ہے۔ انہوں نے جلدی تکالیف کی تینوں اہم اقسام "بہق۔ بہق اور کلف کے لیے اور خارش کے لیے اسے اکسیر قرار دیا ہے۔

ابن قیم نے ام سلمہؓ کی جس حدیث کا حوالہ دیا ہے۔ علامہ عبدالرحمٰن اسے حضرت عائشہؓ صدیقہ کے بارے میں قرار دیتے ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ اگر حضرت عائشہؓ کے چہرے پر چھائیں کے داغ تھے تو وہ ورس کے استعمال کے بعد دور ہو گئے تھے۔ مگر وہ پوری زندگی نہایت باقاعدگی کے ساتھ زیتون کے تیل میں ورس ملا کر رات کو چہرے پر لگاتی رہیں۔ جس سے ان کی جلد بے عیب اور اتنی چمکدار تھی کہ لوگ انہیں "حمرا" کے لقب سے پکارتے تھے۔

ابو حنیفہ دینوریؒ نے بیان کیا ہے کہ اسے یمن کے لوگ کاشت کرتے ہیں اور جب کبھی شاندار دعوت کا اہتمام کریں تو اسے دیگر مصالحوں کے ساتھ سالن میں ڈالتے ہیں۔

ابن قیمؒ سرخ رنگ کی ورس کو سب سے عمدہ قرار دیتے ہیں۔ وہ ایک گرام دوائی کو پانی کے ساتھ پینے کی سفارش کرتے ہیں۔ اس کے فوائد تقریباً وہی ہیں جو قسط البحری کے ہیں۔ اس کے پینے سے خارش۔ پھنسیاں۔ جسم سے کیلے اور ایگزیما دور ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی کپڑے کو ورس میں رنگ کر پہنا جائے تو اس سے بھی قوت باہ میں اضافہ ہوتا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات:

ورس کا نام اگرچہ علم الادویہ کی متعدد کتابوں میں موجود ہے مگر اکثر اطباء

نے اسی کے صحیح اثرات کا ذکر نہیں کیا۔ ایک جگہ مذکور ہے کہ ورس خوشبودار گھاس ہوتی ہے "مہذب الاسماء" نے اسے زعفران کی قسم قرار دیا ہے۔

یہ مختلف زہروں کا تریاق ہے۔ جسم کو قوت بخشتا اور فرحت دیتا ہے خفقان کو دور کرتا ہے۔ سیاہ داغ زائل کرتا ہے۔ ریاح غلیظ کو تحلیل کرتا ہے گردہ اور مثانہ کی پتھری کو توڑ کر نکالتا ہے۔

کیمیاوی ساخت :

اس میں کلوروفل۔ ایک زرد رنگ کا ______ GLUCOSIDE گوند۔ نشاستہ ______ MALIC ACID ______ اور غیر نامیاتی نمک پائے جاتے ہیں۔

جدید مشاہدات

اس کے پتوں کا جوشاندہ بنا کر اسے آشوب چشم کے لیے آنکھوں میں ڈالا جاتا ہے۔ اسی جوشاندے کا ایک گھونٹ دن میں تین چار مرتبہ پینے سے سوزاک اور لیکوریا میں فائدہ ہوتا ہے۔ اس کی جڑوں کا جوشاندہ کثرت حیض میں مفید ہے۔

ندکارنی کی تحقیقات کے مطابق ورس کے درخت کی چھال کو پیس کر اس کے ساتھ کالی مرچ ۔ اجوائن ملا کر چوٹوں پر سینک دیا جائے تو ورم اتر جاتا ہے۔

ورس کے بارے میں قدیم اور جدید مشاہدات کو سامنے رکھیں تو ایک اہم چیز سامنے آتی ہے کہ ہر دور میں یہ سوزش کو رفع کرنے کے لیے استعمال ہوئی۔ جس سے لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس میں جراثیم کو ہلاک کرنے کی استعداد

موجود ہے۔

اِن مشاہدات کی روشنی میں احادیث نبویؐ کو دیکھیں تو حیرت ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ورس کو گلے کی سوزش اور تپ دق میں تجویز فرمایا۔ جہاں تک سوزشوں کا تعلق ہے قدیم اور جدید دونوں قسم کے اطبا اس کے دافع تعفن اثرات کے بارے میں متفق ہیں۔ جہاں تک دق کے جراثیم کا تعلق ہے۔ کسی نے اس باب میں توجہ نہیں دی۔

مزمن امراض اور لوزتین کی سوزش میں ہم نے ورس کو ذاتی طور پر استعمال کیا ہے اور اکثر اوقات ان مریضوں کو دی گئی جن کے گلے تمام جدید ادویہ کے باوجود ٹھیک نہ ہوتے تھے۔ ان میں ورس کے استعمال سے حیرت ناک نتائج حاصل ہوئے۔ مگر اسے کافی دیر تک دینا پڑا ہے۔

چہرے سے داغ اتارنے والی صلاحیت بلاشبہ یکتا اور بے نظیر ہے۔ ورس کا مسلسل استعمال جلد کے اوپر سے ہر قسم کے داغ اتار دیتا ہے۔ اسے زیتون کے تیل میں ایک اور بارہ کی نسبت سے ملا کر ابالنے کے بعد لگایا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ورس وہ منفرد دوائی ہے جو جلد کو صاف کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔

ولیم لین نے بوعلی سینا کے حوالہ سے لکھا ہے کہ یہ گردوں اور مثانہ سے پتھری کو نکال دیتی ہے۔ یہ بات مشاہدات سے نہ صرف کہ درست ثابت ہوئی بلکہ اس کے جراثیم کش اثرات نے گردوں سے سوزش کو بھی رفع کر دیا۔

سعودی عرب میں ہمارے ایک کرم فرما ڈاکٹر احمد علی صاحب نے ورس کے نباتاتی نام پر خاص تحقیقات کی ہے۔ انہوں نے اس باب میں کنگ سعود یونیورسٹی ریاض کے شعبہ علم الادویہ میں ادویات، سمیات اور عطور پر خصوصی ریسرچ

سنٹر سے بھی رابطہ قائم کیا۔ اس ادارہ کے ڈائرکٹر ڈاکٹر محمدّ عبدالعزیز الیحیٰی نے قرار دیا ہے کہ ورس حقیقت میں FLEMINGIA GRAHAMIANA اور یہ پودا نیلگری کی پہاڑیوں اور جنوبی ہند میں پایا جاتا ہے۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ یہ مشاہدہ درست نہیں۔

ہمارے ذاتی مشاہدہ میں ورس مرگی کی بیماری کے لیے مفید ترین ہے۔ بعض مریضوں میں مرض کے دورے دوسرے دن سے بند ہو گئے۔ البتہ عرصہ علاج چند ماہ پر محیط ہے۔

نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دق۔ گلے کی سوزش اور سر درد کے علاج میں قسط اور ورس تجویز فرماتے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ قسط یا ورس۔ اِس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دونوں کے فوائد یکساں ہیں۔

ہم نے مرگی کے علاج میں ہمیشہ قسط استعمال کی اور نتائج حوصلہ افزا رہے۔

طبِ نبوی ﷺ اور جدید سائنس

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طبی تحائف سے بیماریوں کے علاج کا ایک خزانہ جس میں منہ اور پیٹ کے تمام بیماریاں، ان کی علامات، اسباب کا جائزہ دینے کے بعد جدید اور قدیم ادویہ کے مقابلے میں طبِ نبوی سے علاج کی ایک مکمل کتاب۔

****

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نسلِ انسانی کے ظاہر و باطن کی پاکیزگی ہی کے لیے نہیں بلکہ جسمِ انسانی کی فلاح، بقا اور حفظانِ صحت کے لیے بھی آگاہی بخشی ہے۔ انہوں نے روحانی امراض کے ساتھ جسمانی بیماریوں کے علاج کے لیے دعائیں اور دوائیں عطا فرمائی ہیں۔

آپ کے ارشادات اور ان کے منافع کو ہر عنوان سے مرتب کیا جا چکا ہے لیکن آپ کے طبی کمالات پر کوئی جامع کتاب ابھی تک موجود نہ تھی۔

جنابِ محترم ڈاکٹر خالد غزنوی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ طبِ نبوی کے مختلف پہلوؤں اور ان سے متعلق اہم معلومات پر مشتمل یہ کتاب تصنیف کریں۔ یہ کتاب انہوں نے نہایت عرق ریزی محنت شاقہ اور مطالعہ کے بعد تصنیف کی ہے۔ اس میں ان تمام اشیاء اور ادویہ کی تفصیل و تشریح کی گئی ہے جو احادیثِ نبویہ میں مذکور ہیں۔

(مفتی) محمد حسین نعیمی

ناظم دارالعلوم نعیمیہ۔ رکن اسلامی نظریاتی کونسل، حکومت پاکستان

الفیصل ناشران و تاجرانِ کتب
غزنی سٹریٹ ○ اردو بازار لاہور